الحقوق محفوظة

قال النبي صلى الله عليه وسلم بلغوا عني ولو آية

حسب حصول حدیث مرو تقریر جامع ترمذی

از افاضات عالم ربانی شیخ المحدثین امام المتقین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ ضریحہٗ سے ہے

نفح الشذی
سنہ ١٩٢٨

فی حل مطالب

جامع الترمذی
١٣٤٧ھ

ایں ذخیرہ ایست جواہر گرانمایہ ولآلی آبدار کہ طالبان علوم نبویہ را سرمایۂ حیات ست تا ایندم بر منصۂ شہود ظہور نمودہ بود دریں زمان بتصحیح تام و

بسعی و اہتمام محمد عماد الدین انصاری غفر اللہ الباری

صورت تشکیل

در مطبع [illegible] طبع شد

الطبعة الأولى سنہ ١٣٤٧ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و بعثہ بشیراً و نذیراً و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا و نبینا شانہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ و علیٰ آلہ و اصحابہ الذین ھم خلاصۃ العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء ٭

اما بعد، اذل الطلباء، خادم العلماء عماد الدین انصاری غفرلہ الباری، طلباء عظام اور علماء ذوی الاحترام کی خدمت میں یہ ہدیہ نفیسہ پیش کر کے امید رکھتا ہے کہ اپنے استاذ الاستاذ اور شیخ الشیخ کے یہ کلمات باعث استفادہ ہو کر اپنی سعادت کا موجب ہونگے۔ بالخصوص وہ حضرات جنکو دار العلوم دیوبند اور مشائخ و علماء دیوبند سے کسی نوع کا ارتباط و تعلق حاصل ہے یا اس بے بضاعت و بے مایہ کے شریک درس رہے ہیں۔ اس تمہید سے علم و عمل کیلئے دعاء خیر کی یاد دلانے والے ہو جائیں۔

میرے پاس یہ نایاب اور نادر تحفہ کہاں سے آیا؟ میرا حافظہ اسکے جواب سے قاصر ہے صرف صورت یہ ہوئی۔ اس سال جب میں نے ایام تعطیل میں اپنے کتبخانہ کو ہوا دینے اور شعاع شمس سے روشناس کرانے کیلئے باہر نکالا تو اس میں ایک طویل و عریض لفافہ محفوظ ملا۔ جس پر سالہا سال سے میری نظر نہ پڑی تھی۔ قدرت کو اس سال کچھ اور ہی منظور تھا۔ میں نے کھولکر دیکھا تو ایک قلمی تحریر حدیث کے متعلق ہے۔ ابتداء کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا کہ جامع ترمذی کی احادیث کے متعلق جامع تحقیقات ہیں۔ جسوقت آخر صفحہ کو دیکھا تو لکھا ہوا پایا ٭

"تم تقریر العرف الشذی الذی نقلہ مولانا المولوی فتح محمد التھانوی من المولوی ...

نور محمد الغفار و قت التدریس فی خدمۃ مولٰنا رشید احمد صاحب

سلمہ اللہ الصمد الگنگوہی تا سلخ ذی القعدۃ ۱۳۰۹ھ یوم السبت بید

احقر العباد سید احمد عفا اللہ الاحد الصمد ثانی دی سکونتاً

فیض آبادی ضلعاً، دیوبندی طلباً للعلم فی السابع من الربیع الاول

۱۳۱۳ھ یوم الاثنین بساعۃ احدی عشرۃ من اللیل "

اسوقت کی مسرت کے اظہار سے زبان و قلم قاصر ہیں قلبی کیفیت کے اظہار کی یارائی نہیں۔
ادھر انبساط و سرور سے مغلوب، ادھر اپنی غفلت پر مغموم، فوراً دل نے آمادہ کر دیا کہ اسکو
شائقین علوم نبویہ اور متوسلین عتبہ عالیہ تک پہنچانے میں جلد از جلد سعی کیجائے۔ تاکہ بلّغوا
عنی الخ کی تعمیل اور کتمان کی وعید سے نجات حاصل ہو۔

لیکن افسوس اسکا تہا کہ جب ذرائع پر قدرت تھی اور ہر چھوٹی بڑی کتاب کی اشاعت
آسان تھی یعنی مطبع قاسمی دیوبند کی زمام نظام میرے ہاتہہ میں تھی تو کبھی میری نظر اس
سے روشناس نہوئی۔ اور جبکہ اس شعبہ سے بے تعلق ہوئی اور دائرۂ شرعیات کی کتابت
اور تدریس کا تعلق صوبہ پنجاب کے شہر جالندھر میں رب منان کیطرف سے عطا
فرمایا گیا تو اسکے انصرام میں طبیعت کو اک گونہ فکر تھا۔ لیکن ہمت کرکے ترتیب و مقابلہ
اور صحت و مطالعہ، کامل غور سے شروع کر دیا۔

حضرۃ الحاج مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی متع اللہ المستفیدین بطول بقائہ
سے جب تذکرہ کرنیکی نوبت آئی تو بعد اظہار مسرت کے بعد فرمایا۔ مجے معلوم ہو گیا کہ یہ تقریر
تیرے پاس کیونکر پہنچی۔ حضرت استاذ شیخ الہند نور اللہ ضریحہ نے ایک مرتبہ ترمذی شریف
کا تحشیہ کرنیکا قصد فرمایا تہا، اس مقصد کیلئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریریں
بھی جمع فرمائی تھیں۔ ان سب تقریروں میں یہ تقریر جو مولانا سید احمد صاحب مہاجر
مدنی کے ہاتہہ کی لکھی ہوئی تھی موجود تھی۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسکو تمام پر ترجیح
دیتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ استاذی مولٰنا محمد یسین صاحب شیرکوٹی بقید حیات
تھے۔ اور دار العلوم دیوبند میں مدرس تھے۔ یہ تقریر انکے پاس رہ گئی اور وہاں سے

تیرے پاس پہنچیگی ۔ مولانا کے اس بیان نے میرے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا ، اور سمجھ میں آگیا کہ اسیطرح ہوا ہوگا ۔

حضرت مولانا سید احمد صاحب مدظلہ ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدرس اول دارالعلوم دیوبند کے بڑے بھائی ہیں ۔ اور آج مدینہ طیبہ میں درس دیتے ہیں ، ان ہی کے دست مبارک کا یہ مسودہ ہے جو مجھکو دستیاب ہوا ہے ۔

اصل مسودہ میں میں نے کیا کیا ؟

(۱) جہاں صرف حدیث کا جزء للکر حضرۃ الشیخ رح کی تقریر نقل کیگئی تھی میں نے اس باب کا حوالہ دیدیا جسمیں وہ حدیث موجود ہے ۔ تاکہ اصل حدیث نکالنی سہل ہو جاوے ۔

(۲) باب کے ابتدا میں صفحے کا ہندسہ بھی متذکرہ تسہیل کیلئے اضافہ کر دیا ۔

(۳) بہت سی جگہ اصل مسودہ میں صفحہ کا ہندسہ موجود تھا لیکن جب میں اپنی ترمذی مجتبائی سے مطابقت کرتا تو پتہ نہ چلتا تھا ۔ (معلوم ہوتا تھا کہ ضبط تقریر کے وقت ترمذی مطبوعہ مولانا احمد علی صاحبؒ پیش نظر تھی ۔ اور آج وہ نایاب ہے) اسلئے میں نے مطبوعہ مجتبائی کے صفحات لکھدئے کہ آجکل یہی یا اس جیسے صفحات کی ترمذی مستعمل ہے ۔

(۴) تقریر میں بعض جگہ الفاظ کی غلطی ظاہر کیگئی تھی اور صحیح لفظ بتلایا گیا تھا ، میں نے جب ترمذی مجتبائی میں دیکھا تو صحیح لفظ پایا ۔ اسلئے اس جگہ کو چھوڑ دیا ۔

(۵) تسہیل کی غرض سے فہرست ابواب کا اضافہ آخر کتاب میں کر دیا ۔

اسکے سوا باستثناء اغلاط کتابت ، عبارت کی تہذیب و آراستگی میں مطلق دخل نہیں دیا کہ اس میں اصل مدعا کے فوت ہونیکا اندیشہ تھا ، اور موجودہ حالت میں بہت سے الفاظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ادا شدہ ہونگے ۔

یہ امر بھی واضح و ظاہر ہے کہ کسی شاگرد کا اپنے شیخ کے مضامین کو ضبط کرنا روایت بالمعنے ہوگا ۔ اور بہت ممکن ہے الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر جیسی چاہیے چست ثابت نہو ۔ بالخصوص جبکہ اختلاف ملک و لسان کی خلیج بھی حائل ہو ۔

نیز طالب علم کو کیسا ہی مستعد ہو ، درس کے وقت ضبط تقریر استاذ سے اسکی غرض

دستگاہ زیادہ طالب ہوتا ہے اور اپنی بساط کی بموجب ضبط الفاظ میں بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ جسطرح ایک مصنف تہذیب و تہذیب الفاظ کی رعایت کرتا ہے طالب علم نہ کرسکا کہ اسکے اور اسکے مقاصد میں تفاوت ہے۔

امام ربانیؒ کے درس حدیث کی خصوصیات

آپ کے درس حدیث کی خصوصیات کا احصا، واحاطہ تو دشوار ہے، خصوصاً مجھ جیسے کیلئے جسکو چمنستان درس حدیث امام ربانی کی عطر بیز مہک سے کوئی حصہ حاصل نہوا ہو۔ ہاں کچھ بیان کرسکتے ہیں تو وہ خوش نصیب حضرات جنکو اس حدیقہ کے غنچوں کی مہک نے سرمست اور اس مائدہ کے ذائقوں نے پُرحلاوت بنادیا ہو۔ اپنے لئے تو یہی سعادت کچھ کم نہیں کہ اس دربار کی وہ آخری شعائیں جو ظلمتکدہ ہند کو منور اور تاریک و زنگ آلود قلوب کو مصقل بنارہی تھیں۔ چند بار حاضر ہوکر آنکھوں کو ٹھنڈا اور دلکو اسکی حلاوت سے مسرور کیا ہے۔ یا جبکہ طریقت و معرفت کا آفتاب عالمتاب اپنی آخری کرنیں ڈالتا ہوا ہمیشہ کیلئے اہل سلوک کے قلوب کو مغموم اور بے حس و حرکت بناکر دوسرے عالم کے انتظام کیلئے پیش خیمہ بنا ہو۔

تاہم بعض خصوصیاتِ درس جو معلوم ہیں عرض کرتا ہوں۔ ممکن ہے ہمارے طلباء حدیث کے لئے باعث استفادہ ہو۔

(۱) امام ربانی قدس اللہ سرہٗ کے درس حدیث میں یہ خاص صفت تھی کہ طلبہ میں عمل کا شوق پیدا ہو جاتا تھا اور قلب میں اطمینان اور سکینہ جگہ پکڑ لیتا تھا۔

(۲) یوں تو آپ ہر وقت ہی باوضو رہتے مگر درس کے وقت خصوصیت کے ساتھ اسکا اہتمام فرماتے کہ ابتدا سے انتہا تک ایک حرف بھی بلا وضو نہو۔ طلبہ کو بھی باوضو رہنے کی تاکید فرماتے۔

(۳) ہمیشہ خندہ پیشانی اور ہنس مکھ رہتے۔ اور دوران درس میں رفع تکان کیلئے

گاہ بگاہ لطائف بھی بیان فرماجاتے ۔ جس سے طلبہ تازہ دم ہوجاتے ۔

(۴) طلبہ کے سوال پر گو کیسا ہی ہو چیں بجبیں نہوتے ۔

(۵) آپکی تقریر میں طلبہ کو محویت ہوتی تھی اور دل یہی چاہتا تھا کہ سلسلۂ تقریر ختم نہو ۔

(۶) تقریر سلیس اور عام فہم ہوتی تھی جسکو عامی بھی سمجھ جاتے تھے ۔

(۷) اسناد حدیث کے متعلق پوری تحقیق ہوتی تھی ۔

(۸) اختلاف احادیث اور تعارض کے متعلق مختصر مگر جامع تطبیق ہوتی تھی ۔

(۹) آپکی بلیغ تقریر کے بعد حواشی بیکار اور طویل شروح کالب لباب سامنے ہو جاتا تھا ۔

(۱۰) ترمذی شریف کے درس میں ترجمہ حدیث اور سے مطابقی سلیس عام فہم الفاظ میں بیان فرماتے تھے ۔

(۱۱) بقدر ضرورت اسماء الرجال ذکر فرماتے ۔ رواۃ کی توثیق وتضعیف اور اسناد میں ضروری جرح وتعدیل فرماتے

(۱۲) حدیث کی باب سے مناسبت ، اور سیاق وسباق کا ربط بیان فرماتے ۔

(۱۳) ہمیشہ طلباء کی استعداد کے مطابق کلام فرماتے ۔

(۱۴) حدیث سے مسائل کا استنباط واستخراج فرماتے ، اور دیگر مذاہب کی تقریر فرماکر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی ترجیح بیان فرماتے ۔ اور فرماتے مجھے حنفی مذہب سے خاص محبت اور اسکی حقانیت پر کلی اطمینان ہے ۔

(۱۵) آپکو نفس تقلید میں بھی تعصب کا برصنا پسند نہ تھا ۔

(۱۶) طلبہ کے عقائد واعمال کی درستی یوں تو ہر وقت ہی ملحوظ تھی ۔ لیکن درس کے وقت آپکی توجہ اسطرف بہت ہی بڑھ جاتی ، شرک وبدعت کا جابجا قلع قمع فرماتے ۔ اور توحید واتباع سنت کی موقع بموقع ترغیب دیتے ۔

(۱۷) آپ روحانی فیضان اور قلبی توجہ سے تاریک قلوب کی ظلمت دور فرماتے ، اور زنگ آلود دلوں کی صیقل کرتے ۔ بعض اوقات جماعت کی جماعت اور حلقہ کا حلقہ محو حیرت ہو جاتا ۔ اور تمام کے تمام آسمانی سکینہ محسوس کرتے ۔

علوم شرعیہ کے ضمن میں سلوک و طریقت کا شوق دلاتے تھے۔

(۱۹) آپکی نظر طلبہ کی نشست و برخاست، حرکات و سکنات، رفتار و گفتار، چال ڈھال، وضع و قطع اور ہر ظاہری حال پر برابر قائم رہتی تھی کہ کوئی طرز خلاف شرع تو نہیں۔ اگر کسی کو پڑھے ہوئے علم پر عمل کا شائق نہ دیکھتے تو اسکی اصلاح کا زبان اور دل سے خیال فرماتے۔ اشارہ اور تصریح سے، ترغیب و ترہیب سے، نرمی اور سختی سے جبتک متبع شرع نہ ہو جاتا آپکو بے چینی رہتی۔

(۲۰) جن طلبہ میں اہلیت و صلاحیت نہ پاتے لطائف الحیل سے ٹالدیتے۔ اور جن مہمانان رسول اکرم میں طلب صادق، اہلیت و سعادتمندی پاتے تو انکو اپنا عزیز و اولاد سمجھکر برتاؤ فرماتے۔

(۲۱) طلبہ کی مدارات اور تعظیم و تکریم فرماتے انکی ہر قسم کی خبر گیری کرتے حاجات کا انتظام فرماتے۔ فکر و غم کی حالت میں صبر و تسلی دیتے۔

سلسلہ سند

اس احقر اور جمیع ان مخلص احباب کو جو ازہر الہند دیوبند میں میرے شریک درس رہے ہیں۔ حضرت شیخ العرب والعجم استاذ العلم والعلماء شیخی واستاذی ملاذی وملجائی محمود العصر فرید الدہر شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سے قراءت وسماعت و اجازت حاصل ہے۔ اور حضرت الشیخ رہ کو قاسم العلوم والخیرات امام المتکلمین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت قطب العالم امام ربانی مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی اور مولانا عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رحمۃ واسعۃ کاملۃ الی یوم الدین، سے اجازت حاصل ہے جسکی صورتہ

قد حصل لی الاجازۃ والقراءۃ والسماعۃ من وحید العصر فرید الدھر المشتھر فی الآفاق بشیخ الھند شیخی واستاذی ومولائی محمود حسن الدیوبندی نور اللہ ضریحہ

انا الشيخ قاسم العلوم والخيرات مولانا محمد قاسم النانوتوي انا الشيخ الشاه عبد الغني
الدهلوي انا الشيخ المشتهر في الآفاق الشاه محمد اسحاق الدهلوي وقال حصل لي
الاجازة من مرشدنا مولانا رشيد احمد الگنگوهي انا الشيخ الشاه عبد الغني الدهلوي
انا الشيخ المشتهر في الآفاق الشاه محمد اسحاق وايضاً قال حصل لي الاجازة من
مولانا احمد علي السهارنپوري ومولانا محمد مظهر النانوتوي ومولانا عبد الرحمن
الپانی پتی وقال مولانا احمد علي ومن بعده اخبرنا الشيخ المشتهر في الآفاق الشاه
محمد اسحاق (هذه قطعة واحدة غير مكررة) قال حصل لي الاجازة والقراءة و
السماعة من الشيخ الاجل والحبر الابجل الذي فاق بين الاقران بالتمييز اعني
الشيخ عبد العزيز وحصل له الاجازة والقراءة والسماعة من والده الشيخ
ولي الله بن الشيخ عبد الرحيم الدهلوي وقال الشيخ ولي الله اخبرنا به الشيخ
ابو الطاهر المدني عن ابيه الشيخ ابراهيم الكردي عن الشيخ المزاحي عن الشهاب احمد
السبكي عن الشيخ النجم الغيطي عن الزين زكريا عن العز عبد الرحيم
عن الشيخ عمر المراغي عن الفخر بن البخاري عن عمر بن طبرزد البغدادي

وهذا الجزء الثاني من السند مذكور في الجامع الترمذي قبل التسمية۔
والجزء الثالث من البغدادي الى ابي عيسى الترمذي فهو موجود بعد التسمية
وتكفل المصنف من نفسه الى صاحب الحديث صلوة الله وسلامه عليه۔

فائدة في القراءة والسماعة والاجازة، قال في العقد الشمين اعلم
ان القراءة على قسمين احدهما ان تقرأ على الشيخ وهو يسمع وثانيهما ان يقرء غيرك
على الشيخ وانت تسمع ويقال في الثاني قراءة عليه وانا اسمع والسماعة ايضاً على
قسمين السماعة على الشيخ وهي ان يقرأ التلميذ ويسمع الشيخ ويعبر عنها باخبرنا
فلان الخ والسماعة من الشيخ وهي ان يقرأ الشيخ ويسمع التلميذ ويعبر عنها
بحدثنا فلان الخ واما الاجازة في هذا الزمان ان يقرأ التلميذ على شيخه كتاباً
كاملةً ثم بعد الختم يطلب الاجازة بكتابة السند المتعارف فيما بيننا او غيره

واما فی المتقدمین فکانت بان یکتب التلمیذ الاحادیث ویعرضها بحضرة شیخه او یعرضها بحضرته بدون الکتابة فیجیزه الشیخ بالکتابة او غیرها واما التحدیث والاخبار فلیس بینهما فرق لغة وفرق المحدثون بینهما کما حررنا وقیل ان الراوی مخیر بین التعبیر بحدثنا موضع اخبرنا وبالعکس لانه اذا قرأ علی الشیخ واجازه به کان کانه اخبره به کما اذا سمعت واقعة وعرضتها علی احد فاخبرک بها ایضاً حتی وثقت بها تقول بعد ذلک اخبرنی بها فلان فهذا امر لا وجه لمن خیر بینهما وقیل انه لیس بمخیر بل یستعمل کل واحد منهما فی موضعه مع تسلیم الطائفتین للتساوی فی القبول والقوة وقال مسلم صاحب الصحیح ومن تبعه ان التحدیث اقوی من الاخبار وقال مالک بن انس بالعکس ویقولان بقبولهما فی التمسک والاحتجاج والفرق فی المراتب ۔

آخر میں اسقدر عرض ہے کہ اپنی طرف سے صحت ومقابلہ اور تصحیح وترتیب میں پوری جدوجہد کیگئی ہے، بربنائے بشریت اگر پھر بھی کمی ہوگئی ہو تو عرض ہے۔

وَاِذَا رَاَیْتَ اَثِیْمًا   کُنْ سَاتِرًا اَوْ رَحِیْمًا

اور عرض ہے کہ اس خادم کو دعاءِ خیر میں فراموش نفرمائینگے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ونبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب الطہارۃ

صفحہ۱۷ **باب** التیمم للجنب اذا لم یجد الماء **قولہ** ویروی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ باوجود فقاہت اور شہرت احادیث تیمم کے اسلئے تیمم کا فتویٰ نہیں دیتے تھے کہ لوگ بسبب ادنے سستی کے ادنیٰ عذر پر تیمم کرنا شروع نہ کردیں چنانچہ جب ابوموسیٰ اشعری نے اسی امر میں ان سے مباحثہ کیا تو حضرت ابن مسعود نے اپنا یہی عذر پیش کیا۔ معلوم ہوا کہ بعضے امور پر باوجود جواز کے مصلحتاً فتوے نہ دینا چاہیے، یہ درحقیقت کوئی اختلاف نہ تھا۔

صفحہ۱۸ **باب** فی المستحاضۃ **قولہ** قال لا انما ذلک عرق۔ یعنی یہ خون رگ سے ہے۔ بالوضوء سے معلوم ہوا کہ خون کا نکلنا ناقض وضوء ہے۔ اسلئے کہ اول استحاضہ کو رگوں کا خون فرمایا اور حکم وضوء کا دیا۔ رگ رگ سب برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ خون سب رگوں کا نجس ہے۔ اور خروج نجاست باعث وضوء ہے کما ھو مذھبنا الحنفیۃ

باب ما جاء ان المستحاضۃ تتوضأ لکل صلوٰۃ **قولہ** قال ابوعیسیٰ الخ امام احمد صاحب نے اسے احادیث تفصیل مذکورہ سے جمع کرلیا ہے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تفصیل نہیں ہے بلکہ غسل اور غسلین کا حکم صرف بطور معالجہ اور احتیاط اور احوط کے تھا۔ اب وضوء لکل صلوٰۃ ہر مستحاضہ پر ہے اور علیٰ ہذا یہ علاج بھی عام ہے۔

صفحہ۱۹ **باب** فی الجنب والحائض **قولہ** وقال حدیث اسماعیل بن عیاش

من اهل الشام [illegible] سے غرض تقویت اس حدیث کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
اس حدیث کی تضعیف کی تھی کہ اسمٰعیل بن عیاش سے روایات اہل حجاز و اہل عراق کی منکر
ہوتی ہیں۔ امام ترمذی نے کہا کہ اول تو یہ حدیث روایت اہل شام سے ہے اور دوسرے
یہ کہ یہ بقیہ (امام رودی) سے اصلح ہے۔ جیسے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کیونکہ وہ بقیہ
روایت عن الثقات منکر احادیث نقل کرتا ہے۔ جب تمہارے نزدیک وہ مقبول ہے تو
یہ بطریق اولیٰ مقبول ہونا چاہیئے۔

صفحہ ۲۰ **باب** ما جاء فی الوضوء من الموطی **قوله** يطهره ما بعده [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم کی
تھی کہ راستہ میں گوبر وغیرہ نجاست خشک لگنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے
جواب فرمایا کہ بعد میں رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر عاقل یقین جانتا ہے کہ نجاست
تر زمین پر رگڑنے سے دور نہیں ہوتی بلکہ اور پھیلتی ہے۔ پھر یہ کیونکر فرمان آنحضرت صلعم سے
صادر ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بارش وغیرہ سے نجاست
رستے میں آجاتی ہے اور ہمارے کپڑوں میں لگ جاتی ہے۔ [illegible]
نجاست تر زمین تھی۔ اسکی تاویل بھی یہی ہے کہ نجاست رستے کے گوشوں میں ہوتی تھی وہ
بارش وغیرہ میں کھل کر بیچ میں آکر خشک ہو جاتی تھی تو ان سائلوں کو یہ وہم ہو کہ شاید کپڑا ناپاک
ہو جاتا ہوگا آنحضرت صلعم نے یہ جواب فرمایا۔ اگر یہ تاویل ٹھیک ہے تو ضرور یہ [illegible]
یہ حدیث منسوخ ہے اسلئے کہ ظاہر نصوص قرآنیہ اور عقل سلیم کے مخالف ہے

صفحہ ۲۱ **باب** التیمم حضرت ابن عباس کے قول سے معلوم ہوتا ہے [illegible]
اور وجہ پر فرض ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اصل لغت میں ید بمعنی [illegible]
قطع میں کف تک ید مقرر ہونا اسلئے ہے کہ یہ محل خطر ہے۔ [illegible]
حتی الامکان چاہیئے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے کف تک
بخلاف تیمم کے اسمیں مرفق تک بھی ثابت ہے اور ید کا اطلاق مرفق تک
ہر دو طور پر ہے اسمیں احتیاط یہی ہے کہ مرفق تک لیا جائے۔ [illegible]
کا قول ضعیف ہے۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تیمم وضو کا نائب [illegible]

وہی ہوتا ہے جو کہ اصل کا حکم ہے۔ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ وضو کی حد مرافق تک ہے ایسے ہی تیمم میں ہونا چاہیے۔

ابوابُ الصَّلٰوۃ

صفہ۲ باب ماجاء فی مواقیت الصلوٰۃ قولہ فقال یا محمد ھذا وقت الانبیاء من قبلک الخ اس مقام پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کو پانچ وقت کی نماز کی تعلیم کی۔ اور یہ ارشاد کیا کہ یہ وقت پہلے نبیوں کا ہے باوجودیکہ نماز عشا کی کسی نبی کی امت پر فرض نہ تھی اسکا جواب دو طرح ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ پہلے انبیاء پر چار وقت کی نماز فرض تھی اور یہ قول جبرئیل علیہ السلام کا باعتبار اکثر اوقات کے ہے وللاکثر حکم الکل یا یہ کہ ان میں سے جو وقت انبیاء کے تھے وہ آپ کے ساتھ مشترک تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یوں فرمایا ھذا وقت الانبیاء من قبلک "۔ اور نماز عشا پہلے انبیاء پر فرض تھی اور خاصہ تھا۔ امت پر صرف چار ہی فرض تھیں۔

صفہ۲۲ باب ماجاء فی تعجیل الظہر قولہ وقد تکلم شعبۃ فی حکیم یعنی شعبہ نے حکیم بن جبیر میں کلام کیا ہے بسبب اس حدیث کے جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی تھی من سأل الناس ولہ ما یغنیہ شعبہ نے گویا کہ حکیم بن جبیر کی تضعیف کی وجہ اسکی یہ ہے کہ شعبہ کے مزاج میں تشدید تھی ادنیٰ بات پر راوی کو ترک کر دیتے تھے۔ اس حدیث حکیم بن جبیر نے غنا کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جسکے پاس پچاس درہم ہوں ایک وقت کا کھانا ہو۔ اور یہ ثقات کے خلاف ہے کیونکہ ثقات جو نقل کرتے ہیں اس میں غنا کے معنے ہیں کہ " جسکے پاس پچاس درہم ہوں " تو گویا منکر الحدیث ہوئے۔

صفہ۲۲ باب ماجاء فی التغلیس قولہ ما یعرفن من الغلس اگر کوئی متوہم یہ وہم کرے کہ ایسا وقت جسمیں واقف اور دوست ملاقاتی نزدیک سے نہ پہچانا جائے

غلس کیا تمام رات میں اس وقت نہیں نکلتا۔ اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ہم نہیں
واقف عورتوں کو نہیں جان سکتے تھے پس اس حدیث کے یہ معنے ہوئے جواب
یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں عورتیں مردوں سے پہلے چلی جاتی تھیں
بعض روایات میں منصوص ہے۔ اور مسجد نبوی اس وقت میں سات درجے کچی ہوئی تھی
فجر کے وقت ایسی تاریکی موجود رہتی تھی کہ جسمیں پاس والا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا
سے امام شافعی صاحب کے استدلال کا جواب مستفاد ہوا کہ درحقیقت
بسبب زیادہ درجوں کے نور کا اثر اندر نہیں جاتا تھا تو یہ غلس

صفہ باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل قوله ما صلی رسول
الله علیه وسلم صلوة لوقتها الاخر مرتین حتی قبضه الله۔ اگر یہ کہا جاوے
سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی دو دفعہ نماز آخر وقت میں نہیں پڑھی
ہے کہ حضرت نے دو دفعہ نماز اخیر وقت میں پڑھی ایک دفعہ حضرت جبریل
کے ساتھ دوسری دفعہ جب ایک شخص کو تعلیم دیتے تھے۔ جواب
یہ ہے کہ اپنے اختیار سے دو دفعہ نہیں پڑھی۔ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام نے پڑھائی
اختیاری نہ تھی اور دوسری تعلیم کے واسطے۔ یہ بھی اختیاری نہ تھی کیونکہ تعلیم آنحضرت
الله علیه وسلم پر واجب تھی۔

صفہ باب ما جاء فی النوم عن الصلوة قوله وقال بعضهم لا یصلی
الشمس۔ ہمارے امام صاحب کا یہی مذہب ہے۔ اور امام شافعی وغیرہ
سے استدلال کرتے ہیں۔ فلیصلها اذا ذکرها۔ یہ عام ہے اس سے معلوم
جونسا وقت ہو اسمیں نماز پڑھ لیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ جیسے یہ عام ہے
نہی بھی عام ہے اور ظاہر اسکے معنے یہ ہیں کہ جب بیدار ہوئی نماز پڑھے
بھی ہو یا نہ ہو۔ تو ضرور یہ کہا جاوے گا۔ الشئ اذا ثبت ثبت بجمیع
نماز کی مشتمل ہے وضوء وغیرہ شرائط پر ویسے ہی ہم کہینگے کہ منجملہ ان کے
ہے یہ قید بھی محفوظ ہونی چاہئے بغیر الاوقات المنهیة عنها اور علاوہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دفعہ یہ موقع پیش ہوا۔ معہذا عند الطلوع نماز کو نہیں پڑھا۔ پس نہی کی حدیث اپنے عموم پر رکھنی چاہیے۔ اور اسکو خاص کرنا چاہیے بغیر الاوقات المنہیۃ المکروہۃ کے ساتھ۔

صفحہ ۲۵ **باب** ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوٰۃ امام صاحب کے نزدیک پانچ تک ترتیب درمیان فوائت اور ادا کے واجب ہے۔ اور جب چھ ہو جاویں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ صرف فوائت میں باہم ترتیب ضرور ہے ادا کے ساتھ ضروری نہیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب قضا نمازیں کثیر ہو جاتی ہیں اسوقت انمیں ترتیب ملحوظ رکھیں ادا کی فوت کا خوف ہوتا ہے اسلئے ادا کے ساتھ ترتیب ضروری نہیں۔ باقی رہا کہ چھ کثیر کیونکر ہو جاتی ہیں؟ یہ صحابہ کے قول سے معلوم ہوا۔ کہ جب شئی مکرر ہو جاتی ہے اسوقت اسکو کثیر کہا جاتا ہے۔

باب ماجاء فی الصلوٰۃ الوسطیٰ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس نماز کیواسطے فرمایا ہے وہ واقع میں ایک ہے۔ اور حدیث میں اکثر عصر کے واسطے مقرر کیا ہے۔ اور بعض روایات اور نمازوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ہر ایک نماز بعض اعتبار سے وسطیٰ ہو سکتی ہے۔ گو فی علم اللہ ایک ہے۔ ان اختلاف روایات میں یہ حکمت ملحوظ ہو گئی کہ امتی لوگ ہر ایک نماز کی حفاظت کریں۔

باب ماجاء فی کراھیۃ الصلوٰۃ بعد العصر و بعد الفجر قولہ قال شعبۃ لم یسمع قتادۃ عن ابی العالیۃ الا ثلثۃ اشیاء۔ اس قول سے حدیث ہذا کی توثیق منظور ہے۔ کیونکہ وہم تہا کہ شعبہ نے قتادہ سے روایت نہیں کی۔ قال لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل انبیاء سے افضل ہونا محقق ہے۔ پس اس قول کے کیا معنی ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی نسبت یہ نہ کہے کہ میں یونس سے بہتر ہوں۔ یا یوں کہا جاوے کہ کوئی شخص بغیر توقیف مجھکو یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس علیہ السلام پر تفضیلات نہ دے۔ یا یوں کہا جاوے کہ میری افضلیت اسقدر

پریشان نہ کرے کہ جسمیں انکی تحیر نکلے **قولہ** قال ابوعیسی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ الخ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے حدیث نہی عن الصلوۃ بعد العصر کی منقول تھی اور معہذا آنحضرت صلعم نے بعد عصر کے دو رکعت نماز پڑھی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسکی تاویل کی کہ بحرین سے جزیہ کا مال آیا تھا اور غرباء لوگ اسوقت بہت محتاج تھے۔ یہ سنکر اپنے حصے کیواسطے جمع آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ظہر کی چھوڑ کر مال تقسیم کرنا شروع کیا۔ حتی کہ وقت گذر گیا۔ پھر عصر کے بعد ان دو رکعتوں کو پڑھا اور اعادہ نہ کیا باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قضاء نوافل بھی ضروری تھی۔ معلوم ہوا کہ قضاء جائز ہے۔ کما ہو المشہور۔ باقی رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو فرماتی ہیں کہ حضرت جب میرے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے دو رکعت بعد عصر کے پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نماز عصر کے نفل جائز ہے جواب سکا یہ ہے کہ جب صحابہؓ نے اس روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تو کوئی آدمی انکی خدمت میں بغرض تحقیق بھیجا درجواب ان کے فرمایا کہ مجھے تحقیق نہیں ام سلمہ سے دریافت کرو۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے سوا ایک بار کے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہؓ کی دو روایت خود متعارض ہیں۔ اذا تعارضا تساقطا وبقی النہی علی حالہ۔ یا یوں کہا جائے کہ حضرت عائشہؓ سے سہو ہوا۔ یا یوں کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ظن غالب تھا کہ حضرت جس فعل کو شروع کرتے ہیں ہمیشہ اسکو کیا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پڑھتے دیکھکر اپنے ظن سے دوام کا حکم لگا دیا۔ یا یوں کہا جاوے کہ یہ خاصہ حضرت کا تھا اسلئے عوام کو منع کیا اور خود پوشیدہ گھر میں پڑھتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ اور باقی ائمہ کے نزدیک مکہ معظمہ مستثنیٰ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

صفحہ ۲ باب ماجاء فی الصلوۃ بعد العصر۔ اور حضرت حسن کی روایت سمرہ سے اسمیں یہ احتمال تھا کہ منقطع ہو۔ اسلئے کہ یہ سب روایات کو معنعن بیان کرتے

ہیں۔ اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی راوی معنعن بیان کرے اور وہیں سماعۃ اور اخبرنی اور حدثنی نہ کہے وہ منقطع ہوتی ہے۔ اور اگر کہیں سماع ثابت ہو جاوے تو سب روایات متصل ہو جاتی ہیں۔ اسلئے ترمذی نے ان اقوال سے حضرت حسن کا سماع حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا۔

باب۔ ما جاء فیمن ادرک رکعۃ من العصر الخ اس سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ جس نے ایک رکعت نماز پائی گویا اسکو تمام عصر مل گئی۔ مگر ادراک کلی مشکک ہے ادراک یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ثواب ملجائے۔ کیونکہ مبادرت کی ہے۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ عصر کا وقت گویا اسکو ملگیا۔ اسلئے امام صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ جب وقت مکروہ آگیا اسوقت انقص اور ناقص سب برابر ہیں۔ جیسے شرع میں اعدل اور عادل برابر ہیں۔ پس اگر باقی غیر وقت میں پڑھے گا نہایت مافی الباب انقص ہو گی اور ناقص وقت میں شروع کی تھی اگر انقص ادا ہوئی کچھ حرج نہیں اسلئے اسکو تمام کر اور احتیاطاً پھر تکمیل کرے۔ بخلاف فجر کے کہ اسکا تمام وقت کامل ہے۔ اگر طلوع ہو گا تو گویا کامل کو ناقص میں ڈالا اور ناقص اور کامل میں فرق ہے۔

باب۔ ما جاء فی الجمع بین الصلوتین بغیر عذر، **قولہ** حدثنا ھناد الخ یہ حدیث ان احادیث ثلثہ میں سے ہے جو کہ اس کتاب میں غیر معمول بہا ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جمع بین الصلوتین" اور وہ دو تین طرح پر ہو سکتا ہے۔ ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں ہوں یا دونوں عصر کے وقت میں۔ یا صورتاً جمع ہو۔ یعنی ظہر اپنے اخیر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں ہو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول" اراد ان لا تحرج امتہ" بھی اس امر پر قرینہ قویہ نہیں ہو سکتا کہ جمع حقیقی مراد ہے۔ اسلئے کہ جمع صوری میں بھی رفع حرج ہے۔ کیونکہ اگر دو دفعہ نماز کا اہتمام کیا جاوے تو زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ ایک دفعہ صورتاً جمع کر لیا جاوے۔ چنانچہ ہمارے امام صاحب نے اسی پر عمل کیا ہے کہ یہ فعل آنحضرت صلعم کا بیان جواز کے لیے تھا۔ اور دوسرے یہ کہ خود ابن عباس

سے اسکے خلاف حدیث بھی منقول ہے۔ حدثنا ابو سلمۃ یحیی بن خلف الخ ہر چند وہ
حدیث ضعیف ہے مگر معارضہ کا شبہ موجود ہے اور یہ آیت "ان الصلوٰۃ کانت
علی المومنین کتابا موقوتا" تو اس امر پر نص ہے کہ کوئی نماز وقت سے پس و پیش
جائز نہیں ہوتی۔ قطع نظر آیت سے۔ یہ دوسری حدیث ہر چند ضعیف ہے مگر معمول
ہونے سے قوی ہو کر معارضہ کر سکتی ہے کما فی اصول الحدیث۔ اور تیسرے یہ کہ جمع
صوری کی تاویل کی حدیث جب شعثا شاگرد ابن عباس کے سامنے پیش ہوئی
تو انہوں نے فرمایا کہ "اظنہ" معلوم ہوا کہ پہلے لوگ اسکی تاویل کرتے چلے آئے
ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ اگر بالفرض جمع حقیقی بھی اس سے مستفاد ہو تو لیطو جواز کے ہوگی
ارجح اور اولی بہر حال عدم جمع ہے۔ پس احتیاط یہی تقاضہ کرتی ہے کہ جمع نہ کیجائے۔
قولہ وقد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ ابن عباس سے
اسکے خلاف حدیث منقول ہے جسکا بیان یہ ہے۔ حدثنا ابو سلمہ الخ

باب ما جاء فی بدء الاذان۔ اصل میں قصہ یوں ہے کہ لوگ نماز میں نداز سے
سے آتے تھے اسلئے بہت لوگ نماز میں شامل نہ ہو سکتے تھے۔ صحابہ سے مشورہ ہوا کہ
کوئی اعلام نماز کیلئے ہونا چاہیئے۔ کسی نے آگ کو تجویز کیا۔ کسی نے ناقوس کو کسی نے
سینگ کو۔ چونکہ سب میں تشابہ بالکفار تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" کہہ
پکارا کرو۔ اس مشورے کے بعد عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم ہوئی۔ وا تفاق
وحی سے بھی اذان نازل ہو چکی تھی۔ مگر حضرت نے ہنوز بیان نہیں فرمایا تھا کہ عبداللہ
بن زید نے اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت نے بسبب توافق وحی کے تصدیق فرمائی۔ و حضرت
عمرؓ نے اپنا وہی خواب بیان کیا جو کہ عبداللہ بن زید کو معلوم ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا
"فللہ الحمد" اثبت ای ذلک احق لتسکین یروی بان من امتی رجال یوافق رویاہم بالوحی
پس مندفع ہوا یہ وہم کہ حضرت نے ان کے خواب کی کیوں تصدیق فرمائی۔ اور دوسرے
خواب کو فذلک اثبت کیوں فرمایا۔ **قولہ** وذکر فیہ قصۃ الاذان مثنی مثنی
ہر چند بعض کلمات باعتبار تعداد کلمات کے زیادہ ہیں۔ مگر باعتبار تثنیہ

١

کے کہ اللہ اکبر اور شہادتین ہو دو دفعہ کہی جاتی ہیں ایک ہیں۔ امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں باہم نزاع ہے۔ امام صاحب کے نزدیک دونوں مثنیٰ مثنیٰ ہیں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اقامت مرۃ ہے۔ اور علی ہذا امام مالک رحؒ کے یہاں بھی۔ لیکن امام صاحبؒ نے جب دیکھا کہ جانبین میں رواۃ ثقات ہیں اور زیادتی ثقات کی معتبر ہوتی ہے اسلئے اقامت میں بھی مثنیٰ کو اختیار کیا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک گو یہ قاعدہ مسلم ہے۔ مگر انہوں نے اپنے نزدیک اسی روایت کو راجح پایا۔ اور امام مالک صاحب اپنے قاعدہ پر چلے کہ اہل مدینہ کی حدیث انکے یہاں سب سے راجح ہوتی ہے۔

باب ماجاء فی الترجیع۔ ترجیع کے معنی یہ ہیں کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ تک کہکر پھر بآواز بلند رجوع کرے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ ایسے ہی دو اشھد ان محمدا الخ جانبین میں احادیث معتبر ہیں۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث ترجیع کی منسوخ ہے مگر یہ جواب محض غلط ہے۔ اسلئے کہ ناسخ کو منسوخ پر تقدم نہ ہونا چاہئے۔ اور یہاں یونہی ہے کہ اذان بلا ترجیع ابتدا اسلام میں تھی۔ اور با ترجیع بعد فتح مکہ کے۔ ہذا عمدہ جواب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طائف شریف بعد فتوح کفار سے واپس آئے۔ اور لشکر اسلام باہر شہر مکہ کے فروکش ہوا۔ شہر کے لڑکے بطور تماشے کے لشکر دیکھنے کو باہر گئے۔ چونکہ اسوقت اذان ہو رہی تھی اسلئے سب نے تمسخر و استہزاء سے نقل کرنا شروع کیا۔ ابو محذورہ سب سے بلند آواز تھے۔ حضرت نے سب لڑکوں کو طلب فرمایا۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ بلند آواز ابو محذورہ کی ہے۔ حضرت نے انکو اپنے پاس بٹھایا۔ باقیونکو رخصت فرمایا۔ اور انکو اذان تعلیم کی۔ چونکہ پہلے منافقانہ مسلمان تھے اور خدا کو مانتے تھے مگر دل سے رسالت اور وحدانیت کے منکر تھے۔ اسلئے اللہ اکبر باآواز بلند کہا۔ مگر اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمداً رسول اللہ دبی زبان سے کہا اسلئے آنحضرت نے انسے اعادہ ان کلمات کا کرایا۔ اور بعدہ ان کے سر اور سینے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ پختہ مسلمان ہوگئے۔ اور انکو حکم دیا کہ تم مکے میں اذان کہا کرنا انہوں نے ویسی اذان لوگوں سے نقل کی۔ اور یہ قصہ ان سے خود منقول ہے۔ چنانچہ

فرماتے ہیں وہ کتنے نستیم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام صاحب نے اس زیادتی کو نہیں لیا پس ملا علی قاری کا یہ اعتراض شافعیہ کی طرف ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے یہی اذان بلا ترجیع ہو اور بعد ہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم ہوا ہو منسوخ ہو گیا۔ تمام المغنی ص

صہ بَابُ فِيْ اَدْخَلَ الاِصْبَعَ الاُذُنَ عِنْدَ الاَذَانِ بعض نے کان میں انگلی ڈالنے کی یہ وجہ خیال کی ہے۔ کہ جب کان بند ہو جاتے ہیں تو آواز خوب نکلتی ہے۔ مگر بعد وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کان میں انگلی دینے سے نزلہ گرنے سے موذن محفوظ رہتا ہے۔ **قولہ** اراہ قال من ادبہ۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ کو یہ گمان ہے کہ میرے استاد نے من ادبہ بھی کہا تھا کہ انی انظر بریق ساقیہ یعنی سے یہ ہیں گویا میں اب ان کی خوبی ساقین کو دیکھ رہا ہوں اور وہ چمک میری نظر میں گزری ہوئی ہے

بَابُ ماجاء ان من اذن فہو یقیم **قولہ** فاراد بلال ان یقیم۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ حضرت بلال ہمیشہ اذان فجر کی پڑھتے تھے اور اقامت بھی۔ اور انکو یہ خیال تھا کہ جو شخص دائمی موذن ہو وہ بہ نسبت دوسرے کے حقدار ہے۔ اگر چہ وہ غائب ہو اور اسکی غیبت میں دوسرا شخص اذان کہے پھر بھی اسکا حق اقامت میں باقی رہتا ہے چنانچہ اسی گمان پر باوجود اذان کہنے حارث صدائی کے حضرت بلال نے اقامت کہنی شروع کی۔ ورنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دوسرے کے حق میں تصرف کرتے۔ معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال کو معلوم نہ ہوا سو جہ سے اقامت کہنا شروع کیا۔ یہ وجہ نہیں کہ ہمیشہ کہتے تھے۔ اپنا حق سمجھ کر اقامت کہنے لگے تھے۔ تو اس سے ہم اس امر میں تطویل نہ کریں گے۔ کیونکہ ابو داؤد میں حدیث وارد ہے۔ جس سے انکا موذن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

صہ **بَابُ** ماجاء فی کراھیۃ الاذان بغیر وضوء۔ یہ بھی کراہت تنزیہی پر محمول ہے کیونکہ جب قرآن مجید وغیرہ اذکار محدث کو جائز ہیں تو اذان کے حرام ہونے کی کوئی وجہ خاص نہیں ہو سکتی

باب ما جاء فی الاذان باللیل قال ابو عیسیٰ هذا حدیث غیر محفوظ ۔ حاصل یہ ہے
کہ امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں اختلاف ہے کہ اگر اذان قبل وقت ہو تو اسکا
اعادہ ضروری ہے یا نہیں ۔ امام شافعی صاحب کے نزدیک ضروری نہیں اور انکی
سند بھی حدیث ابن ام مکتوم کی ہے ۔ وجہ استدلال کی یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلال
رات کو اذان کہتا ہے یا کیا کریگا اسکی اذان پر اکل و شرب چھوڑ دیا کرو ۔ ابن ام مکتوم کی اذان
سے کھانا ترک کیا کرو ۔ اگر اذان رات کی فجر کے واسطے صحیح ہوتی تو یوں فرماتے
اور پچھلی رات کو اور نماز فجر اذان سے نہیں جسکے واسطے وہ اذان حضرت بلال کی
ہی جاوے ۔ معلوم ہوا کہ قبل الوقت اذان جائز ہے ۔ اور اعادہ ضروری نہیں ۔ اور
امام صاحب کی دلیل حماد کی روایت ہے ۔ بدیں وجہ کہ حضرت بلال نے رات کو اذان
کہدی آپ نے انکو حکم دیا کہ ان العبد نام یعنی جا کر منادی کرو کہ بندہ نیند میں بھول
گیا تھا ۔ رات کو سوتے سوتے خیال ہوا کہ شاید صبح ہو گئی اس خیال سے اذان
قبل الوقت کہی ہو گئی ۔ اگر اذان قبل الوقت جائز ہوتی تو اس اعتذار کی کیا حاجت
تھی ۔ اب صاحب ترمذی کو مشکل پڑی کہ اس حدیث سے خلاف معلوم ہوتا ہے
باوجودیکہ رواۃ جانبین کے ثقہ ہیں تو گویا تعارض ہوا ۔ صاحب ترمذی نے جواب
دیا کہ هذا الحدیث غیر محفوظ ۔ یعنی یہ حدیث محفوظ نہیں اور پہلی حدیث محفوظ ہے
غیر محفوظ اصطلاح محدثین میں اسکو کہتے ہیں کہ ثقہ اوثق کے اور کئی ثقات کے خلاف
روایت کرے ۔ اور منکر اسکو کہتے ہیں کہ غیر ثقہ خلاف ثقہ کے روایت کرے ۔ اور
محفوظ اور غیر محفوظ جب مقابل ہوں تو محفوظ معمول بہ ہوتی ہے ۔ چونکہ حماد وغیرہ کی
حدیث کی نسبت ہے انکی تضعیف کیجاوے اسلئے ان کی توجیہ کی کہ اسطرف بہت
ثقات ہیں اور اسطرف ایک ثقہ ۔ شاید حماد سے سہو ہو گیا ہو ۔ اور اسی حدیث مقطوع
کو جو کہ عبد العزیز سے منقول تھی سہواً ابن عمر کیطرف منسوب کیا ۔ امام صاحب کیطرف
سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ حضرت بلال کا مؤذن فجر ہونا ثابت ہے ۔ مگر جب
اُنسے اعادہ روایت معلوم ہوا کہ وہ اذان جائز نہ تھی ۔ اور حدیث ابن ام مکتوم سے صاف

ظاہر ہے کہ پہلے اذان صبح کو کافی نہ تھی اسلئے ابن ام مکتوم سے دوسری اذان کہلوائی جاتی تھی اور حضرت بلال کا رات کو اذان کہنا اسلئے تھا کہ لوگ تہجد کے لئے بیدار ہو جائیں چنانچہ اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلال کی اذان سے لیٹنا بیٹھ جائے اور سوتا جاگ جائے تو یہ حضرت بلال کا اذان دینا دائمی نہ تھا بلکہ خاص رمضان میں تھا۔ اور اسوقت صبح کے موذن ابن ام مکتوم تھے۔ اور حضرت کو منع کرنے سے یہ غرض تھی کہ لوگ رات کو بیدار ہو جایا کریں۔ یا کوئی اور حکمت تھی۔ اور جن دنوں حضرت بلال سے معذرت کرائی گئی تھی ان دنوں فجر کے موذن حضرت بلال تھے۔ اور ان کا فجر کا موذن ہونا ثابت ہے۔ اور یہ حدیث سے مستفاد نہیں ہوتا کہ ہمیشہ رات کو کہا کرے گا پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مورد وہ وقت ہے کہ جسمیں حضرت بلال فجر کے موذن تھے۔ اور یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ جب حدیث شریف میں یا ہے کہ جو شخص سات برس اذان کہے وہ نار دوزخ سے بری ہے۔ اسوقت سب صحابہ کو موذن ہونے کا شوق تھا اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لیں پس دو۔ پس تعارض نہ ہوا۔ اور امام صاحب کا مذہب بھی ثابت ہوا۔ اور کسی بڑے نقد کو سہی کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ باقی شافعیہ کیطرف سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ با جماع اذان صلوۃ مکتوبہ کے واسطے مشروع ہوئی ہے۔ تہجد کیواسطے اذان کا ہونا کہیں ثابت نہیں۔ اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ سنیت اذان کی شاید مکتوبہ کے ساتھ مختص ہو اور تہجد کے واسطے بطور اباحت یا استحباب کے ہو۔

باب ماجاء فی کراھیۃ الخروج من المسجد **قولہ** قال ابو عیسیٰ حدیث حسن من لہ سعد رالخ چونکہ ابراہیم نخعی پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ انہوں نے فتوا حدیث کے کیونکر کہدیا۔ ان کے قول کی توجیح کردی کہ یہ ہمارے نزدیک اس شخص کے واسطے ہے کہ جسکو عذر خروج کا ہو۔ اور جب اقامت ہو جاوے تو سوائے صاحب عذر کو بھی نہ جانا چاہئے۔ کیونکہ اس میں بہت مطعون ہونے کی بات ہے۔

باب ما جاء فی الاذان فی السفر **قوله** فاذن واقیم تغلیباً فرمایا اسلئے کہ کوئی اذان کہتا ہے اور کوئی کہلواتا ہے۔

صفحہ۲۲ باب ما جاء فی فضل الاذان **قوله** قال ابو عیسیٰ سمعت الجارود یقول سمعت وکیعاً الخ اس میں لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب پر سخت طعن کیا کہ اہل کوفہ کی حدیث صرف جابر جعفی سے منقول ہے اور وہ ضعیف ہے، حاشا وکلا حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی طعن نہیں۔ کیونکہ وہ خود جابر کو رد کرتے ہیں اور باسناد منقول ہے کہ فرماتے تھے۔ کہ میرے نزدیک جعفی کی حدیث مقبول نہیں ہے علاوہ اسکے سفیان ثوری جو ان کے نزدیک بہت مسلم ہے وہ اسکو متقارب الحدیث فرماتے ہیں۔ اگر طعن ہو تو سفیان ثوری پر ہے۔ اور یہ کس کا منہ ہے کہ سفیان ثوری پر اعتراض کرے۔ نہیں بلکہ یہ قضیہ مہملہ کے طور پر ہے۔ بعض لوگ غیر مستند اسکی احادیث کو قبول کرتے تھے نہیں پر طعن ہے۔ اور یہ حماد بن زید ہیں۔

قوله قال ابو عیسیٰ وسمعت ابا زرعۃ یقول الخ ہرچند منقطع ہے مگر چونکہ ایکدفعہ سماع ان کے نزدیک ثابت ہے اسلئے انہوں نے اسکو ترجیح دی۔ اور اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انقطاع کو خیال کیا۔

باب ما جاء فی کراھیۃ ان یاخذ المؤذن علی الاذان اجراً الخ ہرچند متقدمین تک یہی امر تھا۔ مگر متاخرین نے جب دیکھا کہ اگر ایسا ہی رہا تو احکام شرعیہ بالکل فوت ہو جا بیٹھینگے۔ اسلئے کہ فی زمانا شوق وذوق عبادات کا نہیں ہے۔ بدیں ضرورت عبادات پر اجرت کو جائز کہا معلوم ہوا کہ اس استفتا کی وجہ ضرورت تھی۔ اس پر قیاس کرکے آجکل جیسے قرآن شریف وغیرہ پر اجرت لیتے ہیں بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ کوئی ضرورت داعی نہیں۔

صفحہ۳ باب ما جاء فی فضل الصلوات الخمس **قوله** کفارات لما بینھن مالم یغش الکبائر یعنی اگر کبائر بیچ میں نہ ہوں بلکہ صرف صغائر ہوں تو یہ نمازیں کفارہ ہو جاتی ہیں اور کبائر ہو جاویں تو پھر کبائر باقی رہتے ہیں اور صغائر کا کفارہ

ہوجاتا ہے۔ اور یہ مطلب نہیں کہ اگر کبائر بیچ میں نہ ہوں تو صغائر کا کفارہ ہو جاتی ہیں اور اگر ہوں تو نہیں جیسے ظاہر معلوم ہوتا ہے۔

باب ما جاء فی فضل الجماعۃ بعض روایات میں ستائیس[۲۷] درجے فضیلت کے بیان کئے اور بعض میں پچیس[۲۵] اور اس میں کچھ منافات نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلعم کو پچیس[۲۵] درجے فضیلت معلوم ہوئی ہو۔ اور بعد سکے ستائیس درجے بذریعہ وحی کے معلوم ہوئی ہو۔ اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پچیس[۲۵] درجہ فضیلت محض فضل ربی ہو اور ایک درجہ ثواب اجتماع کا اور ایک درجہ ثواب استفادہ فیض کا ہو اور بعض روایت میں محض اول کا بیان کیا گیا۔ اور بعض میں یعنی ان دو درجات کا بیان کیا گیا۔ فلا منافاۃ۔

باب ما جاء فیمن سمع النداء فلا یجیب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے بلکہ واجب ہے۔ اسلئے یہ تغلیظ کہ ان آدمیوں کو جلا دوں جو کہ جماعت میں نہیں آتے۔ بغیر واجب کے نہیں ہوسکتی۔ اسلئے کہ آدمی کا جلانا کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ دوسری جماعت جائز نہیں۔ اسلئے کہ اگر دوسری جماعت کو فضیلت یا جواز ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ میری مسجد میں جماعتِ نماز کھڑی ہو اور میں جا کر ان لوگوں کو جلا دوں۔ بلکہ یوں فرماتے کہ جماعت کھڑی ہو اور لوگوں کا انتظار کروں۔ اگر وقت میں حاضر ہو کر انہوں نے جماعت کرکے نماز پڑھ لی تو فبہا ورنہ جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اسلئے کہ آدمی کو آگ میں جلانا ایسی آسان بات نہیں کہ باوجود فضیلت اور جماعت ثانیہ اور ثالثہ کے جلدی کیجاوے۔

قولہ قال مجاھد وسئل ابن عباس رضی اللہ عنہ عن رجل یصوم النھار الخ اس حدیث کی یہی تاویل ہوسکتی ہے کہ جب جماعت واجب ہوئی اور تارک جماعت فاسق ہے اور فاسق فی النار ہے گو علی الدوام نہ ہو اور دوام اس حدیث سے مستفاد نہیں ہوتا۔ مگر بعض لوگوں نے اس قضیہ کو دائمہ خیال کیا ہے۔ بید الفقدان الشیعہ

میں تاویل کی۔ **باب** ما جاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرک الجماعۃ **قولہ** حدثنا
احمد بن منیع نا ھشیم [illegible] متقدمین یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ دو شخص نماز
پڑھکر مسجد میں باتیں کرنے کو آئے تھے اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق نفرمائی۔ باوجودیکہ مسجد میں باتیں کرنا جائز نہیں تو اسکا جواب یہ ہے [illegible]
دوسری روایت میں بھی مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ہم
تھے کہ حضور نماز پڑھتے ہونگے در حجرہ میں تا بغرض زیارت وغیرہ ضرورت سے
ہوگا۔ اس حدیث سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔ جماعت ثانیہ ایک مسجد میں جائز نہیں
ہے یونہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترک جماعت پر [illegible] قد تغیظ فرماتے تھے کہ
جدے لائق ہے ترک جماعت جیسا آپ سے ان کو ترک جماعت میں [illegible]
تو بہت غضب سے بلایا جب انہوں نے اپنا عذر بیان کیا آپ نے معذور رکھا اور
اس امر کی تقریر کردی کہ اگر مسجد میں خارج جماعت ہوچکے تو گھر میں پڑھ لے [illegible]
یہ قصور ہوا کہ جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے اسکی تقریر نہ کی بلکہ کہا کہ [illegible]
میں جماعت میں شامل ہو جایا کرو۔ اگر دوسری جماعت مسجد میں جائز ہوتی تو ضرور
اسکی تقریر نہ فرماتے یہی فرماتے کہ تم یہاں آکر جماعت کرلیتے۔ علاوہ ازیں اگر
محلہ میں دوسری جماعت کو جائز کیا جاوے تو یہ قطعی امر ہے کہ جماعت اولی میں
سستی اور تفرق ہوگا جب دو آدمی نے [illegible] جماعت کریں۔ اس خیال سے
بہت کمی جماعت میں ہو جاوے گی اور تقلیل جماعت مکروہ تحریمہ ہے [illegible]
واجب۔ اور ترک واجب مکروہ تحریمہ۔ اور جو مقدمہ مکروہ تحریمہ کا ہو وہ بھی مکروہ تحریمہ
ہے۔ فان مقدمۃ الشیٔ فی حکمہ۔ کما فی اصول الفقہ۔۔

باب ما جاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ **قولہ** حدثنا ھناد [illegible]
یہ حدیث مجوزین جماعت ثانیہ کی مستدل ہے۔ مگر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ جماعت ثانیہ
ما نحن فیہ سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ جماعت متنفل بمفترض ہے۔ اور متنازع فیہ جماعت
مفترض بمفترض ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں تو جب جماعت ہی نہیں [illegible]

صرف اجتماع کا ثواب ملتا ہے۔ بخلاف جماعت مفترض مفترض کے کیونکہ اسمیں جانبین
حصول ثواب جماعت کیواسطے محتاج ہیں جو جماعت سے۔ بلکہ وہ دوسرے کو تلاش
کریگا۔ ور علی العکس اسمیں تفریق اور تقلیل جماعت ہوگی۔ ور جماعت مفترض و
متنفل میں یہ بات متصور نہیں کہ یہ افتقار جانبین میں ہو ایسا کون شائق ہے کہ مسجد
میں بغرض حصول ثواب اجتماع نفلوں کے واسطے بیٹھا رہے۔ چنانچہ اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ باوجود فراغ آنحضرت صلعم کے سقدر لوگوں میں سے ایک
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکے ساتھ شامل ہوئے۔ کوئی حضرت ابوبکر کے
ساتھ ہو تو یہ جماعت قائم ہو۔ اسمیں تقلیل جماعت اور تفریق اصلا نہیں۔ قطع نظر
ان سب امور کے بعد متقدمین کو امام صاحب کا قول مستند ہے۔ ور فتاوی ظہیریہ
میں منقول ہے کہ ابو حنیفہ رح کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ تحریمہ ہے۔

صعہ **باب** ما جاء فی الصف الاول **قوله** خیر صفوف الرجال اولها
یہاں شر سے مراد شر اضافی ہے۔ کیونکہ جب اول صف کو ثواب زیادہ ملا تو دوسری
و تیسری بہ نسبت اسکے شر ہے گو فی نفسہ خیر ہو۔ اور علی ہذا اگر شر اور خیر باعتبار
قرب اور بعد عورات کے لیجاوے۔ کما هو المشهور

باب ما جاء فی اقامة صفوف **قوله** او ليخالفن الله بين وجوهكم۔ یعنی
تسویہ صفوف کرو اور ظاہری اعضاؤں کو باہم ملاؤ کہ یہ باعث تصل قلوب ہوتے
ورنہ تمہارے وجوہ میں مخالفت پڑجائیگی یعنی ایک دوسرے سے منہ پھیر جائینگے
ور مخالفت ہوجائیگی۔

باب ما جاء فی کراهة صفوف بین السواری **قوله** فاضطرنا الناس یعنی
لوگوں نے ہمکو مضطر کردیا۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ لوگ ان کے آگے کھڑے ہوگئے
تھے جیسے بدوی لوگوں کی عادت ہے۔ صف بین السواری کی وجہ کراہت
مشہور یہ ہے کہ قطع صف بسبب ستون کے لازم آئے گا۔ ور القطع صف
میں شیطان داخل ہوجاتا ہے۔ اسیئے ستون کی جگہ جنات کیواسطے چھوڑی جاتی

تھی۔ مگر یہیں یہ خدشہ ہے کہ اگر لفظ معروف میں اربستی وغیرہ تھی۔
تب بھی ترتیب لازم آئے گی کیونکہ وہ بھی شکل ہمارے مخالف ہیں۔ نیز مرتبہ
ہوتی ہے کہ آنحضرت کے زمانے میں ستون خط مستقیم پر نہ تھے تو اس سے معلوم ہوا
تھا کہ جماعت ٹوٹ جائے ورنہ لاقطع کہ بیچ میں ستون حائل ہو مکروہ نہیں
اندر جب جماعت ہوتی ہے تو لوگ باہر ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے میں عورتیں حجروں میں نماز جماعت کی پڑھتی تھیں اور ستون کوئی قطع کرتا
نہیں کرتا۔ اسکی تائید یہ ہے کہ جب سلطان عبد المجید خاں سلطان روم نے مسجد نبوی
میں ستونوں کو خط مستقیم پر بنوانا چاہا علماء حرمین نے اسکی ممانعت کی چنانچہ عمارت
جدید بھی ویسی ہی بنائی گئی۔

باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء۔ قولہ واسمعیل ... کے
کے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔ باب من احق بالامامۃ۔ قولہ ... اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اقرأ اور بعدہ اعلم بالسنۃ کا امام مقدم ہے چنانچہ
امام محمد صاحب کا مذہب یہی ہے۔ اور امام صاحب اور امام شافعی صاحب وغیرہ
کے نزدیک اولاً عالم امام ہونا چاہئے۔ تو وہ اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت
کا اخیر فعل وقول اول کا ناسخ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت
میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کہ زیادہ عالم تھے امام بنایا اور ابی بن کعب
جو سب سے اقرأ تھے انکو امام نہ بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناسخ ہوتا ہے۔ یا
یوں کہا جاوے کہ اقرأ کے معنے یہاں عالم بالتفسیر کے ہیں کیونکہ حروف وغیرہ ادا
کرنے کو اکثر عالم تجوید کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اول عالم بالتفسیر کو امام بنانا چاہئے
اور اگر اسمیں سب برابر ہوں تو دوسرے علموں سے ترجیح دیجائیگی چنانچہ فقہاء متقدمین
کے یہی معنی ہیں

قولہ فقد اذن قال احمد وان الاذن فی الکل یعنی اگر اذن دیا جاوے تو میرے نزدیک
اذن جلوس علی التکرمہ اور امامت رجل فی سلطانہ دونوں میں برابر

صفحہ ۳۰ باب ما جاء فی ترک الجہر ببسم اللہ قولہ ولم ار احدا [illegible]
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بیٹوں سے حدیث لی [illegible]
ور سمجھنے والا اپنے باپ سے زیادہ نہیں دیکھا۔ وبعض [illegible] بعض کا مطلب [illegible]
امام صاحب کی سب سے اس امر پر کہ تسمیہ جزو فاتحہ کا نہیں کیونکہ اگر جزو فاتحہ کا ہوتا تو ضرور
اسکا بھی جہر ہوتا۔ اسکے کوئی معنے نہیں کہ ساری سورت جہر سے پڑھی جاوے اور
ایک جزو میں اخفا ہو۔

باب من رأی الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم قولہ بعد صلوٰۃ بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل جزئیت بسم اللہ اور جہر پر یہ ہے کا فرمانا کہ
آنحضرت صلعم کا افتتاح صلوٰۃ بسم اللہ سے تھا اس طرح معلوم ہوا تھا کہ وہ آنحضرت
صلعم کے تسمیہ کو جہرا سنتے ہونگے اگر اخفا ہوتا تو کیونکر جانتے کہ آنحضرت صلعم فتح
تسمیہ سے کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ضرور نہیں کہ صحابہ کو جہر سے معلوم ہوا ہو
احتمال ہے کہ [illegible] درجہ کا اخفا ہو اس سے قریب کے لوگوں نے سن لیا ہو یا بیان
جواز کے لئے ایک دفعہ جہرا پڑھ لیا ہو یا قولا فرما دیا ہو کہ میں افتتاح صلوٰۃ
تسمیہ سے کرتا ہوں۔ جب یہ عبارت محتمل اسقدر احتمالات کی ہوئی تو استدلال ناتمام
رہا۔

باب فی افتتاح القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین قولہ [illegible] کانوا یفتتحون
القراءۃ الخ اسکی تاویل کا محصل یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ لفظ الحمد للہ
رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ الحمد للہ رب العالمین
یعنی سورۂ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔ اور الحمد للہ اس سورۃ کا نام ہے۔ بہت سی
سور ایسے اسامی سے مسمی ہیں جو کلام میں مذکور ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ
بسم اللہ کا جہر نہیں کرتے ہونگے ؛

صفحہ ۳۱ باب ماجاء انہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب [illegible] تحقیق
یہ ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔ اور ما تیسر عام ہے

شامل ہے اقل سورہ اور کم لتدہ وغیرہ کو اسکا مقتضی یہ ہے کہ ماتیسر وغیرہ سے ۔ اور حدیث
کا مقتضی یہ ہے کہ خاص سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو یہی فرض ہونا چاہئے۔
اب گر قرآن شریف میں تخصیص کی جائے تو گویا یہ خاص اس عام کے عموم کا ناسخ
ہوا۔ اور ناسخ منسوخ کا ہم درجہ ہونا چاہئے بایں وجہ اور خبر واحد ظنی الثبوت ہے اور
قرآن شریف قطعی الثبوت ہے۔ اور ظنی قطعی کا معارض نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ناسخ۔
پس اس طرح پر جمع کرنا چاہئے کہ خبر واحد مثبت وجوب فاتحہ ہے اور آیت مثبت
فرضیت مطلق قراءت ہے۔ باقی رہا چونکہ لاصلوۃ عام ہے تو اس سے معلوم ہو کہ
کوئی نماز بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ پس مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے
اور جب ایک دفعہ تخصیص ہو جائے تو اس عام سے قیاس سے اور افراد بھی نکالے جا سکتے
ہیں۔ چنانچہ اس عام سے اس مصلی کو نکالتے ہیں جو کہ امام کے ساتھ رکوع میں مد
نہ ہو۔ ہم اسپر قیاس کر کے مقتدی کو نکالتے ہیں۔ اور اگر یوں کہا جاوے۔ کہ امام
شافعی کے نزدیک جب یہ ٹھیرا ہے کہ ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے تو ماتیسر بھی
ایسے ہی ہے۔ ہر چند یہ قطعی الثبوت ہے مگر قطعی الدلالت نہیں۔ اور حدیث
اگرچہ قطعی الثبوت نہیں مگر قطعی الدلالت ہے تو دونوں من وجہ ضعیف من وجہ
قوی ہوئے۔ اب یہ ناسخ اسکے عموم کے معارض ہو سکتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ
ہے کہ منسوخ ناسخ پر مقدم ہونا چاہئے۔ اور یہاں حدیث مقدم ہے۔ اسلئے
کہ آنحضرت صلعم نے ابتداء تعلیم نماز میں یہ فرمایا تھا۔ اور فاقرؤا ماتیسر مدنی ہے۔
اور نماز مکہ شریف میں پانچ برس پہلے فرض ہو چکی تھی۔ اور یہ حدیث من کان له امام
فقراءۃ الامام قراءۃ له۔ نص ہے اس میں اور اسکی تضعیف غلط ہے۔ چنانچہ استاد
مسلم نے مصنف ابن ابی شیبہ میں اسکی تصحیح کی ہے۔

باب ما جاء فی التامین قوله ومد بها صوته۔ یہ قول دلیل جہر آمین پر نہیں ہو سکتا
کیونکہ امتداد صوت خفض میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ خفض اس درجہ کا

ہو کہ قریب کا آدمی سن سے ہیں رفع اور جہر اس امر پر نص ہیں۔ اب صاحب ترمذی کے نزدیک گویا حدیث شعبہ اور سفیان میں تعارض ہوا اسلئے ایک کو ترجیح دینی پڑی اور در حقیقت یہ تعارض نہیں اسلئے کہ خفض اور مد میں منافات نہیں۔ اور نقل بالمعنی شائع اور واقع ہے کما ہو المنقول عن سفیان الثوری اور شعبہ کی حدیث مستند باسناد صحیح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے اور اسلئے طرق متعدد ہیں۔ اگر بالفرض ضعیف بھی ہو تو کئی طریق روایت ہونے سے قوی ہو گئی۔ علاوہ بریں خود ابو سفیان کی روایت میں مذکور ہے۔ وخفض بها صوته قولہ واخطأ شعبة فی مواضع۔ جواب اول تو یہ ہے کہ دو جگہ غلطی کرنے سے یہ نہیں لازم آتا کہ تمام جگہ غلطی کرے ورنہ چاہیئے کہ اگر کوئی ایک جگہ غلطی کرے تو تمام جگہ غلطی کا حکم لگا دیا جائے۔ اور دوسرے غلطیوں کا جواب جو نقی نے حاشیہ بیہقی میں دیا ہے۔ قولہ فقال عن حجر ابی العنبس وانما هو حجر بن العنبس۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے حجر بن العنبس ہے ایسے ہی ابو العنبس ہے اسکے بیٹے کا نام عنبس ہے اور عرب میں شائع ہے کہ دادا کے نام پر پوتے کا نام رکھتے ہیں۔ اور تعدد کنیت میں کوئی استحالہ نہیں۔ قولہ وزاد فیہ عن علقمة اسکا جواب یہ ہے کہ حجر جیسے شاگرد وائل کا ہے ویسے ہی اسکے بیٹے علقمہ کا بھی ہے ایک جگہ روایت بیٹے سے کی اور دوسری جگہ باپ سے روایت کی۔ ہاں ایک خدشہ ہوتا ہے کہ صاحب فتح القدیر نے اسمیں یہ غلطی بیان کی ہے کہ علقمہ کو اپنے باپ وائل سے لقا نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ سہو کاتب کا ہے۔ یا صاحب فتح القدیر سے لغزش ہوئی۔ اسلئے کہ خود صاحب ترمذی کتاب الحدود میں نص کرتا ہے کہ علقمہ کو اپنے باپ سے لقا اور تلمذ حاصل ہے۔ البتہ اسکے بھائی عبد الجبار کو لقا نہیں کیونکہ عبد الجبار بعد وفات اپنے باپ کے چھ مہینے کے پیدا ہوا ہے۔ اور ابو داؤد وغیرہ میں علقمہ اپنے باپ سے سمعت کے ساتھ روایت کرتا ہے باب ما جاء فی السکتتین قولہ واذا فرغ من القراءة۔ اس سے یہ ثابت ہوتا

تھا کہ شاید بعد فاتحہ اور سورت کے سکتہ ہوگا۔ قتادہ نے اسکی شرح کر دی۔ یعنی بعد
ولا الضالین کے سکتہ ہے۔

صفحہ ۳۳ **باب** رفع الیدین عند الرکوع قال ابن المبارک یہ عبداللہ بن
مبارک کا قول ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث عدم رفع
کی ثابت نہیں کیونکہ ہناد وغیرہ رواۃ اسکے سب ثقہ ہیں۔ ہاں عاصم بن کلیب
کو مرجیہ میں سے کہتے ہیں۔ شاید اسکی وجہ سے یہ حدیث ثابت نہو۔ اول تو اسکی
طرف یہ نسبت غلط ہے۔ علاوہ اسکے وہ بہت سی صحیح حدیثوں کا راوی ہے۔ خود
صاحب بخاری اس سے سوائے کتاب بخاری کے اور تصانیف میں نقل کرتا
ہے۔ اور مسلم میں بھی اسکی روایات ہیں۔ سوائے اسکے اور طریق سے بھی
یہ حدیث منقول ہے۔ الغرض اسکی صحت میں کلام نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ
جانبین میں احادیث ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت
ہیں۔ اسمیں کلام ہے کہ اخیر فعل کیا ہے۔ مگر آجتک فریقین سے یہ ثابت نہیں
ہوسکا کہ اخیر فعل کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اخیر فعل رفع
ہے۔ اور اس حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور امام صاحب کے نزدیک عدم
رفع۔ بہرحال سب ائمہ کے نزدیک یہی مسلم ہے کہ رفع الیدین واجب نہیں
بر تقدیر ثبوت کے مستحب اور اولی ہے۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ آیا تو رفع الیدین
اول ہوگا اور عدم رفع اخیر۔ چونکہ استحباب اسکا مسلم ہے اور یہ احتمال قوی ہے
کہ رفع کو منسوخ مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ جیسے رفع رکوع اور قیام کے وقت حدیث
میں آیا ہے ایسے ہی حدیث ہذا میں رفع بین السجدتین بھی آیا ہے اور وہ بالاتفاق
منسوخ ہے۔ غالب ہے کہ جنس رفع میں نسخ ہو۔ اور یہ جواب دینا کہ حدیث
رفع بین السجدتین کی ضعیف ہے مردود ہے۔ کیونکہ رفع بین السجدتین کی حدیث
ضعیف نہیں ہے۔ البتہ وہ حدیث کہ جس سے بقاء رفع بین السجدتین سمجھا جاتا
ہے ضعیف ہے۔ پس عدم رفع یا تو ناسخ ہے۔ پس رفع مکروہ تحریمہ ہوا۔ یا

عدم رفع یدین ... تاکہ لوگ رفع کا وجوب نہ سمجھیں ... تو
پر رفع دفع ہے اور مستحب۔ اور اگر پہلے عدم رفع تھا اور پھر رفع ہو۔ پس رفع واسطے
بیان جواز اور استحباب کے ہوا ہوگا۔ وجوب کا کوئی قائل نہیں۔ پھر بتقدیر رفع، ترک
درمیان حرمت اور جواز اور استحباب کے۔ اور قاعدہ اصول یہ ہے کہ جو امر
اور درمیان حرمت اور غیر حرمت کے دائر ہو تو احتیاطاً حرمت کو ترجیح دیجاتی ہے
ثانی یہ ہے کہ جب مثبت اور نافی جمع ہوں تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔ تو بیان رفع
یدین کو ترجیح ہونی چاہیے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ وہاں ہے کہ جہاں نفی
مستند بدلیل ہو۔ اور یہاں عدم رفع مشاہد ہے کیونکہ ارسال یدین مشاہد ہے۔ و
مستند یہاں یہ ہے کہ من وجہ وجودی اور من وجہ عدمی ہے۔ کیونکہ عدم رفع کے
معنی ہیں ارسال کے۔ ورنہ تقابل ایجاب سلب اور عدم ملکہ نہیں ہے۔ اور
بلکہ یہاں تقابل تضاد ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ عبد اللہ بن مسعود رض شاید
بھول گئے ہیں جیسے تطبیق میں انسے سہو ہوا ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر
اسطرح احتمالات عقلیہ سے صحابہ کیطرف کذب کی نسبت کیجاوے تو یہ احتمال ہر حدیث
پر ہو سکتا ہے پھر حدیث پر کیا اعتماد رہا۔ ہاں اگر دلیل قطعی سے ثابت ہو تو مضائقہ
نہیں۔ جیسے تطبیق میں انکو نسخ معلوم نہیں ہوا تھا۔ [illegible]
جنکے واسطے حضرت نے فقاہت کی دعا کی ہو۔

صفحہ ۱۳۳ باب ما جاء فی فضل بناء المسجد قولہ من بنی للہ مسجدا
بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ دوسری حدیث نے اسکی شرح کر دی کہ مماثلت فی بیتیت
ہے اور مماثلت فی المقدار مراد نہیں۔ کیونکہ حدیث ثانی سے معلوم ہو کہ خواہ مسجد
صغیر ہو یا کبیر جنت میں اسکے واسطے بیت بنایا جاوے گا۔ یا یوں کہا جاوے
کہ فی التعبدیت مراد ہے۔

باب ما جاء فی کراہیۃ البیع والشراء قولہ عن ابیہ عن جدہ۔ یہاں یہ
ابیہ کی ضمیر راجع ہے طرف عمرو کے۔ اور جدہ کی ضمیر راجع ہے طرف شعیب کے

بخلاف باقی جگہوں کے کہ ہمیں دونوں ضمیریں بلکہ سیوطی رح بھی ہیں -
باب ماجاء فی المسجد الذی اسس علی التقوی - یہاں یہ اعتراض ہوتا
ہے کہ اس حدیث میں مسجد اسس علی التقوی کا مصداق مسجد نبوی فرمایا ہے
اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ مسجد قبا کو فرمایا - تو جو نسی سے دونوں حدیثیں
صحیح ہوسکتے ہیں - جواب اسکا یہ ہے کہ مسجد قبا کا جو ذکر ہے نہیں
مسجد نبوی بھی ہے یا نہیں - آپ نے فرمایا کہ میری مسجد بھی ہے
باب ماجاء لا یقطع الصلوة شئی - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خر کے
گذرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ ابن عباس نے اپنے گدھے کو صف کے سا
چھوڑدیا - اور امام کے سترے کے اندر گویا کہ چھوڑا - مگر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ نے انکار نہ کیا - اور سترة الامام سترة مقتدی کے معنے یہ
ہیں کہ اگر سترے سے باہر کوئی چیز گذرے تو جیسے امام کو مضر نہیں ویسے ہی
مقتدی کو بھی مضر نہیں - اور امام احمد بن حنبل صاحب کے نزدیک کتے
سیاہ کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے - اس وجہ سے کہ آنحضرت صلعم نے
اسکو شیطان فرمایا ہے - اور عرب میں کالا کتا غیر محتاط اور نکما ہوتا ہے - اور گدھے
سے نہیں ٹوٹتی - چنانچہ حدیث ابن عباس سے معلوم ہوا - اور عورت کے
گذرنے سے بھی نہیں ٹوٹتی - کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
ہیں کہ میں آگے سوئی تھی اور آنحضرت صلعم نماز پڑھ رہے تھے
باب ماجاء فی ابتداء القبلة - ایک حدیث میں ظہر ہے اور ایک
میں عصر - درحقیقت یہ دو واقعے ہیں - ایک مسجد قبا کا اور ایک مسجد قبلتین کا
اور نماز میں تعلیم و تعلم لازم نہیں آتا - کیونکہ تعلیم و تعلم مفسد نماز جب ہوتا ہے کہ
محض کہنے سے نمازی کوئی کام کرے - اور اگر کہنے کے بعد اپنی رائے سے تحقیق
کرکے کوئی کام کرے تو وہ مفسد نماز نہیں ہے - یہاں پہلے مشہور تھا کہ قبلہ
آجکل متغیر ہوا چاہتا ہے - جب انکو خبر ملی تو انہوں نے اپنی رائے سے جزم

ار کے منہ پھیر لیں۔

صفحہ ۵۲ **باب** مَا جَاءَ اَنَّ صَلٰوۃَ القَاعِدِ عَلٰی النِّصْفِ **قولہ** وَمَن صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ القَاعِدِ۔ بالاجماع ثابت ہے کہ تندرست اور صحیح کی نماز نوافل و فرائض لیٹے ہوئے جائز نہیں ہوتی۔ اور مریض کی سب نمازیں اسطرح جائز ہیں اور اسکا ثواب پورا ملتا ہے۔ پس اس حدیث کا محمل مشکل ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کا محل وہ مریض ہے کہ جسکو بیٹھکر غیر متحمل تکلیف نہیں ہوتی چنانچہ مورد حدیث اسپر شاہد ہے اسلئے کہ سائل عمران بن حصین تھے بواسیر سے بیمار علیل تھے اور حدیث میں کچھ اضطراب نہیں کہ ایک روایت میں کلمہ مَن صَلّٰی عام ہے۔ اور ایک روایت میں صلّی باوجود اتحاد قضیہ کے۔ کیونکہ نفل بالمعنے شائع و ذائع تھی اور عموم کے ساتھ تعبیر میں اشارہ ہوتا ہے اس امر کیطرف کہ اس نوع کے سب افراد مراد ہیں۔

صفحہ ۵۳ **باب** مَا جَاءَ فِی الرَّجُلِ یُسَلِّمُ فِی الرَّکعَتَینِ مِنَ الظُّهرِ وَالعَصرِ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ قبل نسخ کلام کے ہے۔ مگر یہیں یہ اشکال باقی ہے کہ یہ امر تاریخ کے قطعی علم پر موقوف ہے اسلئے احناف سے اسکا جواب کما حقہ نہ ہوسکا۔ لہذا صاحب عینی نے اسکا جواب شافی یوں دیا ہے کہ یہ واقعہ بعینہ حضرت عمر رض کے وقت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر رض نے استیناف نماز کیا باوجود یکہ اسقدر صحابہ جلیل القدر موجود تھے۔ کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ کلام مطلقاً ناقض نماز ہے۔ اور امام نووی کا یہ اعتراض کہ کلام مکہ میں منسوخ ہوا۔ اور یہ واقعہ مدینہ میں ہوا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زید بن ارقم الخدری مدینہ میں مسلمان ہوئے ان کے زمانے میں کلام کرنا جائز تھا۔ چنانچہ جب وہ ایک سفر سے واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا حضرت نے جواب نہ دیا اور بعد نماز کے نسخ کلام کو بیان فرمایا۔

صفحہ ۵۵ **باب** مَا جَاءَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّابَّۃِ فِی الطِّینِ وَالمَطَرِ۔ امام صاحب

سے نزدیک فرض وقت ضرورت واہر پر جائز ہیں۔ مگر جماعت جائز نہیں اسکی تاویل یوں فرماتے ہیں کہ **قولہ** واقام یعنی اقامت کی آپ نے واسطے نماز کے۔ مگر نماز منفرداً ہی **قولہ** فیصلی بھم۔ اسکے یہ معنے نہیں کہ جماعت کرائی بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کے ساتھ نماز پڑھی وہ بھی نماز پڑھتے تھے **قولہ** تتقدم علی راحلتہ یعنی اپنے راحلہ کو آگے کر لیا نہ یہ کہ جماعت کیواسطے کھڑے ہوئے۔

صفحہ ۵۷ **باب** ماجاء اذا اقیمت الصلوٰۃ فلاصلوٰۃ الا المکتوبۃ۔ امام صاحب کے نزدیک فجر کی سنتیں باوجود قائم ہونے جماعت کے جائز ہیں بشرطیکہ جماعت میں ایک رکعت مل جاوے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ امام صاحب کو یہ مدنظر ہو کہ جماعت سنت موکدہ بلکہ بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔ اور فجر کی سنتوں کی بھی تاکید ہے حتی الوسع دونوں خصلتوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اور یہ نظائر شرعاً ثابت ہیں کہ نصف کو کل کا حکم دیا گیا ہے اگر ایک رکعت ملگئی تو گویا دونوں ملگئیں۔ اور صحابہ کا فعل اسپر سند قوی ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرات ہوتے ہوئے الگ جاکر پڑھ لیا کرتے تھے۔

باب ماجاء فی من تفوتہ الرکعتان قبل الفجر یصلیھما بعد صلوٰۃ الصبح **قولہ** فلا اذن۔ ظاہر معنے یہ ہیں کہ فلاباس اذن۔ یعنی فجر کی سنت ابھی پڑھنا ہے تو کچھ خوف نہیں جیسے امام شافعی صاحب فرماتے ہیں۔ لیکن امام صاحب کے مخالف ہے اسلئے وہ اسکی تاویل کرتے ہیں فلا اذن اے فلا تعد اذن یعنی پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور دوسرے یہ کہ نہی نماز ان اوقات کی عام ہے اور غایۃ ما فی الباب اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور جب امر جواز اور حرمت میں دائر ہو تو احتیاطاً ترجیح حرمت کو دیجاتی ہے۔

اَبْوَابُ الْوِتْر

صفحہ ۶۰ باب ماجاء فی الوتر من اللیل واحدۃ قولہ ونھی وتر حین یمکث فی الیۃ الشفع ۱۲ امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ فعل تیز ہے یعنے فعل کا۔ مگر امام صاحب فرماتے ہیں کہ ناسخ جب ہوتا ہے کہ خبر سکا خلاف ہو اور دلیل یہ کہ صحابہ باوجود علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وال رکعت پڑھتے تھے۔ باب ماجاء فی الوتر بخمس قولہ لا یجلس فی شئی منھن ۱۲ یہ قول مجتہدین ائمہ کے خلاف ہے کیونکہ یہ کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ پانچ رکعت بعد ایک جلسہ ہو اور وہ بھی اخیر میں۔ لیکن امام صاحب کے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت پڑھکر سو جاتے تھے اور بعدہ پانچ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں نہیں بیٹھتے تھے۔ اور جلوس سے مراد جلسہ استراحت ہے نہ جلسہ تشہد باقی پانچ رکعت میں تین رکعت وتر اور دو رکعت نفل ہیں۔ یہ یوں کہ جو وسے درمیانی بیچ کا جلسہ کسی رکعت میں نہ بیٹھتے تھے کیونکہ کل رکعتیں شفعہ ہوا کرتی ہیں۔ اور ہر شفعہ میں ایک ہی جلسہ اخیر کا ہوا کرتا تھا۔ لیکن پانچ کے اخیر میں تک بیٹھتے تھے۔ اب اس تقدیر پر الا یجلسے لکن ہے یعنی واسطے استثنا کے نہیں جو متصل و منقطع ہوتے ہیں۔ بلکہ واسطے استدراک کے ہے۔ کہ پہلے کلام سے وہم ناشی ہو کہ بیچ کا جلسہ نہیں کرتے تھے پچھلے کا کیا حال ہے الا سے اس وہم کو دور کر دیا۔

صفحہ ۶۰ باب ماجاء فی الوتر برکعۃ قولہ والاذان فی اذنیہ ۱۲ یہ کنایہ ہے جلدی سے یعنی ایسے پڑھتے تھے کہ گویا اقامت سن رہے ہیں کیونکہ جب کوئی اقامت سنے تو جلدی کرتا ہے ورنہ خلاف لازم آئے گا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کہ جبتک حضرت جماعت کے واسطے نہیں نکلتے تھے تب تک اقامت نہیں ہوتی تھی۔

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible]

[illegible] ابن [illegible] [illegible]

[illegible] لگے تو باب [illegible] [illegible]

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible]

معتمر یعنی ہم یوں کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

باب [illegible] قولہ [illegible]

بن یعقوب [illegible] یعقوب [illegible]

روایت کی۔ اس سے یعقوب کا [illegible] حضرت [illegible] ہے۔

ابواب الجمعۃ

صفحہ باب [illegible] یوم الجمعۃ قولہ [illegible]

اتنی جلدی کی کہ صرف وضو کیا اور غسل چھوڑ دیا۔

باب ما جاء فی [illegible] الجمعۃ قولہ [illegible] محمد بن [illegible]

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہاں حضرت سے حدیث آئی ہے۔ [illegible] محمد بن [illegible] نے حد

سے حدیث بیان کرنی شروع کی۔

صفحہ باب [illegible] الامام یخطب [illegible]

کے نزدیک نماز پڑھنی اس وقت میں حرام ہے۔ اور اس حدیث کی تاویل [illegible]

یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ اسکو کپڑے مل دیں وہ شخص [illegible]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور اس سے دو رکعت نماز پڑھوائی تاکہ لوگ

اسکے حال کو دیکھیں اور اسکو کپڑا خیرات کریں۔ چنانچہ بعد [illegible] حضرت نے فرمایا [illegible]

اسکے حال کی غور منظور تھی۔ مگر کسی نے خیال نہ کیا۔ سب لوگ کپڑے خیرات کرو۔

اَبْوَابُ الْعِيْدَيْن

صـ۲۸ باب فی صلوٰۃ العیدین قبل الخطبۃ قولہ وبعد اول من خطب
وجہ اسکی یہ ہے کہ مروان اہل بیت کی مذمت خطبوں میں بیان کیا کرتا تھا۔ لوگ اس عذر
سے چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ لہذا پہلے خطبہ پڑھنا شروع کر دیا تھا۔
باب ماجآء فی التکبیر فی العیدین۔ امام صاحبؒ کے نزدیک تکبیرات نو ہیں۔ جیسے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ احادیث مختلف
ہیں۔ بعض میں سولہ تک بھی آیا ہے اسلئے عبداللہ بن مسعود رضہ کے قول کو اختیار کیا۔
اور امام صاحب کے نزدیک اگرچہ زیادتی ثقہ معتبر ہوتی ہے مگر تکبیرات چونکہ خلاف
قیاس ہیں اسلئے حتی الوسع تقلیل ہونی چاہیے۔

اَبْوَابُ السَّفَر

صـ۲۸ باب التقصیر فی السفر قولہ لا یصلون قبلہا ولا بعدہا۔ یعنی علی وجہ التأکید
نہیں پڑھتے تھے اب تخالف اٹھ گیا۔
صـ۲۸ باب ماجآء فی الجمع بین الصلوتین قولہ وأخر المغرب حتی غاب الشفق
ہر چند یہی حدیث میں پہلے امام صاحب کی تاویل اوفق ہے۔ مگر حدیث مذا میں جمع حقیقی
معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اسکی تاویل یہ ہے کہ شفق سے مراد سرخی ہے اور امام صاحب کے
نزدیک شفق یعنی بیاض تک وقت باقی رہتا ہے۔ تو گویا موافق قول امام صاحب کے مغرب
اپنے وقت میں پڑھی گئی۔ لیکن قول صاحبین متفق ہے۔ لہذا عمدہ توجیہ یہ ہے کہ دوسری
حدیث میں اسی قصہ میں آیا ہے۔ وصلی المغرب وجلس ثم غاب الشفق۔ اس سے معلوم ہوا کہ
یہاں غاب الشفق بمعنے مجازی ہے۔ یعنی کاد ان غاب الشفق وقد.

صفحہ ۳ باب فی صلوة الکسوف [illegible] دو رکوع
سے ہیں۔ وجہ انکی یہ ہے کہ درحقیقت یہ واقعہ ایک [illegible]
چونکہ آفتاب بالکل سیاہ ہوگیا تھا حتی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ [illegible]
علیہ وسلم کے اوقات مبارک منضبط نہ ہوسکے بعد اصل [illegible]
اور کوئی نماز ایسی نہیں کہ ایک رکعت میں کئی رکوع ہوں۔ [illegible]
جواب دیتے ہیں لیکن وہ یہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا [illegible]
سال ہوا تھا جب حضرت ابراہیم صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا [illegible]
تو یہ نہیں منقول ہے اور وہ دسویں سال ہجری میں ہوا تھا اور [illegible]
کہ ہر سال میں ہر دو کسوف واقع ہوں۔

صفحہ ۳ باب صلوة الخوف قولہ [illegible] کی تفسیر [illegible]
کیطرف راجع ہے۔ ورفعہ ثنی عن شعبۃ پر معطوف ہے۔

صفحہ ۳ باب فی خروج النساء الی المسجد [illegible] باب کا ذکر [illegible]
سجود القرآن کے درمیان ہونا سہو کاتب سے ہے۔ [illegible] منقول ہوتا ہے۔ حدیث [illegible]
سجدہ کی ظاہرا امام مالک صاحب کے موافق معلوم ہوتی ہے لیکن سورۂ نجم کا سجدہ ثابت [illegible]
ہے۔ کیونکہ مفصلات میں یعنی سورۂ ص سے اخیر تک انکے نزدیک کوئی سجدہ نہیں

صفحہ ۳ باب ما ذکر فی الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع۔ وعن ابن مرة
یہ معطوف ہے الحجاج بن ارطاۃ پر۔

صفحہ ۳ باب ما ذکر فی قراءة سورتین فی رکعة قولہ کل القرآن قرأت [illegible]
یعنی عبداللہ بن مسعود نے اس رجل سے کہا کیا تو سب قرآن [illegible] کہ اسکا سوال
کرتا ہے۔

ابواب الزکوٰۃ

صـ باب ماجاء فی منع الزکوٰۃ من التشدید قولہ الا من قال ھکذا سے من فعل ھکذا قولہ کلما نفدت اخراھا عادت علیہ اولھا یعنی جب اخیر اونٹ یا دوسرے ساتو مار چکا تو شروع سے جو پہلے گائے یا اونٹ تھا لوٹ کر آجاوے گا۔ اور ایسا ہی یک حالت رہے گا۔

صـ باب ماجاء فی زکوٰۃ مال الیتیم قولہ ولا یترکہ حتی تاکلہ الصدقۃ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مستند زکوٰۃ علی مال الیتیم پر یہ حدیث ہے۔ مگر امام صاحب کے نزدیک اسکے معنی نفقہ یتیم ہے۔ اور حدیث میں جو چیز کہ نفس پر خرچ کیجاوے اسپر بھی صدقہ کا اطلاق آیا ہے۔

صـ باب ماجاء فی الخرص قولہ حدثنا محمود بن غیلان الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرص فی الزراعۃ، چنانچہ آجکل معروف ہے، جائز ہے۔ لیکن امام صاحب کے نزدیک حرام ہے بسبب شبہ ربو کے۔ لہذا ان کے نزدیک اسکی تاویل یہ ہے۔ کہ یہ عشر اور خراج کے بارے میں وارد ہے۔ اور چونکہ یہاں کوئی مبادلہ تحقیقی نہیں بلکہ اسکے حق میں سے شروع لیتا ہے۔ اسلئے شبہ ربو نہیں۔ بخلاف خرص فی المقاسمہ معروف کے کہ اسمیں بسبب مبادلہ کے شبہ ربو ہے۔ اور یہاں حضرت نے یہ زمین اہل خیبر کے ملک میں کر دی تھی۔ اس لئے خرص عشر اور خراج میں ہوا مگر صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض زمین انکی ملک کر دی تھی اور بعض میں شرکت فی المضارعۃ تھی۔ ناچار امام صاحب کو یا نسخ کا قائل ہونا پڑے گا۔ یا اور کوئی تاویل کرنی پڑے گی۔

باب من تحل لہ الزکوٰۃ قولہ قال خمسون درھما۔ چونکہ یہ تفسیر غنا کے مخالف ہے اور تفسیر غنا کی جو کہ حدیث حرمت میں ... ہوتا ہے اور سب لوگ اس غنا کو بقدر نصاب کے بیان کرتے ہیں اسلئے تطبیق میں کلام کرنی پڑی کہ یہ تفسیر غنا کے کس معنے سے ہے۔

ثقات سے ہے اور اسحٰق تو دلیل عدم جرح ہے۔ مدیہ غنی اور حرمت لینے زکوۃ کا نہیں مگر حرمت سوال کا ہے چونکہ یہاں سائل کا قوت یومیہ کی نہیں معلوم کا تھا سکتے ہیں سے خمس حرمت سوال کی تصریح کر دی۔ اب سے کوئی تعارض بھی نہ ہو گا دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ جس کے پاس قوت ہو [illegible] سوال حرام ہے کیونکہ زمانہ بہرہ ور ہونے سے بہت واقف ہیں سے کشف ہوتا ہے [illegible] و [illegible] کی حدیث سے حرمت زکوۃ لینے کا غنا پچاس درہم فرض کیا ہے تو صدقہ اور حرمت سوال کا فرق معلوم نہیں ہوا پس یہ حدیث موافق ہے تو دلیل نے سب کی معلوم ہو گئی۔ مگر یہ حدیث ترجمۃ الباب کے موافق نہ ہوئی۔ **قولہ** قال سفیان سمعت زبیدا یہ تردید ہے قول عبد بن عثمان کی یعنی شعبہ کے نزدیک حدیث کی کیا وجہ ہے صرف حکیم ہی روایت نہیں کرتا بلکہ زبید بھی محمد بن عبد الرحمن سے روایت اس حدیث کی کرتا ہے۔ **قولہ** قال ابو عیسیٰ [illegible] فیہ کما نص المؤلف ھٰھنا فی الاسناد ومن قال معناہ نعم یعنی بحدیث سمعہ عن شعبۃ لکن تکلم شعبۃ فیہ منسوب وترکہ مطلقا فقد خالف موقع الکلام **قولہ** حسوس درھم لم تحل لہ الصدقۃ ممکن ہے کہ پچاس ہوئے یعنی جگہ وجہ اسوال۔ لکن یحل لہ بعضہ لمریکن

صفہ ۳ **باب** من لا تحل لہ الصدقۃ **قولہ** لا تحل الصدقۃ یعنی ولا لذی مرۃ سوی یعنی سوال صدقہ ویقال لا یحل لذی مرۃ ۔ وجہ السؤال ولا لکن یستعمل لا یحل لہ الصدقۃ فاوی المنکر والاکثر

صفہ ۳ **باب** ما جاء فی فضل الصدقۃ **قولہ** وقال اسحٰق بن ابراہیم تمہ بکوت یعنی تشبیہ بالاجسام جب لازم آتی ہے اگر کوئی یہ کیفیت کہیں یعنی اسکے ہاتھ ہوویں ہاتھ جیسے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ ید ثابت ہے بلا کیف۔ یعنی ہم اسکی کیفیت نہیں بتا

باب ما جاء فی الصدقۃ عن المیت **قولہ** ان صوموا عنہ یعنی ہیں سے مراد کفارہ ہے اور کفارہ بھی مثل روزہ ہے۔

صفہ ۳ **باب** ما جاء فی صدقۃ الفطر۔ حضرت معاویہؓ کی عادت تھی کہ [illegible] کی بعض حدیث کے مرفوع نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جزو مسئلہ بیان کر دیتے تھے۔ [illegible] کا اندازہ کرنا اپنی رائے سے تھا۔ ابو سعید خدریؓ کی بھی یہی عادت کے موافق نظر فرماتے رہے۔ [illegible] خیال کیا کہ حضرت معاویہؓ اپنی رائے سے کہتے ہیں۔

صفحہ باب ما جاء فی سعی بیت المال قولہ الا ان یسئل الرجل سلطانا۔ وجہ یہ ہے کہ سلطان بیت مال سے دیتا ہے اور بیت المال سے لینا ہر مسلم محتاج کا حق ہے پس حق لینے میں کچھ قباحت نہیں

ابواب الصوم

صفحہ باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم فی السفر قولہ اولئک العصاۃ۔ اصل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم غزوہ میں تشریف لیگئے تھے سو وقت حضرت نے تکلیف سفر پانی نوش فرمایا۔ بعض نے افطار کیا اور جو قوی تھے وہ برابر روزہ رکھتے تھے۔ حتی کہ جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو حضرت نے سب کو افطار کا حکم دیا مگر بعض نے افطار نہ کیا۔ تکی شان میں فرمایا۔ اولئک العصاۃ۔ کیونکہ ایجاب حضرت پر عمل نہ کیا اس تقدیر پر امام شافعی صاحب کی تاویل کی کچھ ضرورت نہیں۔

باب ما جاء فی الافطار للحبلی والمرضع قولہ فقال ادن فکل۔ یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا اسواسطے تھا کہ آپ کو خیال تھا کہ شاید گھر سے بہ نیت سفر آیا ہے ورنہ اسکا گھر قریب تھا صرف آنحضرت صلعم سے ملنے آیا تھا۔

صفحہ باب ما جاء فی الصوم عن المیت قولہ افکنت تقضینہ۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ روزہ میت کیطرف سے رکھا جاوے۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادا کرنا چاہئے وہ ادا کفارے کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی افطار الصائم المتطوع قولہ حدثنا الخ اس حدیث سے امام شافعی صاحب سند لاتے ہیں کہ افطار سے روزہ نفل میں قضا نہیں آتی جیسا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحب کے نزدیک اسکی تاویل یہ ہے کہ لا یضرک ای لا جناح علیک کیونکہ وہ یہ خیال کرتی تھیں کہ گناہ ہوا۔ پس گناہ کی ہونے کی نفی مقصود ہے۔ قولہ قالت قلت لا قال انی صائم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ نفل میں رات کو نیت شرط نہیں چنانچہ امام شافعی صاحب بسبب اسی حدیث کے روزہ نفل کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ اسمیں رات کو نیت ضروری

نہیں باقی رہا روزہ رمضان کا کہ اسمیں اور روزہ منذر معلق میں نیت رات سے شرط ہے۔ اب امام صاحب کیطرف سے یہ جواب ہو سکتا ہے کہ جیسے آپ نفل کو خارج کرتے ہیں ہم اسی طرح اسی پر قیاس کرکے روزہ فرض کو بھی خارج کرتے ہیں۔

صہ۱ **باب** ما جاء فی ایجاب القضاء **قوله** حدثنا احمد بن منیع الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ نفل کو دعوت کیواسطے افطار کرنا جائز ہے اور قضا بھی لازم آتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے روزہ قضا ہو اسلئے حضرت نے قضا کیواسطے فرمایا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ پہلے ام ہانی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا کی افطار سے گناہ ہوتا ہے کیونکہ جب ام ہانی نے کہا کہ مجھکو گناہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تم قضا تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قضا کے افطار سے گناہ ہوتا ہے۔ باب ما نحن فیہ میں اگر یہ قضا ہوتی اور وہ حضرت کے سامنے کھاتے اور آپ منع نہ فرماتے تو گویا حضرت نے گناہ کی تقریر کی۔

باب ما جاء فی کراهیة الصوم فی النصف الباقی من شعبان لحال رمضان۔ ای توقیر رمضان واحصاء هلال رمضان لئلا یشتبہ رمضان۔ اب یہ حدیث متعارض نہ ہوئی اس حدیث کے کہ جسمیں آیا ہے کہ واسطے فضیلت رمضان کے شعبان میں روزے رکھنا چاہئے اب اس تطبیق کی حاجت نہ رہی کہ کراہیت نصف میں ہے۔ اور فضیلت کیواسطے نصف اول میں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ تقیید بلا قرینہ ہے۔

باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان **قوله** ولعله تغشی واشتغل ببعض امرہ۔ ای لعل هذا الرجل اکل العدیم واشتغل ببعض ما یحتاج الیہ فکیف یصل فی قلم فلان لیلتہ اجمع بحسب التدقیق العقلی لان هذا الاوقات خالیة عن الصیام۔

صہ۱ **باب** فی صوم ثلثة من کل شهر **قوله** بسلم الصحیح سلم اللفظ المکتوب فی الترمذی والحاشیة التی تحتہ لیسا بصحیحین کما یشهد بہ التقریب۔

صہ۱ **باب** ما جاء فی لیلة القدر **قوله** تطلع الشمس لیس لها شعاع لان اشعة الشمس تتلاشی عند انوار هذه اللیلة **قوله** فی تسع یبقین الخ ای بعد اخراج لیلة تکثین فانها مشکوک الوجود والعدم والمعنی ان یعد من جانب الاخر بحیث یختتم عد التسع فهو اول لیلة یجهد

فيه لا يتعقّل ليلة القدر في ليلة احدى وعشرين ۔

صـ۹۹ **باب** ما جاء في تحفة الصائم ۔ اي شيئ يعطي للصائم على وجه التحفة والمراد بالدهن العطر وبالمجمر البخور الذي يقال له في الفارسية عود سوز ۔

ابواب الحج

صـ۱۰۰ **باب** ما جاء في ثواب الحج **قوله** حسن صحيح غريب من حديث عبد الله بن مسعود رض اي من بين حديث عبد الله بن مسعود رض فيه اشارة الى ان الغرابة من طرق عبد الله بن مسعود رض ۔

باب كم حج النبي صلى الله عليه وسلم **قوله** ثلث حجج ۔ قد ثبت في اصول الفقه ان مفهوم العدد غير معتبر عند المحققين بل من المحققين فالقول بانه صلعم حج ثلث حجج لا ينفي الزيادة ۔ **قوله** وجاء علي من اليمن ببقيتها فيها جمل لابي جهل ۔ فيه ان جمل ابي جهل ما ذبح في حجة الوداع وانما ذبح في العمرة الحديبية التي نقضت من المدينة وقضاها في اعوام القابل ولذا سمي عمرة القضا وجوابه لعل هذا من خطأ الراوي او معناه من جملة البدنة التي ذبح في اعمرة هذا الجمل ۔

صـ۱۰۱ **باب** ما جاء في افراد الحج **قوله** افراد الحج ۔ فيه ان ذوج النبي صلعم تقول افرد حج مع انه كان قارنا والوقوع امر دلس هذه الاختلافات في حجة الوداع وجوابه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اظهر عن عائشة ولا في ارى الافراد قالوا العمرة لقضاء وهم يحسبون حنطه تأنيثا قوى

باب ما جاء في التمتع **قوله** حدثنا قتيبة الخ معلوم کرنا چاہئے کہ اس حدیث سے کئی امر مستفاد ہوتے ہیں ۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلعم نے تمتع کیا اور دوسرے یہ کہ حضرت عمر رض نے منع فرمایا اور خود حضرت عمر رض نے تمتع کیا تھا ۔ اور یہ دونوں امر منافات و تعارض ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے تمتع کیا تھا ۔ اور ضحاک کے قول سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رض نے تمتع کیا ۔ اور وہ کہتے تھے کہ جو شخص خدا کے حکم سے جاہل ہے وہ تمتع کرتا ہے ۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رض کے نزدیک تمتع حرام ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رض نے تمتع کیا ۔ لہذا سمجھنا مطلب اس حدیث کا ایسے

پر موقوف ہے [illegible] تمتع [illegible]

اصطلاحی بھی موقوف ہے [illegible]

دوسرے لغوی یعنی [illegible] قران اصطلاحی [illegible]

تیسرے یہ موقوف ہے [illegible]

تیسرے معنی حرام ہیں۔ صرف حجۃ الوداع میں مشروع ہو [illegible]

ہوئی ہے اول تو [illegible] میں [illegible]

ہر چند آپ نے اسکی مشروعیت بیان فرمائی [illegible]

اسلئے حضرت [illegible]

اہل اسلام [illegible]

آسانی تھے [illegible] چنانچہ [illegible] تین قسم [illegible] تھے ایک

تمتع اصطلاحی دوم قران سوم تمتع معنے ثالث۔ چونکہ [illegible] نے حرمت تمتع کو [illegible]

سے یہ خیال کر لیا [illegible] کہ تمتع مطلقاً حرام ہے کیونکہ حضرت نے حرام کر دیا ہے [illegible] آنحضرت

کا فرمان فرمان خدا ہے اسلئے حضرت عمر نے فرمایا [illegible] اور حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ افراد بہ نسبت قران اصطلاحی اور تمتع کے اولیٰ ہے [illegible]

مشقت کم ہے۔ والعلم [illegible] اور بعض [illegible] ثالث کو حرام کہتے تھے اسلئے حضرت [illegible]

مطلق تمتع [illegible] یعنی کوئی تحریم۔ حضرت علی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی نہی اور حضرت عمر کی نہی کو [illegible] کہ نہی تحریمی ہے۔ اور مطلق تمتع کے حق میں [illegible]

حضرت سعد نے نزاع کی۔ حضرت نے [illegible] کہ حضرت نے کیا ہے یعنی تمتع

لغوی، اور در حقیقت وہ قران اصطلاحی تھا [illegible] یعنی تمتع اصطلاحی بعض [illegible]

کو حضرت نے کیا۔ اور بعض کو اپنے ساتھ حضرت نے کیا۔ اور آپ مطلق تمتع کو حرام جانتے ہیں

باقی رہا مقام اثبات میں معنے ثالث کا تعرض نہ کیا اب اشکال [illegible] دفع ہوا۔ اور جواب سوال

موافق ہی ہو گیا۔ قولہ ذالاذن من عمی معاویۃ ای عمم معاویۃ بالتشدید [illegible] مطلق تمتع

پہلے بھی تھا جیسے معلوم ہو چکا قولہ واحطائیہ ضرر یعنی باوخال سعید بن المنکدر و عبد الرحمن

بن یربوع لرفع الانقطاع ہکذا۔

صفحہ باب ما جاء فی کراہیۃ تزویج المحرم امام صاحب کے نزدیک تزویج محرم جائز ہے۔ اور ابن عباس رض کی حدیث انکی مستند ہے کیونکہ مجتہد صحابی ہیں۔ اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تزویج منع ہے۔ انکی سند حدیث میمونہ رض اور حدیث ابو رافع۔ مگر بعض امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دلیل شافعیہ کی نہیں بن سکتی۔ کیونکہ تمام کتب سیر میں مرقوم ہے کہ حضرت سرف میں بلا احرام کبھی نہیں آئے اور نکاح قطعاً سرف میں ہوا اور بعد عود کے پچیس روز شب زفاف تھی۔ باقی رہا ابو رافع کے قول کے یہ معنے ہیں کہ حالت حلال میں نکاح کے پیغام وغیرہ ہوتے تھے اور میں قاصد تھا اور حضرت میمونہ رض اپنے حال کو بھول گئی ہوں۔

صفحہ باب ما جاء فی اکل صید المحرم قولہ او یصد لکم الحدیث امام شافعی صاحب اس سے استدلال لاتے ہیں کہ اگر کوئی محرم کی نیت سے شکار کرے وہ بھی محرم کو نا جائز ہے۔ کیونکہ ویصد لکم اسپر بھی صادق آتا ہے۔ لیکن امام صاحب اسمیں تخصیص کرتے ہیں کہ اگر باامر ہو تو نا جائز ہے۔ ورنہ جائز۔ اور انکی سند ابو قتادہ رض کی حدیث ہے چنانچہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں سکو پورا کیا ہے۔ قولہ حدیث جابر حدیث مفسر۔ یعنی جابر رض کی حدیث کا حکم کھلا صاف ہے۔ وہ اسپر دال ہے کہ اگر نیت بھی ہو تو بھی جائز نہیں۔

باب ما جاء فی کراہیۃ لحم الصید للمحرم قولہ حدثنا قتیبۃ الخ اس حدیث سے امام شافعی صاحب استدلال لاتے ہیں کہ اگر محرم کی نیت سے کوئی شخص لا دے تو وہ بھی محرم کو نا جائز ہے۔ کیونکہ وہ حضرت صلعم کی نیت سے لائے تھے اسلئے حضرت نے قبول نہ کیا۔ امام صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ حمار وحشی زندہ تھا اسلئے حضرت نے نہیں لیا محرم کو تملک صید جائز نہیں اور اگر حضرت فرماتے کہ جا کر ذبح کر لاؤ تو امر ہو جاتا۔ باقی رہا بعض روایات میں لحم او پاؤں بھی آیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لحم کی زیادتی معتبر ہوتی ہے اسلئے اس روایت کو لیا۔ اور بعض روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ خون بہتا آتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زندہ تیر کی سے بھوے تھا خلاف سنت یہ روایت لحم کی بھی غیر محفوظ ہے۔

باب ما جاء فی صید البحر للمحرم قولہ فاستقبلنا رجل من جراد ای جماعۃ من جراد

امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے سند لاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا [illegible] یعنی یہ صید بحر کیطرح محرم پر حلال ہے سو کہا تو معلوم ہوا کہ صید بر بھی [illegible] کھانے سے کفارہ لازم نہیں آتا۔ لیکن امام صاحب اسکا جواب اسطرح دیتے ہیں [illegible] عمرہ کا قول ہے عمرۃ صید من [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کی نہی قرآن شریف میں عام ہے خبر واحد سے کیونکر تخصیص ہو سکتی ہے [illegible] کے معنے یہ ہیں کہ صید البحر کیطرح بلا احلال کے کھانا جائز ہے۔ [illegible] اور عمرہ میں تھے۔ اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ محرم ہی ہوں۔ جائز ہے کہ [illegible] ہوا اور آدمی جب سے گھر سے نکلتا ہے تب سے حج وعمرہ میں کہلاتا ہے۔

ص **باب** ما جاء فی الضبع یصیبھا المحرم قولہ حدثنا محمد بن [illegible]
اس حدیث سے امام شافعی صاحب استدلال کرتے ہیں کہ کفتار کا کھانا جائز ہے۔ مگر [illegible] اسکا جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ ہاں صید ہے لیکن [illegible] اپنے اجتہاد سے سمجھ لیا کہ جب صید ہو تو اسکا کھانا جائز ہے اور فہم راوی معتبر نہیں اور [illegible] کے معنے یہ ہیں کہ ہاں حضرت نے کہا کہ ہاں شکار ہے اور اقالہ کی ضمیر صید کیطرف راجع ہے اور یہ تاویل اسلئے کیجاتی ہے کہ حرمت ہر ذی ناب کی منصوص ہے۔

ص **باب** ما جاء فی کراھیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت۔ امام صاحب کے نزدیک مکروہ نہیں بلکہ سنت ہے اور انکی سند وہ حدیث ہے کہ جسکو عینی نے مرفوع بیان کیا ہے۔ **قولہ** من الحجر الی الحجر یعنی من الحجر الاسود الی الحجر الاسود۔

ص **باب** ما جاء فی الصلوۃ بعد العصر و بعد الصبح الخ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جسوقت چاہے پڑھے بلکہ اس فرمان کی یہ وجہ ہے کہ کعبہ کے گرد تمام قریش کے گھر تھے اور بیت جلد دروازہ بند کر لیتے تھے۔ اسلئے حضرت نے فرمایا کہ جسوقت کوئی نماز کیواسطے رات کو یا دن کو آوے سکو مت روکو ورنہ ظاہر ہے کہ نماز اوقات مکروہہ میں [illegible]

ص **باب** ما جاء فی فضل الحجر الاسود **قولہ** [illegible]
[illegible] الذی کان حاجتہ والی جیب بدن [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی الوقوف بعرفات **قولہ** ونحن وقوف بالموقف مکان بعید
یعنی یزید بن شیبان کہتا ہے کہ ہم ایک جگہ موقف میں کھڑے تھے **قولہ** یبعدہ عمرو بن دینار یہ
قول سفیان کا ہے یعنی یزید بن شیبان ایسے مکان میں تھے کہ جس کا بعد عمرو بن دینار نے
بیان کیا۔

صفحہ **قولہ** وعامۃ اخر فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذبحت قبل ان
ارمی الخ امام صاحب کے نزدیک رمی کی تقدیم ذبح پر واجب ہے اور دم لازم آتا ہے اور
صاحبین کے نزدیک موافق ظاہر حدیث کے دم نہیں آتا۔ مگر امام صاحب اس حدیث کی تاویل
یہ کرتے ہیں کہ لاحرج یعنی کوئی فرض قضا نہیں ہوا جسکا انجبار دم سے نہ ہوسکتا ہو اور دلیل انکی
حدیث ابن عباسؓ کی ہے جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ وعلیہ دم اگرچہ یہ حدیث
غیر مرفوع ہے مگر امر غیر عقلی میں صحابی کا قول رفع پر محمول ہوتا ہے۔

باب فی الافاضۃ من عرفات **قولہ** مثل حصی الخذف یعنی مثل مارنے کنکری کے جیسے
کنکری چھوٹی ماری جاتی ہے بڑے ڈھیلے کی کوئی ضرورت نہیں۔

باب ما جاء من ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج **قولہ** من جاء لیلۃ جمع قبل طلوع الفجر
فقد ادرک الحج۔ جو شخص عرفات میں مزدلفہ کی رات کو فجر سے پہلے پہنچ گیا اسکو فرض حج کا ملگیا۔
دسویں رات کو مزدلفہ کی رات اسلئے کہ اسمیں لوگ مزدلفہ میں آجاتے ہیں۔ **قولہ** ایام منیٰ
ثلثۃ۔ یعنی خالص منیٰ کے تین دن ہیں اسلئے یوم نحر بھی منیٰ کا دن ہے۔ مگر خالص منیٰ کا دن نہیں

صفحہ باب ان الافاضۃ من جمع قبل طلوع الشمس **قولہ** اشرق ثبیر۔ ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے
یعنی اسے ثبیر روشنی کردے۔

باب کیف ترمی الجمار **قولہ** استقبل الکعبۃ وجعل یرمی الجمرۃ علی حاجبہ الایمن الخ
حضرت عبداللہ ایسی جگہ پر کھڑے تھے کہ وہاں سے منیٰ دائیں طرف اور کعبہ بائیں طرف تھا
منہ کسیقدر بائیں طرف متوجہ تھا استقبال حقیقی نہ تھا۔

صفحہ باب ما جاء اذا عطب الہدی ما یصنع بہ۔ **قولہ** انحرھا ثم اغمس نعلہا
یعنی اسکو ذبح کروالے اور اسکے نعل کو یعنی قلادہ کو گلے سے اتار کر خون میں غوطہ دیکر اسکے

کو ہی پرستش کرے مگر جو شخص غنی ہو وہ ... [illegible]
سو قوت ہوئی ہے اور اسکا فقہ ... توقف کے لوگوں کو ... نہیں ... [illegible]

صفہ باب ما جاء فی طواف الزیارۃ باللیل قولہ ... [illegible]

یہ عبارت بظاہر وجیہ نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے طواف زیارت قبل ... [illegible]
کیا تھا پھر اخر کے کیا معنے ہوئے۔ اور بعض لوگ یوں توجیہ کرتے ہیں اخر ای ... [illegible]
الزیارۃ الی اللیل ... مگر یہ بھی مستقیم نہیں کیونکہ طواف بلا دم و کراہت امام صاحب کے نزدیک بارہ
تاریخ کی شب تک جائز ہے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تیرہ تاریخ کی شب تک پھر
یہی الی اللیل مستقیم ہوا کیونکہ عبارت ترمذی میں یوم نحر کی ہے مگر معنی تو ... [illegible]
ہو سکتی ہے کہ اخر طواف الزیارۃ الی اللیل ای بین ... استحباب طواف الزیارۃ فی ... [illegible]

صفہ باب ما جاء فی الاشتراط فی الحج۔ شرط کے معنے یہ ہیں کہ دل میں ... [illegible]
کیوقت یہ نیت کرے کہ اگر میں کسی باعث سے محصر ہو گیا تو وہیں حلال ہو جاؤنگا۔ امام شافعی صاحب
کے نزدیک یہ اشتراط عدم لزوم دم میں موثر ہے اور امام صاحب کے نزدیک نہیں۔ وہ ... [illegible]
حدیث سے استدلال لاتے ہیں کہ آپ نے اشتراط کیواسطے فرمایا مگر امام صاحب یہ فرماتے
ہیں کہ یہ تو نہیں فرمایا کہ اسوقت تجھپر دم بھی نہ آئیگا۔ اسکا دل خوش کرنے کیواسطے اجازت دی
یعنی اشتراط کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور امام صاحب کی مستدل حدیث ابن عمرؓ ہے۔ الیس
حسبکم سنۃ نبیکم۔ یعنی تمکو اپنے نبی کی سنت کافی نہیں ہے۔ ... [illegible]
تھے۔

صفہ باب ما جاء فی المرأۃ تحیض بعد الافاضۃ قولہ ... [illegible]

بحدیث ... وجہ اسکی یہ ہے کہ عمرو بن اوس نے حضرت عمرؓ سے مسئلہ پوچھا تب انہوں نے اپنی رائے سے
موافق مضمون حدیث کے بیان کر دیا۔ اسکے بعد عمرو بن اوس نے بیان کیا کہ مجھکو اسمیں حدیث
بھی معلوم ہے۔ حضرت عمرؓ ان پر ناراض ہوئے کہ تو نے باوجود معلوم ہونے حدیث کے مجھکو
نہ بتلائی اور مسئلہ دریافت کیا۔ اگر میں اپنی رائے سے مخالف مضمون حدیث کے بیان کرتا
تو گناہ اسکا تجھپر ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس سند کی ... ہو تو وہ ... [illegible]

معلوم ہے دو نفس پیدا کرے لستة ... کرے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی رائے سے تحقیق ہیں [illegible]

صفہ باب ما جاء ان القارن یطوف طوافا واحدا۔ اس حدیث سے ... ایک طواف اور سعی دونوں کیواسطے کافی ہے۔ مگر امام صاحب کے نزدیک علیحدہ علیحدہ [illegible] اور انکی سند وہ حدیث ہے جو کہ ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے [illegible] میں منقول ہے۔ اور حضرت جابر رضہ اپنے علم کے موافق فرماتے ہیں چونکہ حجة الوداع [illegible] کی شرکت بھی ممکن ہے کہ پہلے حضرت ایک طواف بعد سعی کے کر چکے ہوں بعد میں حضرت [illegible] نے دیکھا ہو۔

صفہ باب فی الرخصة للرعاة قوله قال مالک ظننت انه قال فی الاول منهما [illegible] یوم النفر یعنی نحر کے دن رمی کرے اور گیارھویں رمی کرکے چلا جاوے کیونکہ بعد [illegible] میں سے پہلا دن گیارھویں ہے۔ اور تیرھویں تاریخ کو اگر بارھویں اور تیرھویں تاریخ [illegible] اور اسکی ایک اور یہ صورت ہے کہ دسویں تاریخ کو رمی کرکے چلا جاوے پھر [illegible] گیارھویں اور بارھویں کی رمی کو جمع کرے۔

ابواب الجنائز

صفہ باب ما جاء فی عیادة المریض قوله واسعوا لی فخنقته یہ کیفیت [illegible] کی ہے۔

صفہ باب ما جاء فی الحث علی الوصیة قوله حق امرء الخ یعنی مسلمان کا حق ہے کہ دو رات اسپر بغیر وصیت کے نگذریں یعنی ایک رات معاف ہے۔

صفہ باب ما جاء فی غسل المیت۔ ام عطیہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے بال تین ضفیرہ کئے جاویں۔ مگر چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیہہ ہیں اسلئے انکے خلاف مروی ہے۔ اسلئے امام صاحب نے حضرت عائشہ رضہ کے قول کو اختیار کیا اور ام عطیہ کا قول اسپر محمول ہے کہ انہوں نے اپنی رائے سے کہا تھا۔ کیونکہ وہ حضرت کیطرف نسبت نہیں

[illegible] قوله [illegible] [illegible] قوی ہے

صفہ باب ما جاء فی [illegible] امام شافعی [illegible]

امام جنازہ افضل ہے اور امام صاحب کے نزدیک تثنی نعت جنازہ افضل ہے [illegible]

صاحب اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت [illegible] [illegible] ہے

مگر امام صاحب کی دلیل دوسرے کہ نسخ ہو کا [illegible] حدیث قوی [illegible] حضرات

کا فعل اس پر محمول ہے کہ لوگوں کی حیف کے خوف سے کرتے تھے۔

صفہ باب ما جاء فی [illegible] قوله [illegible]

[illegible] امام صاحب کے نزدیک متابعت نہ ہے بلکہ [illegible]

صفہ باب ما جاء این یقوم الامام من الرجل والمرأة۔ امام صاحب کے نزدیک

مرد و عورت میں سینے کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے۔ اور وسط سر کی روایت اسوقت کی

ہے جب عورت میں نعش کا رواج نہ تھا۔ چنانچہ حضرت انس سے منقول ہے کہ اسوقت

نعش کا رواج نہ تھا۔ اور علاوہ اسکے میت کا وسط سینہ ہے کیونکہ ہاتھ پاؤں درحقیقت انسان

کے بدن نہیں بلکہ سر سے لیکر قدم تک اصل انسان ہے اور سینہ اسکے وسط میں واقع ہے۔

صفہ باب ما جاء فی الثوب الواحد یلقی تحت المیت فی القبر قوله وقال محمد بن

بشار فی موضع اخر حدثنا [illegible] یہ حدیث باریک خط سے ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ یہ قول محمد بن بشار

کا ہے

صفہ باب ما جاء فی زیارة القبور للنساء قوله لو شهدتك ما زرتك یعنی میں اگر

تیری زندگی میں حاضر ہوتی تو اب زیارت نہ کرتی۔ امام صاحب کے نزدیک تاویل کی حاجت

نہیں کیونکہ [illegible] میں تبعاً عورتوں کو اجازت ہو گئی ہے۔ مگر اہل ظاہر کے نزدیک

حرمت عورتوں کیلئے باقی ہے۔ اسلئے اسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے

نزدیک یہ جائز تھا کہ محرم کیلئے ایکدفعہ زیارت قبر کی جائز ہے اگر زندگی میں ملاقات نہ ہو

ابواب النکاح

صـ۲۳ باب — ما جاء فی تزویج الابکار قوله ان عبد الله مات وترک سبع بنات الخ
یعنی میرے باپ عبد اللہ مر گیا ہے اور سات بیٹیاں چھوڑی ہیں تب میں نے ایسی عورت کو جو کہ تیر
بیری کرے نکاح کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سے دعا کی۔

باب — ما جاء لا نکاح الا بولی۔ امام صاحب کے نزدیک یہ خبر حجت نہیں۔ اور بغیر ولی کے
نکاح کر سکتی ہے۔ اس حدیث کا یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث تمیم جس کو سنے نہیں ہے۔ بلکہ
نیت منس نفی مانے اور نفی کی ہے یعنی نکاح بغیر ولی اور جائز ہوسکتے۔ ورنہ دوسری حدیث الایم
احق بنفسها اسکی معارض ہوگی۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ اسکی توجیہ کرتے ہیں کہ ولی بغیر اسکی
اجازت کے نہیں کر سکتا۔ مگر ظاہر حدیث کے اس سے بعید ہیں کیونکہ اگر یہ معنی ہیں کہ ولی بغیر اسکے
اذن کے نہیں کر سکتا ورنہ وہ بغیر ولی کے نہیں کر سکتی تو وہ احق کہاں رہی اور اگر یہ غرض نہیں تو بھلا
مطلب اس سے صاف ظاہر ہے۔ ہو اسکا جواب ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تسلیم کرلیا جاوے عموم اس
حدیث کا کہ کوئی نکاح بغیر ولی کے کامل نہیں ہو سکتا ہے۔ نفی کمال کی مقصود ہے نہ نفی وجود
نکاح کی۔ اور باطل کے معنے یہ ہیں کہ وہ قریب البطلان ہے۔ اسی واسطے اگر غیر کفو میں نکاح کرلے
تو ولی فسخ کر سکتا ہے اسلئے کہ اسکی تمامیت نہیں۔ الفعل عامہ مرحبہ خبر میں نکالتے ہیں
مع قرینہ مقام کے کبھی نفی کمال کی مقصود لیا جاتا ہے اور یہاں دوسری حدیث قرینہ موجود ہے
قوله وروی شعبہ والثوری عن ابی اسحق عن ابی بردۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں ابو موسیٰ کا لفظ اول جو کاتب سے لکھا گیا ہے بعد میں تو منقول ہو گیا ہے۔
درست یہ ہے کہ ابو موسیٰ کی جگہ ابو بردہ کا لفظ ہونا چاہئے ورنہ حقیقی روایت ۔۔۔۔
۔۔۔۔ کے خلاف ہوگی۔ یہاں وہم ہوتا ہے کہ ۔۔۔
۔۔۔ ہوگیا ہے ۔۔۔ وہم کو رفع اور دور کر دیتا ہے
۔۔۔ معلوم ہوئی کہ ترمذی کا ۔۔۔ قول ہے والصحیح ۔۔۔ ہیں

[illegible] بہت تھوڑی مدت ہے کیونکہ حضور [illegible]

ہوئیں تو رات کی حصہ [illegible]

باب ما جاء فی مہور النساء **قولہ** [illegible] نے ترجمہ الباب [illegible] یہ کہ [illegible]

زیادہ سنت ہوتو [illegible] آپ کے گھر میں بہت زیادہ [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی الرجل یعتق الامۃ ثم یتزوجہا **قولہ** [illegible]

قولہ وقال سفیان اذا تزوج امرأۃ [illegible] وجہ یہ ہے

کہ ان کے نزدیک نکاح ابتداء سے ہوا ہی نہیں۔ اسلئے اگر طلاق دیا جائے گا تو اور حق [illegible]

صفحہ **باب** ما جاء ان لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ۔ فاطمہ بنت قیس کی حدیث

سے امام شافعی صاحب استدلال لاتے ہیں کہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ عدت میں ضروری نہیں

اسکا جواب امام صاحب کی طرف سے یہ ہے کہ وہ خود کہتی ہیں کہ وضع لی عشرۃ اقفزۃ [illegible]

قفیز نفقہ کے طور سے تھے اور وہ زیادہ مانگتی تھی۔ اور لم یجعل لہا سکنی ولا نفقۃ کے یہ معنے

ہیں اسوی تلک الاقفزۃ۔ اور فقال صدق کے یہ معنے ہیں یعنی سچ کہا۔ اسلئے جو

اور نفقہ اسپر واجب نہ تھا۔ اسلئے کہ نفقہ ہر ایک پر حسب حیثیت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کو معلوم

تھا کہ اسکی حیثیت اس سے زیادہ کی نہیں۔ اور امام صاحب کی دلیل حضرت عمرؓ کی حدیث

ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے قول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکے پاس کوئی حدیث بھی ہے۔

کیونکہ فرماتے ہیں سنۃ نبینا اور یہ بھی انکے قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ خبر واحد [illegible]

کا نہیں کر سکتی۔ اسیواسطے امام صاحب خبر واحد سے کتاب کے عموم و اطلاق کو [illegible]

نہیں کرتے ہیں۔ اور یوں بھی جواب ممکن ہے کہ آپ سکنے کے بارے میں تسلیم نہیں کرتے

اس حدیث کو ہم نفقہ میں بھی کتاب اللہ پر عمل کرینگے۔

باب ما جاء فی القسمۃ للبکر والثیب **قولہ** قال ولو شئت [illegible] قول قال [illegible]

رضی اللہ عنہ [illegible] من السنۃ۔ قال کی ضمیر ابو قلابہ کیطرف راجع ہے۔ اور ولکنہ کی

ضمیر حضرت انس کیطرف۔ **قولہ** قالوا اذا تزوج الرجل امرأۃ بکرا علی امرأتہ فعرسہا [illegible]

امام شافعی صاحبؒ کے نزدیک یہ سات دن مختص ہیں۔ اسکے بعد عدل کرنا چاہیئے۔

یعنی امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سات دن متواتر اسکی تسکین و رفع توحش و زوال غم کے لیے ہیں۔ اسکے بعد سات دن دوسری عورت کے پاس رہے۔ اسلئے کہ احادیث و دلائل تعدیل کے متعلق ہیں۔ ثم قسم بینھن نقل معنی سے کے معنے ہیں کہ پھر دونوں میں تقسیم کرے یعنی جیسے اسکے یہاں سات دن رہا ہے ویسے ہی اسکے یہاں سات دن رہے۔ اور یہی بڑا قیاس تاکہ عدل ہو جاوے۔

صفحہ ۱۳۲ **باب** ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما۔ جسوقت مشرکین و مسلمین کے باہم مناکحت حرام نہ تھی اسوقت حضرت نے اپنی بیٹی زینب رض کی شادی ابی العاص سے کر دی تھی۔ بعدہ حضرت نے ہجرت کی۔ ابی العاص مکہ میں بحالت کفر رہے۔ چھ سال کے بعد مسلمان ہوئے۔ چونکہ حضرت نے زینب کی طبیعت کو اپنے خاوند کیجانب راغب پایا اسلئے انسے پھر جدید نکاح کر دیا۔ ہمارے مجتہدین کا مذہب ہے کہ عدت میں مسلمان ہونے سے نکاح جدید کی حاجت نہیں اور بعد عدت کے ضروری ہے۔ لیکن بعض روایات میں آیا ہے کہ ابی العاص کو بعد چھ سال کے بالنکاح الاول زینب دیدی گئی۔ اسلئے بعض نے اسکی تضعیف کی۔ مگر تضعیف کی حاجت نہیں حدیث صحیح بالنکاح الاول کے یہ معنے ہیں۔ اسے بسبب النکاح الاول یعنی چونکہ پہلے نکاح سے ایک طرح کا استحقاق حاصل تھا اسلئے دیدی گئی۔ اور محدث کے معنی یہ ہیں کہ نکاح جدید بمناسبت نکاح آخر نہ ہوا۔

ابواب الرضاع

صفحہ ۱۳ **باب** ماجاء فی من شھد قوت ... ان ... محرمة ... فی الجاریة فی سیئۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... اور رضاع میں عورت واحدہ کے بیان کے قبول ہونے میں مختلف ہیں۔ مگر جو بات ظاہر ہے کہ یہ روایت قرابت کی قریب میں موجود نہیں تھی۔ ... متواتر ہیں اور شہادة ... ثابت نہیں کر سکتی ورنہ نکاح حضرت کو نہ تھا۔

باب ... فی شہادة المرأة ... حد ... جس صورت میں عورت کو ... دن کے معلوم ہو گیا تھا۔ **قولہ** ... وصنعة ... ولکن الحدیث ... حفظ ... قول عبد اللہ

ابن ابی لیلیٰ کا ہے یعنی مجھکو یہ حدیث بواسطہ عقبہ کے پہنچی ہے بغیر واسطہ کے۔ ذلیک
استغراب ہے۔ **قولہ** وحدیث ابن عیینۃ غیر محفوظ الخ فی نسخ الترمذی [illegible] حجاج الاسلمی
ورواہ سفیان بن عیینۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن حجاج الاسلمی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی تسمیۃ قولہ من بین عروۃ وحجاج الاسلمی [illegible] حجاج بن حجاج الاسلمی وھذا
خطأ، قول صحیح سنن الترمذی الذی طبع بلادنا والذی طبع فی مصر [illegible] عن ہشام بن عروۃ عن
ابیہ عن حجاج بن حجاج الاسلمی عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] من غلط العبارۃ من
سہو الکاتبین"

صہ **باب** ماجاء فی الامۃ تعتق ولہا زوج **قولہ** وکان حرا [illegible] یہ قول
عروہ کا ہے چنانچہ دوسری روایت میں نص ہے قال عروۃ الخ عروہ نے یہی روایت کی ہے حضرت
عائشہ رض سے منقول ہے کہ وہ حر تھا۔ اور ابن عباس رض سے منقول ہے کہ وہ عبد تھا۔ اسمیں
اسطرح پر توافق ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ پہلے عبد تھا پھر بعد کو آزاد ہوگیا۔ ما کان کے اعتبار سے
عبد کہا گیا اور روایت حضرت عائشہ رض میں باعتبار حالت موجودہ کے حر کہا گیا۔ اور یہ ممکن
نہیں کہ پہلے حر ہو پھر عبد ہو جاوے۔ امام صاحب کے مذہب کی تائید ہوگئی۔ ورنہ توافق نہ ہوسکے
تب بھی امام صاحب کی غرض حاصل ہے کہ عائشہ رض حر کہتی ہیں انکے قول کو ترجیح ہونی چاہیے
اسلئے کہ وہ اپنی خادمہ کے حال سے زیادہ واقف ہیں۔ **قولہ** واللہ لکانی الخ یہ ابن عباس رض
کا قول ہے۔ یعنی گویا اب میں مدینہ کی گلیوں میں اسکے ساتھ پھر رہا ہوں۔ کنایہ ہے یعنی
اسوقت مجھکو ایسا رحم آیا کہ بیشک وہ حالت میرے پیش نظر ہے۔ **قولہ** یترضاہا، اسکی
ضمیر زوج بریرہ کی طرف راجع ہے۔

ابواب الطلاق واللعان

صہ **باب** ماجاء فی الطلاق قبل النکاح **قولہ** [illegible]
بعض اوہام خیال کرتے ہیں کہ امام صاحب کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص تعلیق کرے قبل

یعنی وہ طلاق بعد النکاح واقع ہو جاویگی۔ یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے۔ حاشا وکلا ہرگز خلاف نہیں۔ کیونکہ طلاق کے دو معنے آتے ہیں۔ ایک وہ جو صفت زوج کی ہے یعنی تطلیق دوسرے وہ جو صفت عورت کی ہے۔ حدیث میں اگر صفت عورت کی مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ یہ صفت عورت میں قبل نکاح نہیں آتی۔ بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ وقوع و اتصاف بعد ملک کے ہوتا ہے۔ اور اگر تطلیق مراد ہے تو یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ تطلیق بالفعل نہیں ہوتی کیونکہ یہ فعل محسوس مبصر ہے اسکی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ البتہ یہ مراد ہوگی کہ اس فعل کا اثر شرعی قبل ملک نہیں ہوتا۔ اور شارع کو سوائے حکم شرعی کے حقائق اشیاء سے کیا غرض ہے۔ سو یہی امام صاحب کے خلاف نہیں۔ کیونکہ انکے نزدیک بھی اثر قبل ملک نہیں ہوتا۔ باقی رہا تعلیق قبل نکاح امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں متنازع فیہ ہے۔ ہر ایک اپنے قاعدہ پر مبنی کرتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نے یہی سمجھا۔ جو کہ امام صاحب فرماتے ہیں۔ اسلئے منصوبہ میں تعلیق کو جائز نہیں رکھا۔ اور تحقیق منصوبہ کی اسلئے کی کہ اسوقت انکے نزدیک بھی جزئی پیش ہوئی تھی اور نہ عدم ملک دونوں میں موجود ہے۔

صفحہ ۲۲ باب ما جاء فی الجد والهزل فی الطلاق قولہ عن حبیب بن ادرک غلط ہے اردک چاہئے۔

باب ما جاء فی الخلع قولہ و امرت ان تعتد بحیضۃ۔ یہ تا وحدت کی نہیں ہے۔ اور مراد حیض سے جنس حیض ہے۔ اس سے مقصود نفی طہر کی ہے۔ یعنی عدت حیض سے ہونی چاہئے۔ باقی تعدد دوسری جگہ سے ثابت ہے۔

صفحہ ۲۲ باب حدثنا قتیبۃ قولہ فاستانف الناس الطلاق۔ یعنی ہر ایک نے طلاق کو از سر نو شروع کیا۔ پہلی محسوب نہوئی تاکہ جسنے مثلاً ایک دی ہو وہ دو کا مالک نہو جاوے بلکہ ہر ایک تین کا مالک رہا۔

صفحہ ۲۲ باب ما جاء فی کفارۃ الظہار۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ربع صاع فی مسکین۔ امام صاحب اور امام صاحب سب کے نزدیک ایک صاع ضروری ہے۔ وہیل یہ ہے کہ ایک روایتیں مانند صاع بھی آئے ہیں۔ اور نیز ولی اللہ کی احتیاط مسلم ہونی چاہئے

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible]
ہے۔ جیسے کہ بر تقدیر عدم ثبوت کے خوف [illegible] ۔ [illegible]

ابواب البیوع

صفحہ باب [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کے بیع ہونا ثابت نہیں ہے۔ اگر حضرت کو مشتری [illegible]
اور مشتری کے معنے بائع کے ہیں۔ جیسے بعض توجیہ کرتے ہیں [illegible]
کا عقد بیع نہ کر دیتا ہے آنحضرت صلعم کے لئے گھروں کے [illegible]
یہ بیع مقائضہ تھی۔ جسمیں ہر ایک بائع اور مشتری ہو سکتا ہے۔ [illegible]
کا کیا حرج ہے۔

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible]
سعد بن وقاص کی حدیث کا حاصل ہے کہ انہوں نے قیاس کیا تھی جب آنحضرت صلعم
نے تمر اور رطب میں بسبب نقصان رطب کے بیع کو منع فرمایا۔ [illegible]
نقصان جو کہ منع ہوگی مگر مقیس و مقیس علیہ دونوں حدیث مشہور کے خلاف ہیں [illegible]
کہ تمر اور رطب کی بیع بشرط تساوی اور نقدا و حدیث [illegible]
نقد جائز ہے۔ خواہ جو ہو یا گیہوں۔ لانہ اذا جف [illegible]
اسکا جواب یوں دیتے ہیں کہ ابو عیاش راوی ضعیف ہے [illegible]
ترمذی بیان کرینگے۔ پس ان حدیث کے مقابل میں متروک ہوگی [illegible]
ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ صورت منفو میں نسیہ کی صورت تھی۔ [illegible]
سوائے ربو کے دونوں میں بیان کیگئی۔

باب [illegible] قولہ وہما [illegible]
[illegible] اس صورت کیطرف ہے کہ جسکو امام شافعی صاحبؒ نے بیان کیا ہے [illegible]

ن معصوم کی صورت نہیں بن سکتی۔ مگر اسکی تاویل یہ ہے کہ مطلب یہ ہے کہ عمرو کوئی کیفیت مجہولہ
یوں کہے جو وسے کہ زید نے مثلا عمرو سے کہا کہ میں اس دار کو تمہارے پاس چار سو روپیہ کو اس شرط
پر فروخت کرتا ہوں کہ تم اس غلام کو میرے پاس ایکسو روپیہ کو فروخت کرو اور اسکے ذہن میں
غلام ڈیڑھ سو روپیہ کا ہے۔ اپنے نزدیک اسنے غلام میں پچاس روپیہ نفع خیال کیا۔ بائع
ہوگیا۔ کیونکہ اسکے ذہن میں اسکی قیمت ساڑھے چار سو روپیہ کی ہوئی اور علی ہذا القیاس اس
نے دار میں نفع سمجھ لیا کہ ہرچند غلام میں سو روپیہ دیگا مگر دار میں مجھکو نفع ہے۔ کیونکہ دار ساڑھے
تین سو روپیہ کا ہے۔ اب لا یدری کلو احد منہما علی ما وقعت علیہ صفقتہ صادق ہے۔ اور
کا شمرہ ابیعتک ھذا الثوب کیطرف بھی ہو سکتا ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی کراھیۃ بیع ما لیس عندہ قولہ قال حدثنی ابی عن ابیہ حتی
ذکر عبد اللہ۔ اصل یہ ہے کہ شعیب اکثر روایات اپنے دادا سے کرتا ہے جہاں کہیں جد سے روایت
کرتا ہے وہاں نام لے لیتا ہے۔ اور اسکی کڑی یوں ہے۔ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن
عمرو بن العاص۔ یعنی شعیب نے باپ سے روایت کی یہانتک کہ اپنے دادا عبد اللہ کا ذکر کیا۔ قولہ
قال اسحق بن منصور۔ اسحق بن منصور کے استاد دو ہیں۔ ایک احمد اور دوسرے اسحق بن
ابراہیم۔ قلت۔ لفظ جو حدیث ہذا میں مکرر آیا ہے اسکا فاعل اسحق بن منصور ہے اور قال
اسحق کما قال جو مکرر آیا ہے اس اسحق سے مراد اسحق بن ابراہیم ہے اور قال کی ضمیر احمد
کیطرف راجع ہے یعنی اسحق بن منصور کہتا ہے کہ اسحق بن ابراہیم نے کہا جیسے کہ احمد نے کہا

صفحہ باب ما جاء فی ابتیاع الغنم بالغنم نسیئۃ قولہ لا یحل لہ ان یفرق
بن مسعدۃ ... کی تقریر ترمذی کے حاشیہ میں ہے

باب ما جاء فی المصراۃ قولہ من اشتری الخ اصل میں جزئیت سے اور ایسے ہی ایک
وقوعہ ... ہیں چونکہ نقل ... اسیے راوی اپنے فہم کے موافق لکھ
... بعض نے مخالفت سے اسے ضمان بموجب ... ہی ہونا چاہئے
... کسی قدر ہو ایک صاع تمر دو سے بائیں یا اور تنگ کے
... ہیں ... الخ۔ اسوقت اگرچہ تیز مرے تو ضمان مشتری سے ہے

اور یہی بات ہووے گا کہ وقت مشتری کی ضمان ہولی جب غرم اسپر ہے تو غنم کا مالک بھی وہی ہوگا
امام شافعی صاحب وامام صاحب وغیرہما کے نزدیک اسکا خلاف قیاس ہونا مسلم ہے۔
مگر امام شافعی صاحب اس نوع کو قاعدہ کلیہ سے خارج کرتے ہیں بخلاف قیاس ورنہ امام
صاحب صرف ان جزئیات کو خلاف قیاس خارج کرتے ہیں اسلئے کہ خلاف قیاس میں
تقلیل ہونی چاہئے۔

صدا باب الا تقف ومن [illegible]، صورت [illegible] وہ ہے کہ [illegible] کیا جاوے
یا عرف ہو جیسے آجکل اس زمانے میں مروج ہے۔ اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ [illegible]
جائز ہے۔ بلکہ حضرت نے [illegible] دیا کہ [illegible] بلفظ معروف ہے۔ تو جس [illegible]
کرے اور [illegible] ہے۔ اور اگر بلحاظ ہر لفظ حدیث سے عموم مستفاد ہو تو ہمید مطلب نہیں ہے کہ
اس سے یہ نہیں مستفاد ہوتا کہ علی تعیین الاشتراط [illegible] جائز ہے۔

باب [illegible] المکاتب [illegible] قوله حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی۔
امام شافعی صاحب اس حدیث سے استدلال لاتے ہیں کہ غلام سے پردہ نہیں اسلئے کہ نبی
فرماتے جب مکاتب کے پاس مال بقدر کتابت ہو اسوقت پردہ کرنا چاہئے معلوم ہوا کہ پہلے پردہ
نہ تھا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ پردہ کامل مراد ہے اسلئے کہ پہلے پردہ کامل نہ تھا [illegible]
کہ گھر میں منہ چھپائے بیٹھی رہیں اور اب اندر گھر چھپ رہنا چاہئے۔ تاکہ پہلے ہی عادت
ہو جاوے۔

[illegible] باب [illegible] امام صاحب کے
نزدیک [illegible] خریدی [illegible] قبضہ کرا دیا پھر وہ مفلس ہو گیا اب [illegible]
نہیں ہو سکتا ورنہ بہت سے نصوص کے خلاف ہوگا۔ اسلئے کہ جب قبضہ کر چکا پھر [illegible]
باقی ہے۔ لہذا اسکی تاویل انکے نزدیک یہ ہے کہ اگر کسی کا غریم مفلس ہو گیا اور اس شخص نے [illegible]
[illegible] جو کہ مشتری [illegible] بعینہ [illegible] اضافت [illegible] تھی۔ [illegible]
ذات میں فرق نہ آوے۔ [illegible] لہذا [illegible] وہی ہے اور اب [illegible] بائع کے پاس
[illegible] بعینہ [illegible] مشتری [illegible] ثابت [illegible] نہیں [illegible]

پس خلاصہ ترجمہ یہ ہوا وجد رجل سلعتہ [illegible] عند رجل اى عند المشترى بعینہا اى وجد ما بعینہ [illegible]

باب [illegible] قولہ حدثنا محمد بن المثنى الخ قال قتادۃ حضرت حسن نہیں بھولے بلکہ قتادہ بھول گئے حسن نے جو کچھ پہلے فرمایا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ عاریت کی چیز جبتک باقی رہے گی واجب الاداء ہے اور جو کچھ پھر کہا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ گم ہو جاوے گی تو وہ امین ہے کچھ دینا نہ پڑے گا۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] قولہ وقد رخص قوم فی قبول الکرامۃ یعنی ایک قوم نے خوشی کے طور پر دینے میں رخصت دی ہے۔

باب ما جاء اذا اختلف البیعان قولہ [illegible] یعنی مشتری کو خیار ہے چاہے اسکے قول پر عمل کرے یا خود قسم کھا وے۔ دونوں [illegible] اور اس حدیث میں مشتری کا حال متروک ہے۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] مواشی دونوں طرف [illegible] ہیں۔ جہاں [illegible] ہو وہاں کا یہ [illegible] میں سب [illegible] ہے۔ اور [illegible] نہیں ہے۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] قولہ [illegible] عن انس ان ابا طلحۃ کان [illegible] انہوں نے [illegible] کے طور پر بیان کیا [illegible] روایت کے طور پر نہیں بیان کیا۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] قولہ [illegible] یعنی بعض [illegible] شکایت [illegible] کے سبب سے [illegible] زیادہ [illegible] اور اس قبضہ میں ہوا تب [illegible] کے سبب [illegible] سے برقرار رکھا [illegible]

سے مقرر نہ [illegible] درحقیقت یہ بیع شرعی نہ تھی جب ہی [illegible] ملک [illegible]
ہوتی کہ قبضہ ہوتا۔

صفحہ باب [illegible] صاحب کے نزدیک [illegible] ہے کہ حد نہیں آتی۔ کیونکہ حضرت نے تعزیر دی اور حد نہیں لگائی

ابواب الاحکام

صفحہ باب ما جاء فی الرجلین یکون احدھما اسفل من الآخر فی الماء قول [illegible] اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے زبیر سے فرمایا کہ پہلے تو اپنی کھیتی کو پانی دے پھر اپنے ہمسایہ کو دیدے۔ اسے جب حضرت کو طعن کیا حضرت نے فرمایا کہ پہلے خوب بھر کر پھر ہمسایہ کو دے وجہ اسکی یہ تھی کہ پہلے [illegible] فرمایا تھا جب اسکو معلوم ہوا تو اصل حکم شرعی فرمادیا۔ اگر تو اس احسان پر راضی نہیں تو اصل شرعی معاملہ کر۔

صفحہ باب ما جاء فیمن یعتق ممالیکہ عند موتہ۔ امام شافعی صاحب کے نزدیک قرعہ ایجاد حق کیواسطے ہے اور انکی مستدل یہی حدیث ہے اور [illegible] کہ اس شخص نے [illegible] کیا تھا آنحضرت نے بعض کو عبد بنا دیا اور بعض کو آزاد کیا تو گویا آنحضرت [illegible] کی علی حق الحجہ باقی تھی اسلئے قرعہ سے بعض کو غلام بنادیا۔ جیسے حر کا غلام بنانا منسوخ ہے ایسے ہی قرعہ کا اثبات حق ہونا بھی منسوخ ہے۔ قرعہ تطییب قلب کیواسطے ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی یوں کہے کہ ثلث غیر معین [illegible] سو انہیں قرعہ سے کسی تعیین کیگئی، حر کو غلام نہیں بنایا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ثلث شائع آزاد ہوگا کوئی مرجح نہیں جو اسکو بعض معین میں لے آتا۔ ایجاد عبدیت فی حر ہے۔ علاوہ اسکے یوں بھی غرض حاصل ہے کہ جب ہر غلام کا ثلث غیر معین آزاد ہوا باقی میں سعایت کرائی جاوے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ بہرکیف نسخ تسلیم کرنا پڑے گا۔

باب ما جاء من زرع فی ارض قوم بغیر اذنہم فلیس لہ من الزرع شیء ولہ نفقتہ۔ امام شافعی صاحب یوں فرماتے ہیں کہ غاصب کا فعل لغو ہے۔ کھیتی میں اسکو کچھ نہیں ملیگا

حرف باپ بذریعہ کل ہے نفقہ اسے بذرہ، اور امام صاحب کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ من

لذرع معنی حتی یودی الضمان والنفقة ای لذبقدر النفقة بوقبل ادر الضمان ای بیس لہ ان

بیستعمل، وجہ اسکی یہ ہے کہ جو مزارع کی ملک کا ہوا بذریعہ قوت زمین بمغصوب منہ کو پہنچ سکتا

ہے کہ اس قوت کا جز شش ہے، اسکے نقد رست سے ہیں۔ کہ درخت گھر جو کرکونے والے کو دیا

گیا یہ کہیں نہیں ہوا کہ جو کسی کی ملک کا غیر کو دیا جاوے۔

صفحہ **باب** ما جاء فی اللقطة وضالة الابل والغنم، بعض جگہیں سال بسبب کثرت

مال کے آیا ہے۔ ورنہ اصل یہ ہے کہ مالک کے نہ آنے کا ظن غالب ہو جاوے۔ یعنی حسب

اختلاف الاموال امام صاحب کے نزدیک لقطہ کا مال غنی کو کہانا جائز نہیں۔ امام شافعی صاحب

کے نزدیک جائز ہے، اور وہ ابی بن کعب اور حضرت علی کی حدیث سے استدلال لاتے ہیں

ان کا جواب یہ ہے کہ ابی بن کعب پہلے فقیر تھے، چنانچہ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیرحاء کو صدقہ کیا اس

وقت اپنے چچا کے لڑکوں کو دیا تہا۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ فقر کی حالت میں ہو۔ اذا جاء الاحتمال

بطل الاستدلال، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

گھر میں نہ تھے۔ گھر میں سب بال بچوں کو بسبب بہوک کے بے قرار پایا، گھبراکر باہر گئے اسوقت

دینار ملا تہا، مضطر ہوکر اپنی ذات میں استعمال کیا تہا اور ایسے وقت میں ہمارے نزدیک جائز ہے۔ علاوہ

اسکے حضرت صلعم نے ضمانت کر لی تہی، جب صاحب مال آیا اسیوقت سے ارشاد فرمایا تہا کہ میرے

ذمہ ہے۔ درحقیقت قرض کے طور ہو گیا تہا۔

صفحہ **باب** ما جاء فی الوقف **قولہ** فتصدق بہا عمر یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھوا دیا

تہا کہ لا یباع اصلہا الخ **قولہ** قال ابن عوف فحدثنی بہ رجل آخر انہ قرأہا، یعنی رجل آخر نے وقف

کو جو کاغذ پر سرخ سے تہا پڑھا۔ مجہکو خبر نہ تہی پہلے نقل بالمعنے حدیث تہی

صفحہ **باب** ما جاء فی القطائع **قولہ** ورسنا عدہ الملح من الذی یعنی حضرت سے سوال

کیا کہ شجر اراک والا علاقہ کسطرح قطعہ بناؤں۔

ابواب الدیات

صفحہ باب ما جاء فی الدية كم هي من الابل قوله [illegible]
سے اس حدیث کو [illegible]
ضعیف بھی [illegible] خشف بن مسعود [illegible]
مجہول [illegible] خشف میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں [illegible]
کہاں ہو [illegible] امام صاحب کا جہل لازم نہیں آتا [illegible]
ہی امام صاحب کے نزدیک بنی مخاض نہیں ہے۔ بلکہ جذعہ وغیرہ [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی الدية كم هي من الدراهم قوله انه جعل الدية [illegible]
امام صاحب کے نزدیک دس ہزار درہم ہیں۔ مگر یہ وزن سبعہ سے جو کہ آنحضرت صلعم کے وقت
میں رائج تھا۔ درحقیقت مخالفت نہ تھی کیونکہ وزن سبعہ کے دس ہزار کی مقدار بوزن [illegible]
قدیم کے برابر ہو جاتی ہے۔

باب ما جاء فی العفو قوله [illegible] الآخر على معاوية۔ آخر سے مراد [illegible] ہے۔ کیونکہ حضرت
معاویہ رض کے [illegible] وہی آخر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] نے حضرت معاویہ [illegible]
لینے میں [illegible] گیا تھا۔

صفحہ باب ما جاء [illegible] قوله [illegible] سبعين
خریفا یعنی جنت کی بو ستر برس کے فاصلے سے معلوم ہوتی ہے لیکن [illegible] شخص
کو نہ پہونچے گی۔

باب ما جاء فی حكم ولي القتيل قوله يقال له ذو النسعة۔ کان کی ضمیر قاتل کیطرف راجع ہے
یعنی اس شخص کو ذو نسعہ کہتے تھے۔

صفحہ باب ما جاء فی دية الجنين غرة عبد او امة۔ غرہ دیت کے بیسویں حصے
کو کہتے ہیں۔

صلا باب مَاجَاءَ لَا يُقتَلُ مسلم بكافر قوله لا يقتل مسلم بكافر. کافر سے مراد حربی ہے کیونکہ ذمی کے حق میں ہمیشہ دماءھم کدمائنا فرمایا ہے اور بعض روایت میں ذمی کا استثناء بھی آیا ہے۔

صلا باب مَاجَاءَ فِي القَسَامَة. قسامت کے بارے میں روایات مختلف آئی ہیں۔ بعض میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انسے دریافت کیا کہ تمہارے پاس بینہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدعا علیہم سے قسم لی جاویگی۔ اور بعض میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد نہ ہونے بینہ کے یوں فرمایا تھا کہ قسم کھاؤ۔ اولیاء مقتول نے اعتراض کیا۔ آنحضرت صلعم نے مدعا علیہم کو قسم کیواسطے فرمایا۔ چونکہ [illegible] بات [illegible] موافق قاعدہ کلیہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر کے ہے۔ اسلئے [illegible] صاحب نے [illegible] ترجیح دی اور ثانی کی تاویل کی کہ یہ استفہام انکاری کے طور پر آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔

ابواب الحدود

صلا باب [illegible] في الحد قوله حدثنا قتيبة [illegible] التلقين اس حدیث سے [illegible] ہے سکا ذکر روایت ابوہریرہ میں ہے [illegible] یوں کہا جاوے [illegible] غرض یہ تھی کہ وہ انکار سیکھ جاوے۔

صلا باب [illegible] قوله [illegible] وکان حمل [illegible] [illegible] کہ صرف حمل سے رجم نہیں آتا۔ کیونکہ [illegible] ضرورت نہیں [illegible]

[illegible] واقع ہو [illegible]

[illegible]

صفحہ باب [illegible] قوله [illegible]
پانچ نماز [illegible] [illegible]
آپ نے [illegible] ہیں فرمایا کہ [illegible]
یوں ارشاد فرماتے [illegible] ہیں [illegible]
معلوم ہوا کہ سترہ کے واسطے [illegible] ضروری ہے [illegible]
اور امام شافعیؒ حدود سے ساقط ہونے پر اس حدیث سے [illegible]
صاحب [illegible]
ہیں کہ [illegible] مطلق سترہ [illegible] ہوتا ہے اور مطلق ستر پوشی [illegible] ہے [illegible]
در مختار میں ہے [illegible] سترہ [illegible] پر مطلق تضعیف ہو رہی ہے۔ [illegible]
یہی۔

صفحہ باب ماجاء فی حد السکران قوله [illegible] و بعض
روایت میں نعلین بھی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب نعلین اور جریدتین چالیس چالیس ماری
جائینگی تو اسی چوب ہوجاوینگی۔ اس سے حضرت عمرؓ نے بسبب کثرت ظہور فساد کے
اپنے زمانے میں اسی درے مقرر فرمائے۔ قوله [illegible] ثمانین [illegible] سے
اخف الحدود ہے اور چونکہ حضرت عمرؓ نے بمشورہ جمیع صحابہ کے مقرر کیا تھا تو
اس پر اجماع ہوگیا۔

صفحہ باب ماجاء فی التعزیر [illegible] اس حدیث میں یہ وہم ہوتا
ہے کہ جب حد عورت کی جانب سے ہوئی اگر بسبب شبہ کے حد رجم کی ساقط ہوئی پھر [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] مگر یہ [illegible] تعزیر کے [illegible] لیکن یہ اشکال اور باقی [illegible]
تعزیر حد سے کم ہونی چاہیے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ اول حدیث سے منسوخ ہے جس میں یہ مضمون
آیا ہے کہ تعزیر حد سے کم ہونی چاہیے۔ یا یہ کہ حضرت عمرؓ اور نعمان بن بشیرؓ کا مذہب یہ تھا کہ
تعزیر اگر حد سے زیادہ ہو تو کچھ حرج نہیں اور انکو اس [illegible] کی خبر نہ تھی کہ [illegible] تعزیر [illegible] منسوخ
ہوگئی۔

[illegible] پر حد رجم دینے کی یہ وجہ
[illegible] مجنون الحواس ہو گیا تھا کہ اس سے بجز اقرار
[illegible] سے رجم کا حکم دیا [illegible] الامارۃ
[illegible]

[illegible] یہ واو عاطفہ ہے
[illegible]

[illegible] نہیں سے کہ حد تعزیر
[illegible] روایات مختلف آئی
[illegible] کے کیا معنے

ابواب النذور والایمان

[illegible]
[illegible] ہوتا ہے
[illegible] قرض تو ہوتا
[illegible]

[illegible] دیکھ سکی
[illegible] دوسری
[illegible]

[illegible] معصیت
[illegible] مغفرت
[illegible] کرے
[illegible]

صلا باب فی وفاء النذر۔ امام صاحب کے نزدیک کافر کی نذر منعقد نہیں ہوتی اسلئے بعد اسلام کے ادا کرنا لازم نہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا حضرت عمرؓ کو ایفاء کے واسطے فرمانا استحباباً تھا۔ اور بعض لوگ اعتکاف کے بغیر روزہ ہونے پر حضرت عمرؓ کی حدیث سے حجت لاتے ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ بعض روایات میں یوم ولیلۃ بھی آیا ہے۔ اور بعض میں صرف لیلۃ۔ اسلئے ہم اسطرح پر جمع کرتے ہیں کہ عرب کے یہاں رات اصل ہے اور دن تابع ہے پس اصل کا خیال کرکے کہیں صرف رات کہدیا ہے اور مراد رات دن ہے۔ اور یہ اختلاف مبنی ہے اسپر کہ اقل اعتکاف شرعی کیا ہے۔

ابواب السیر

صلا باب من یعطی الفیء قولہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو بالنساء یعنی عورتوں کو جنگ میں ساتھ لیجاتے تھے۔

باب هل یسهم للعبد قولہ فحرنی بطرح بعضها ای بطرح المکسرات لانها لولیکن مناسبة للشرعیة۔

باب فی اهل الذمة یغزون مع المسلمین قولہ عن ابی موسی قال قدمت۔ حضرت ابوموسی اپنی قوم کو ساتھ لیکر بعد فتح ملک کے شامل ہوئے تھے۔ چونکہ قبل قسمت آگئے تھے اسلئے انکو بھی حصہ ملگیا۔ یہ حدیث مناسب باب سے نہیں۔

صلا باب فی النفل قولہ تنفل سیفہ۔ یہ صرف آنحضرت صلعم کی خصوصیت تھی۔ قولہ وهو الذی رأی فیه الرؤیا۔ حضرت نے اُحد کے دن خواب میں دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہتی ہے۔ پیچے ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی اور میدان بدر کا یہ واقعہ خواب میں دیکھا تھا اور اس تلوار کا مصداق ذوالفقار تھی۔ چونکہ جنگ بدر میں اسکی تعبیر یہ تھی کہ شکست ہوکر فتح ہوگی۔ قولہ ینفل فی البدأة الربع وفی القفول الثلث۔ بدأة اسکو کہتے ہیں کہ امام فوج کو آگے بیجے تاکہ جنگ کرکے آتے ہیں اور قفول اسکو کہتے ہیں کہ امام فوج کو کہے کہ ہم چلتے ہیں تم پیچھے

[illegible] اور [illegible] کے معنے بدا کے ہیں اس قول

میں [illegible]

باب [illegible] بعض [illegible]

[illegible] ولمتشابهة [illegible]

[illegible]

[illegible] بات یہ ہے کہ یہ اگر چہ

[illegible] سے جو وہ لینا

[illegible] ثابت نہیں رہی۔

[illegible] محصورہ سے

[illegible] اور دوسرے یہ کہ

[illegible] صورت میں امن ہو جاتا ہے اور

[illegible] سعد بن معاذ کو اپنا حلیف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عورتوں کو بھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

سلیے غیر منقول ہیں [illegible] حضرت ابو بکر صدیق [illegible]
[illegible] علی [illegible] حضرت [illegible] کے [illegible] بوجہ [illegible]
[illegible] فرق [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] حضرت علی کا [illegible]
شخص نہیں جانتا کہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] جواب دیا کہ [illegible] نہیں ہو سکتے [illegible] حدیث [illegible]
شرح کا بیان ہے۔

[illegible] باب [illegible]
یعنی [illegible] اور [illegible]
اور مخلوقات کی [illegible] ہے۔

باب [illegible]

[illegible] باب [illegible] قولہ [illegible]
[illegible] روایت [illegible] ہے۔

ابواب فضائل الجہاد

[illegible] باب [illegible]
[illegible]

[illegible] باب [illegible] جو شخص [illegible]
اسلام [illegible]

[illegible] باب [illegible]
[illegible]

باب [illegible]

شبولہ طیور من الجبن۔ یعنی دشمن سے ملا اس حال میں کہ بسبب نامردی کے ایسا گھبراتا تھا
جیسے کسی کی جلد پر طمع کا کانٹا مارا جاوے قولہ وقال عطاء بن دینار لیس بہ باس۔
قال کی ضمیر محمد بن اسمٰعیل بخاری کیطرف راجع ہے۔

صفحہ ۲ باب ماجاء فی الرجل یبعث سریۃ۔ بب اسکا کہ ایک رجل سریہ بناکر
بھیجا جاوے۔ اور سریہ جیش سے ایک ٹکڑا بھی اطلاق آتا ہے۔

باب ماجاء فی الصف والتعبیۃ قولہ وحین رأیتہ کان حسن الراء۔ رأیتہ اور کان اور
صفف۔ سے ضمائر محمد بخاری کیطرف راجع ہیں۔

صفحہ باب ماجاء فی الثبات قولہ ولم یولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نافیہ
ہے۔ قولہ فتلقاہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایکدن شہر مدینہ کے باہر کچھ شور وغل معلوم
ہوا آنحضرت صلعم ابو طلحہ کے گھوڑے پر جسکو لوگ بسبب چال کے کم ہونے کے مندوب
کہتے تھے سوار ہو کر تنہا چلے گئے اور لوگوں کو لوٹتے وقت ملے اور فرمایا کہ واپس ہو کوئی خوف
کی بات نہیں۔ اور لوگ اس گھوڑے کو مندوب کہتے تھے جسے تو اسکو دریا پایا خدا کی قدرت
اس روز سے دریا ہی ہو گیا۔ مندوب یعنی رک گیا۔

باب ماجاء فی [illegible] قولہ خیر الخیل الادھم الاقرح الارثم۔ یعنی جو گھوڑا کالا
ہے جسکی پیشانی سفید [illegible] ارثم یعنی اوپر کا لب بھی سفید ہو یعنی اوپر سے لب تک سفید ہو۔
قولہ [illegible] محجل طلق [illegible] سفید پیشانی میں پاؤں سفید طلق یمین یعنی داہنا پاؤں
[illegible] قولہ فان لم یکن ادھم فکمیت علی ہذہ الشیۃ یعنی
[illegible] بہت سے ساتھ ہی یہ دونوں قسم اسیطرح ہوں جیسے
[illegible] قولہ [illegible] ۔۔

ابواب اللباس

صفحہ باب ماجاء فی [illegible] قولہ [illegible] المنکبین

یعنی مابین المنکبین جگہ دور تھی سینہ کھلا تھا۔ لیس بالقصیر ولا بالطویل اس کا بیان ہے۔

صفحہ باب ماجاء فی ذیول النساء قوله قال یرخین شبرا۔ یعنی نصف ساق سے نیچے ایک بالشت چھوڑلیں۔ کہا پاؤں ننگے ہوں گے فرمایا دو بالشت چھوڑیں۔ قوله النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبر لفاطمة بشبر من نطاقها۔ نطاق اسکو کہتے ہیں کپڑے کے اوپر سے باندھکر اسکا اوپر کا پلہ نیچے چھوڑ دیا جائے۔ اور نطاق ازاربند کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نطاق باندھکر بالشت سے اندازہ کر کے بتلادیا کہ یہاں تک رکھا کرو۔

صفحہ باب ماجاء فی الخضاب قوله ... والکتم ... یعنی الگ الگ کیونکہ صرف کتم سے پوری سیاہی نہیں ہوتی ہے کہ حنا پہلے لگائی جاوے۔۔

باب فی الجمة واتخاذ الشعر قوله اسمر اللون۔ سمر نام ایک رنگ کا ہے کہ جسمیں سرخی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ جہاں اسمر اللون آیا ہے وہاں صرف سرخی ہی مراد ہے۔ اب دوسری روایات سے مخالف نہوگا۔

باب الاحتباء بالثوب۔ احتباء اسکو کہتے ہیں کہ غرارہ دار پاجامہ یا تہبند باندھکر ٹانگیں کھڑی کر کے بیٹھے جسمیں شرمگاہ دکھنے کا خوف ہے +

وتم بحمد اللہ وحسن توفیقہ تقریر الترمذی من الجلد الاول ویلیہ الثانی فالحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد
وآلہ وصحبہ اجمعین۔

المجلّد

أبواب الطب

[illegible] ... خانہ [illegible] کے معنے دوا م عالم [illegible]
[illegible] ... معانی [illegible] ہے [illegible] ونیاوی [illegible]
[illegible]

باب [illegible] قوت [illegible] واسطے غرض نہیں ہے بلکہ
[illegible] ... مطلوب ہوگی [illegible]
[illegible]

[illegible] ... کہتے ہیں کہ داہیں بایش
[illegible] ... کو ہی کہتے ہیں۔ اور
[illegible] ... آپ کے خلق عظیم
[illegible] ... منع فرمادیا تھا۔
[illegible] ... حکم الٰہی [illegible] رسول کے خلاف
[illegible] ... کی [illegible]
[illegible] ... دینے لگے
[illegible] ... کسی فعل کا ہونا

[illegible] ... تین قسم ہے۔ ایک وہ کہ بیجا

کو چھوڑ کر توکل کیا جاوے یہ توکل حرام ہے جیسے کوئی مطلق کھانا پینا چھوڑ دے دوسرے توکل کی
چیز سے کیا جاوے جس کا نفع محسوس اور غالب ہے مثلاً دوا لی یہ توکل بلکہ واجب ہے تیسرے
توکل ایسی چیز سے کیا جاوے جس کا نفع عقل سے پیش نہیں ہوتا۔ یہاں آنحضرت صلعم نے
رقیہ اسلئے منع فرمایا کہ جب یہ شخص ایسے اسباب کیطرف مائل ہے تو معلوم ہوا کہ بدکل ڈوبا ہوا
ہے غریق کیطرح ادھر ادھر پاؤں مارتا ہے۔ [illegible] جو [illegible] میں [illegible]
نکلتی ہے [illegible] ایک [illegible] مشہور ہے۔ [illegible]

صہ [illegible] باب [illegible] فی [illegible] قولہ کذب بطن اخیک [illegible]
کثرت اسہال شفا کیواسطے [illegible] معلوم ہوتی تھا۔ [illegible] ڈھال۔

ابواب الفرائض*

صہ [illegible] باب [illegible] الاخوة من الاب والام [illegible] عبد اللہ۔
دراصل سوقت انکے کوئی [illegible] نہ تھی۔ [illegible] ہمشیرہ تھیں انہیں سے دو کی شادی ہو چکی تھی باقی تمام
بلا نکاح تھیں۔ جب [illegible] بسبب شدت بیماری کے انہیں کیواسطے مستفسر یافت کرتے
اور انکو ولد بنا کر [illegible] و نہ ان [illegible] گرم کہد [illegible] قولہ [illegible]
اللہ لیعنی [illegible] کے بولا اسی صورت [illegible] سب [illegible] یستفتونک [illegible] ورنہ
یوصیکم اللہ [illegible] واقعہ [illegible] مضمون کی شاہد کل حدیث ہے۔

صہ [illegible] باب [illegible] قولہ [illegible] فی مخالف [illegible] لیعنی پھر حضرت عمر کو وقت
اسکی مخالفت جدہ تھی اگرچہ [illegible] بھی [illegible] تھی۔ [illegible] بالعکس۔ قولہ ورددنی
یعمرو عن الزہری [illegible] سفیان کہتے ہیں کہ میرے استاد [illegible] زہری سے [illegible] زیادہ کے
ہیں۔ اور مجھکو زہری سے یاد ہیں دو لفظ پہ ہیں [illegible] اجتمعتا یعنی اگر تم دونوں جمع
ہو اور پہلے درجہ میں ہو کیونکہ جدة الجدہ کو میراث نہیں [illegible]۔

باب [illegible] فی میراث [illegible] مع [illegible] قولہ قال فی [illegible] مذہب

اشد ہے۔ اسکی تاویلات بہت ہیں۔ مگر عمدہ تاویل یہ ہے کہ جدہ ام الام تھی اور اسکا ابن میت کا ماموں تھا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ماموں نانی کا حاجب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وہم تھا کہ جیسے جدہ لاب کا حاجب ابن ہوتا ہے ویسے ہی شاید یہ بھی ہو۔

صفہ باب ما جاء فی ابطال المیراث بین المسلم والکافر۔ امام صاحب کے نزدیک مرتد کا مال ترکہ میت کے ہے کیونکہ شرعاً اسکو ارتداد پر قرار نہیں ہے اسلئے مسلم مرتد کا وارث ہوتا ہے وتفصیلہ لا یسعہ ھذا المختصر واللہ اعلم۔

ابواب الوصایا

صفہ باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یوص **قولہ** قلت وکیف کتب الوصیۃ یعنی کہا کہ اگر آنحضرت صلعم نے وصیت نہیں کی تو وصیت ضروری کیوں ہوئی اور یہ لوگ مامور کیوں ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت نے وصیت مطلق ترک نہیں کی۔ کتاب اللہ کی وصیت کی کہ اسپر عمل کرنا، جیسے انہوں نے وصیت بالمال کی نفی کی تھی اسلئے کہ انبیاء کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے سامع نے مطلق کی نفی سمجھی۔

صفہ باب ما جاء لا وصیۃ لوارث **قولہ** وھی تقصع بجرتہا یعنی جگالی کے لقمے کو چباتی تھی۔ مطلب ایک طرف کو پڑتا تھا یہ مطلب نہیں کہ عین کندھے پر پڑتا تھا۔

صفہ باب ما جاء فی الرجل یتصدق ویعتق عند الموت **قولہ** فقال امش انا نفسک ثم عدل بہا ھذہ ہیں یعنی ابو درداء نے کہا کہ اگر میں تیری جگہ وصی ہوتا تو مجھ پر ان کے بدلے کسی کو خبر تو گویا اشارہ کر دیا کہ مجھ پر ان کو دینا چاہئے۔

صفہ باب ما جاء فی القافۃ ۔۔ زید بن الحارثہ حر الاصل تھے۔ کفار نے کسی طرح انکو غلام بنا کر بیچ ڈالا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح ایک حبشن ام ایمن سے کر دیا اس سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ چونکہ حضرت زید سرخ رنگ تھے اور حضرت اسامہ بسبب والدہ کے کسیقدر سیاہ رنگ تھے اسلئے بعض عرب کہتے تھے کہ یہ زید کا بیٹا نہیں۔ اگرچہ آنحضرت

کو پہلے سے یقین تھا کہ یہ نیکا ... مگر جزم نہ تھا ... خوش ہوئے کہ اب ... ہوگی
نہ ہوگا۔ شبہ یہ کہ آنحضرت صلعم نے قائف کے قول سے نقل کیا فائق استدلال ... شبہ یہ کہ وہ
قائف کے قول سے نسل کا اثبات کرتے ہیں۔

ابواب القدر

صفحہ ۳ باب ما جاء فی التشدید ... قولہ قال وکتب اللہ ... یعنی اللہ نے ...
قدر علم کی جنس اللہ ... بیان کرتے ہیں۔ باقی عبارت مقدرہ مشترک ہے۔

صفحہ ۳ باب ما جاء ان الاعمال بالخواتیم ... حساب سے خلقت بہت مہینے میں پوری
ہوتی ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مہینے میں خلقت تمام ہو جاتی ہے۔ جواب اس کا
یہ ہے کہ یہ کلیہ نہیں ہے ... یہ اس حمل کا حال بیان فرمایا ہے جس کی مدت دو سال ہو اور ہم
اکثر نو مہینے کا حمل دیکھتے ہیں۔

باب ما جاء کل مولود یولد علی الفطرة قولہ فمن ھلک قبل ... یعنی جو شخص شرک سے
پہلے مر گیا اس کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا جانے وہ بڑا ہو کر کیا عمل کرتا کیونکہ عمل کے
سبب حال معلوم ہو سکتا ہے ... تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یا اس وقت کا
ذکر ہے کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی کے نہ معلوم ہو تب ... بذریعہ وحی کے
معلوم ہو گیا

صفحہ ۳ باب ما جاء لا عدوی ولا ہامۃ ولا صفر ... صفر کو کہتے ہیں ... سے
سبب سے لوگ ... حرام کرتے تھے ... ایک مہینے ... سے
جس کو ... تیرہ تیزی ... ہیں۔ محرم کے ... اول سے پہلے ہوتا ...
لوگ اس ماہ کو منحوس سمجھ کر خوشی غلہ کی چیز تقسیم کرتے ہیں ... مہینے ہوتے ہیں ...
یہ تھا کہ ایک چوپا آدمی کے اندر ہوتا ہے جو لوگ کیو وقت بسبب ...
شکم میں چلا جاتا ہے قولہ لبعیر اجرب ...

یعنی شترگاہ میں لے جاتے ہیں، دبن کے معنے شترگاہ کے ہیں اور اجرب الحشفۃ اسواسطے کہا کہ اونٹ کو اول حشفہ سے جرب ہونی شروع ہوتی ہے۔

صفہ باب ما جاء فی [illegible] باب قولہ فنعیت عطاء بن دیلج الخ سورۂ زخرف کی اس آیت پڑھنے سے غرض یہ تھی کہ ام الکتاب کے معنے بیان کئے جاویں جس سے قدر کا ثبوت ہے۔

ابواب الفتن

باب ما جاء فی تحریم الدماء والاموال قولہ [illegible] الخ قولہ لا یجنی جان الا علی نفسہ قریش کی عادت تھی کہ جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی جنایت کرے تو اس قبیلے کا جو شخص ملے اسکو قتل کر دیتے تھے آپ نے رد کر دیا کہ کوئی کسی پر جنایت نہیں کرتا یہاں تک کہ والد اور مولود [illegible] دوسرے کے عوض پر بھی [illegible] نہیں ہو سکتے۔

باب ما جاء لا یحل لمسلم ان یروع مسلما یعنی مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالنا حلال نہیں قولہ [illegible] لاعبا ولا جادا۔

صفہ باب النہی عن تعاطی السیف مسلولا۔ یعنی ایک کا دوسرے کو تلوار غلاف سے [illegible] دینا منع [illegible] ہے کہ لگنے کا احتمال ہے۔

باب ما جاء فی نزول العذاب اذا لم یغیر المنکر یعنی عذاب کا اترنا جبکہ امر منکر دیکھکر تغیر نہ کیا جاوے۔ قولہ عن ابی بکر الصدیق [illegible] قال یا ایہا الناس الخ اس حدیث کا دوسرا [illegible] یہ ہے کہ اے ایمان والو اپنے نفسوں کو لازم کرو جب تم ہدایت والے ہو گئے تو جو [illegible] وہ تمکو ضرر نہ دیگا اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اگر کسی منکر کو دیکھکر کچھ ہو [illegible] نہ ہوگا اسلئے حضرت صدیق نے فرمایا کہ تم اس آیت کو پڑھا کرتے ہو [illegible] منکر دیکھکر خاموش بیٹھنے سے کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ حدیث میں [illegible] اور حدیث میں تخالف نہیں۔ کیونکہ اہتدیتم

کا مصداق جب ہو سکتا ہے کہ اس حدیث پر عمداً رد کرے۔

باب الامر بالمعروف **قولہ** اولیوشکن اللہ، مقصود نقل تخویف ہے۔ اور اذا کثر الخبث بعض نسخوں میں غلطی سے متروک ہے **قولہ** وتجتلدوا باسیافکم یعنی اپنی تلواروں سے بہادری ظاہر کرو۔ **قولہ** انہ ذکر الجیش الذی یخسف بہم یعنی اس لشکر کا ذکر کیا گیا جو کہ بسبب چڑھائی کرنے کعبہ شریف کے خسف کیا جاوے گا۔ بعض جو لوگ اکراہ سے شامل ہونگے انکا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ وہ عذاب سے نہ بچینگے مگر بعد موت کے اپنی نیت پر مبعوث ہونگے۔ یعنی کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

باب ما جاء فی تغییر المنکر **قولہ** فقال ابو سعید اما ھذا فقد قضی ما علیہ۔ ابو سعید نے فرمایا کہ اس شخص نے جو حق کہ اسکے ذمہ پر تھا پورا کر دیا کیونکہ امر منکر دیکھکر منع کیا۔

باب منہ **قولہ** مثل قوم استہموا یعنی مثل اس قوم کے ہے کہ قرعہ ڈالا کوئی اوپر تہ کوئی نیچے۔

باب سؤال الحق منہ **قولہ** سنۃ عامۃ یعنی قحط عام کہ جس سے تمام امت کی بیخ کنی ہو جاوے۔ **قولہ** ورجل احتبس فرسہ یخیف العدو یعنی رباط پر مستعد ہو۔

باب ما جاء فی رفع الامانۃ۔ امانت کے یہ معنے ہیں کہ حقدار کو ایصال حق کیا جاوے خواہ اہل حق عباد ہوں یا حق اللہ **قولہ** حدثنا حدیثین یعنی حضرت نے ہمکو دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک کو دیکھ چکا ہوں دوسری کا منتظر ہوں۔ ایک یہ حدیث بیان کی تھی کہ امانت لوگوں کے دلوں کے وسط میں نازل ہوگی۔ پھر قرآن اترا اور لوگوں نے پڑھا اور سنت کو سیکھا۔ یہ تو گویا امانت کا اثر تھا۔ پھر امانت کے رفع کی خبر دی۔ فرمایا آدمی تھوڑا سا سوئے گا۔ اور جب بیدار ہوگا امانت اسکے دل میں سے جاتی رہے گی۔ صرف اسکا اسقدر اثر باقی رہیگا جیسے کہ بعض کے ہاتھوں میں بسبب کام کے پڑجاتا ہے۔ کہ اوپر سے کسیقدر نقص ہے مگر چمڑا بدن سے اور کام کے لائق ہے پھر تھوڑا سا سوئے گا امانت جاتی رہیگی صرف اسقدر اثر باقی رہیگا جیسے آبلے کا اثر کہ کوئی چنگاری تیرے پاؤں پر رڑک لیں آبلہ ڈالدے فقط منتبر یعنی تو اسکو اونچا دیکھتا ہے کہ خوب بلند جگہ ہو رہی ہے درحال یہ ہے کہ اسمیں سوائے مادہ

فاسدہ کے کچھ نہیں ہے۔ پھر حضرت نے لنگر ہیکر پر دُوں پر نزرگانی گویا نقشہ کھینچکر بتلا دیا۔ کہا
پھر بیع کرینگے لوگ خرید و فروخت کرتے ہوئے کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت ادا کرے یہانتک
کہ کہا جاویگا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین آدمی ہے۔ یعنی بہت کم آدمی امین ہونگے اور یہ حال ہوگا
کہ آدمی کو کہا جاویگا کہ کسقدر بہادر اور ظریف اور عاقل ہے۔ ورحالانکہ اسکے دلمیں ایک ذرہ ایمان
نہوگا۔ اور تحقیق میرے پر ایک زمانہ آیا کہ کچھ نہیں پرواہ کرتا تھا جس سے چاہتا تھا بیع وغیرہ کرتا
تھا کیونکہ اگر مسلمان ہوتا تو اسپر ہمارا ایمان ہونیسے اسکا دین روکتا تھا اور اگر یہودی یا نصرانی ہوتا
تو اسکا ساعی یعنی ذمہ دار یا حاکم ہونا مجھکو ظلم و فاسدہ سے روکتا تھا۔ بہرحال آجکے روز میں تم سے
بیع نہیں کرتا مگر فلاں فلاں سے۔

صفحہ باب [illegible] من کان قبلکم۔ یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں یہودی
اور کافروں کی سنت اختیار کروگے جیسے حدیث سے معلوم ہوا کہ انواط کی خواہش صحابہ نے کی تھی۔
باب [illegible] کہتے ہیں کہ کوڑے کے سر پر ہوتا ہے۔

صفحہ باب فی الخسف قولہ [illegible] من قعر عدن۔ بعض روایات میں حضرموت
[illegible] ہے کیونکہ عدن سے نکلیگی اور حضرموت سے ہوکر [illegible]
[illegible]

باب [illegible] قولہ [illegible] یعنی [illegible]
[illegible] پس اسکو اذن دیا جاتا ہے۔ قولہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

باب [illegible] قولہ [illegible] لتقرب من شئ۔ یعنی دیل سے [illegible]
[illegible] قریب [illegible] کی دیوار میں سے اسقدر کھل گیا
ہے۔ [illegible] اور یہی [illegible] ہے۔

صفحہ باب [illegible] پس [illegible] یوں کردی کہ [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] لیا۔ مگر
وہ وقت ہو تو [illegible] کرے گا۔

صفحہ **باب** ما جاء ستکون فتن کقطع اللیل المظلم۔ قولہ ... یعنی جیسے ٹکڑے
رات کے یعنی اسقدر تاریکی ہوگی جیسے اسباب ظلمت کے رات سے۔ **قولہ** فسبحان اللہ ماذا
انزل اللیلۃ من الفتنۃ۔ ای نزل فی علمی یعنی جہاں سے نزول کا سبب ہے ... خزائن
برکت کا ہیں رحمت کثیرے وعطے ہے

باب ما جاء فی حد الشیف من عنف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے بادل
تھے بعضوں نے حقیقی غور کیا ہے چنانچہ ابن ... نے حقیقۃ عزی کی ... بیان کی ہے

صفحہ **باب** ... کا ... والی ... وہ ... کہ وہ ... سے
بچایا جاتا ہے۔ مراد ... وہ سب جو ... سے بچا ہو ہے۔

باب ما جاء فی قول النبی صلعم **قولہ** ... الاخری یعنی ... اور
کچھ فضل معتد بہ نہیں ہے۔

باب ما جاء اذا ذھب کسری فلا کسری بعدہ یعنی جب کسری چلا گیا پھر ان میں
کسری کا لقب نہ رہیگا اسلئے کہ پھر سلطنت اسلام ہو جاویگی۔

صفحہ **باب** ما جاء فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب
اور ایک مبیر یعنی ہلاک کرنیوالا ہوگا۔ **قولہ** فقتل ... یعنی ... قتل۔

باب ما جاء فی الخلفاء **قولہ** ثم اثنا عشر امیرا۔ یعنی بارہ امیر ہونگے زیادہ کی نفی لازم
نہیں آتی۔ یا یہ کہ بارہ خلفاء ہونگے یعنی خلفاء کی عادت پر ہونگے۔ بعض نے یزید وغیرہ کو
بھی شمار کیا ہے۔ کیونکہ اقامت حدود شرعیہ میں یہ لوگ مثل خلفاء کے تھے۔ بعض نے
یوں کہا ہے کہ اتصال ضروری نہیں۔ انہوں نے یزید اور مروان وغیرہ فساق کو خارج کیا
ہے۔ **قولہ** فسألت الذی یلینی یعنی جب میں نے حضرت کی بات نہ سنی تو جو شخص میرے
پاس تھا اس سے دریافت کیا۔

باب ما جاء فی الخلافۃ **قیل** لعمر بن الخطاب الخ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اگر
خلیفہ کروں تو جائز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رض نے خلیفہ کیا اور اگر نہ کروں تو بھی جائز ہے کیونکہ
آنحضرت صلعم نے علی الاعلان کوئی خلیفہ نہیں کیا۔ مگر سنت حضرت کو پسند کرتا ہوں۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] من قریش یعنی خلافت حق قریش کا ہے متغلب ہو کر خواہ کوئی چھین لے۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] بعض [illegible] پانچ برس آئے ہیں اور بعض میں سات برس اور بعض میں نو برس بس وجہ توفیق کی یہ ہے کہ جنہوں نے پانچ برس کہے باعتبار جہاد کے کہا، اور کیونکہ جہاد پانچ برس تک کریں گے۔ جنہوں نے سات برس کہے انہوں نے دو برس خلافت کے جس میں بسبب اشاعت اسلام کے جہاد نہ کریں گے وہ بھی شامل کر لیا۔ اور جنہوں نے نو برس کہے ہیں وہ ان دو برس کو بھی شمار کرتے ہیں جس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تبعیت میں رہیں گے۔

باب [illegible] الدجال قولہ ومن خیر الناس بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد خضر علیہ السلام ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مردم جنت میں کوئی صحابی باقی رہے۔ قولہ تقاتلکم الیہود، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا جب دجال کو مار کر فارغ ہوں گے۔

صفحہ [illegible] باب [illegible] علامات خروج الدجال۔ الملحمۃ العظمی، جنگ عظیم [illegible] سے مراد حضرت امام مہدی کے فتوحات ہیں۔

باب [illegible] الدجال [illegible] یعنی وہ پانچ برس کی۔ فافترقنا، یعنی [illegible] سے ہم لوگ چلے گئے، [illegible] یعنی پیچھے پھر کیونکہ آئے۔ قال [illegible] کے سبب بہت فساد اور شر پیدا ہوتے ہیں۔ قولہ [illegible] قولہ [illegible] یعنی جوان [illegible] اور [illegible] ہوتے ہیں۔ قولہ [illegible] [illegible] جانب سے گرے گا۔ قولہ [illegible] قولہ [illegible] کرے مثلاً [illegible] ہوگا اس میں سے موتی چاندی کا اور مثل لولو کے صفائی [illegible] کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ قولہ بشرقی دمشق، [illegible] حضرت عیسٰی علیہ السلام کا بیت المقدس میں ہوگا۔ [illegible]

یعنی کہ بیت المقدس کے مشرق کے مناسب ہی ہو گا جب [illegible]
بیت المقدس سے مشرق کی جانب ہے **قولہ** [illegible]
جاوے گی **قولہ** ثم یمتزجہ یعنی پھر کبھی دوسری جماعت گذریگی۔ چونکہ یہ [illegible]
کر گئی ہو گی اسلئے دوسری جماعت کیگی شاید کبھی اسمیں پانی ہو گا **قولہ** [illegible]
بیت و ریعنی ہم کو دوست کے گھر کو نہ چھوڑیگی۔ **قولہ** [illegible]
معنے ہیں۔ **قولہ** یعسوب [illegible] کے معنے بچھڑے ہوئے۔ **قولہ** [illegible]
عروس آراستہ **قولہ** [illegible] یعنی اسدن یک جماعت یک [illegible]
گی ور اسکے پیچھے پکڑ لینی سے سیر کرینگے۔

صحت باب ما جاء فی صفۃ الدجال **قولہ** [illegible]

باب ما جاء ان الدجال لا یدخل المدینۃ قال الایمان یمان یعنی یمن والے بہت
صاحب ایمان ہیں اسلئے نسبت کر دیہے اس سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی یا یہ کہ مدینہ
مکہ سے یمن کیجانب ہے اور وہاں ایمان کو ترقی ہوتی ہے۔ **قولہ** والسکینۃ [illegible]
بکری والوں میں غرور نہیں ہوتا اور فخر اور ریا چلانے والوں میں ہے۔ ایک صاحب خیمہ اور
دوسرے صاحب وبر یعنی مالک شتر **قولہ** اذا جاء دبر احد یعنی احد پہاڑ کے پیچھے [illegible]

باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد **قولہ** انا حجاجا و عماراً یعنی ہم اسوقت حاجی تھے
اور یا عمرہ ادا کرتے تھے **قولہ** لقد ہممت ان اخذ حبلاً یعنی میں قصد کرتا ہوں کہ ایک رسی
لوں اور درخت سے باندھ کر پھانسی لوں۔ بسبب اسکے کہ لوگ مجھکو دجال کہتے ہیں اور میرے
بارے میں بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ بتائیے تو سہی اگر کسی اور پر میرا حال پوشیدہ ہو تو ہو مگر
تم پر کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے۔ **قولہ** الست من اہل المدینۃ الخ کیا میں اہل مدینہ میں سے
نہیں ہوں۔ اور اسوقت تمہارے ساتھ مکہ کو نہیں جا رہا ہوں کہا ابوسعید نے ہمیشہ بات
پھر بھی ہمیں کرتا گیا یہاں تک کہ میں نے کہا کہ یہ بہتان لگایا ہے۔ تو دجال نہیں ہے۔
پھر کہا اے ابوسعید میں تمکو خبر سچی بتاتا ہوں میں اسکے باپ کو اور اسکو جانتا ہوں۔ اور
یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے۔ ابوسعید ڈر گئے کہ شاید یہی نہو۔ کہا خدا تجھکو ہمیشہ

[illegible] حضرت عمرؓ کا مذہب یہ ہے کہ یہ دجال موجود ہے۔ اور تمیم داری
[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کوئی اور ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کی دلیل یہ ہے کہ جس
[illegible] تمیم داری [illegible] ابن صیاد کو دجال کہتے رہے آنحضرت صلعم نے منع نہ فرمایا
[illegible] تمیم داری [illegible] اسکی روایت دکھائی گئی ہو بسبب کسی مصلحت کے
[illegible] صادق و کاذب یعنی مجھکو کوئی بات سچی معلوم ہوتی ہے
[illegible] قولہ خلط علیک الامر یعنی مخلوط ہے سچ اور جھوٹ میں قولہ
[illegible] اپنے دل میں ایک بات پوشیدہ
[illegible] کو پوشیدہ کیا تب قولہ [illegible]
[illegible] سے آگے نہ بڑھیگا۔ کتاب میں یہ لفظ خسا متروک ہوگیا تھی
[illegible] موجود ہے قولہ [illegible] نے کہا میں دیکھتا ہوں ایک سچی
بات اور دو کاذب [illegible] قولہ دعہ یعنی چھوڑ دے اسکو
[illegible] قولہ لہ ہمہمۃ یعنی اسکو کوئی
[illegible] خبر نہ رہا تب قولہ [illegible]

[illegible]

[illegible] قولہ قال حذیفۃ فتنۃ الرجل فی
[illegible] سوال کرتے ہیں۔ فرمایا جس کا فتنہ جو
[illegible] کو روزہ وغیرہ عبادت کفارہ کردیتی ہیں قولہ [illegible]
[illegible] مگر ظاہر یہ ہے کہ قتل ہو گئے ہیں۔ تاویل اسکی یہ
[illegible] وارد ہے۔ ٹوٹ جائیگا یعنی قتل کیا جائے گا

[illegible]

[illegible] لوگ اسلئے خاموش ہوگئے کہ حضرت
[illegible] قولہ
[illegible] مادام یضرب [illegible]

باب حدثنا ابراهیم بن یعقوب قوله قال انکم فی زمان من ترک عشر ما امر به هلک الخ یہ غرض نہیں کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ دسواں حصہ مامور بہ کا چھوڑ دو تو ہلاک ہوؤ اور پھر ایسا زمانہ آئیگا کہ اگر دسواں حصہ بجا لائیں تو رہائی پائیں۔ ورنہ آجکل دسواں حصہ مامور بہ کا کافی ہوگا۔ مثلاً ہم تین روزے بجائے تیس کے رکھہ لیا کریں اور کفایت ہوا کریں بلکہ اخلاص کا بیان مقصود ہے یعنی اگر دسواں حصہ خلوص کا چھوڑ دو تو ہلاک ہو جاؤ۔ اور اگر وہ عشر بجا لاویں تو چھوٹ جاوینگے کیونکہ وہ بڑے فتنے کا زمانہ ہوگا۔ قوله سواد بذ وہ لوگ مراد ہیں جو کہ حضرت امام مہدی رض کی مدد کیواسطے آئینگے۔

ابواب الرؤیا

صفحہ باب ان رؤیا المؤمن جزء من ستة و اربعين جزوا من النبوة۔ یہ بطور اسکے ہے کہ حضرت کو قبل نزول وحی کے چھ مہینے تک خواب صادق آتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم پر تیئیس برس تک وحی آئی اسکا چھیالیسواں حصہ چھ ماہ ہوتے ہیں اور اور بعض روایات میں چالیس جزء بھی آئے ہیں وہ بدیں معنے کہ جب عشرات کا بیان ہوتا ہے عرفاً احاد متروک ہوتے ہیں۔

صفحہ باب ذهبت النبوة و بقيت المبشرات قوله قال تنبث۔ یہ بصیغہ مجہول انقطاع پر دال ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی تعبیر الرؤیا قوله وهي على رجل طائر ما لم يحدث بها فاذا تحدث بها سقطت۔ یعنی وہ خواب جانور کے پاؤں پر ہے۔ یعنی ایک مصداق پر قرار نہیں جیسے جو چیز جانور کے پاؤں پر ہو۔ وہ اسکے ساتھ ادھر ادھر ہو جاتی ہے۔ مگر یہ اسوقت تک ہے کہ اسکی کوئی تعبیر بیان نہ کیجاوے۔ جب اسکی تعبیر بیان کیجاوے ساقط ہو جاتی ہے وہی مصداق اسکا مقرر ہو جاتا ہے۔ یہ معنے مشہور ہیں۔ مگر یہ معنے خلاف عقل سلیم کے ہیں۔ اسلئے کہ جب علم واقع میں صاحب خواب کو ایک واقعہ کہا یا

تعبیر دی تو یہیں وہ ایک معین ہے اور اسکا محلی عنہ ایک خاص چیز ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو تعبیر کہدے وہی ہوجاوے - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو خطا کی نسبت کی کیونکہ انکی تعبیر خلاف واقع تھی - بلکہ حدیث کے یہ معنے ہیں کہ جبتک کوئی خواب کی تعبیر نہدے پرند طائر پر ہے یعنی خواب دیکھنے والے کے دل پر کہ وہ مثل طائر کے ادھر ادھر پھرتا ہے - اور اسکا مصداق مختلف ٹھہر سکتا ہے پس جب تعبیر بیان کردیجاوے تو ساقط ہوجاتا ہے یعنی اسکے دل کا وہ اضطراب ساقط ہوجاتا ہے - ورنہ یہ فرمانا کہ دوست اور دانا کے پاس بیان کیا کرو - اسواسطے ہے کہ اگر کوئی بری بات کہدے تو بے فائدہ قبل از مرگ واویلا کا مضمون ہوگا -

صفحہ باب قولہ یحدث الرجل بہا نفسہ - یعنی جو باتیں دلکو کرتا رہتا تہا وہی خواب میں نظر آتا ہے -

باب ماجاء فی الذی یکذب فی حلمہ - یعنی جو جھوٹی خواب بتاوے -

باب ماجاء فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رؤیۃ النبی صلعم وآلی بکر وعمر - یعنی دیکھنا حضرت کا اپنے آپ کو اور ابوبکر رضہ وغیرہ کو - صفحہ قولہ کانّ فی یدیّ سوارین - یہ اشارہ اسکی طرف تہا کہ میں اپنے دونوں ہاتھ نبوت سے رہنمائی کرتا ہوں، دو کذاب کہ وہ مرتد ہو گئے کہتے ہیں اسمیں آ کر لپٹ گئے ہیں ور ہدایت سے مانع ہیں قولہ اصبت بعضا و اخطأت بعضا - محشی نے خطا کے وجوہ بیان کئے ہیں - اور ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا تہا کہ اخیر کار جل جوڑ کر چڑھ گیا - معلوم ہوتا ہے کہ جوڑ کر چڑھنے والا وہی شخص ہے کہ جسکے وقت میں ٹوٹی ہے - اور یہ خلاف واقع ہے - کیونکہ رسی کا ٹوٹنا یہ سبب شہادت حضرت عثمان رضہ سے - ورنہ یہ مضمون جب صادق ہوتا کہ حضرت عثمان فتنہ کو رفع کرکے امامت پر قائم رہتے - ولیس کذلک -

ابواب الشہادات

صفحہ ۵۳ **قولہ** ولا ذی غمر لاخیہ۔ اور نہ صاحب حسد بسبب حسد دنیاوی کے واخنہ امر دنیاوی کے حسد کو کہتے ہیں۔

ابواب الزہد و صفۃ القیامۃ

صفحہ ۵۵ **باب** ما جاء فی قول النبی صلعم لو تعلمون الخ **قولہ** واطت السماء وحق لہ ان یئط۔ یعنی چٹختا ہے آسمان اور اسکا چرچرانا حق ہے کیونکہ اسقدر فرشتے رب کے لئے سجدے میں پڑے ہیں۔

باب ما جاء من تکلم الخ **قولہ** لیتکلم بکلمۃ۔ کا تلفظ کرتا ہے اور اسکی پرواہ کچھ نہیں کرتا۔ اور لوگوں کا ہنسانا مقصود ہے۔

صفحہ ۵۵ **باب** ما جاء ان الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ للکافر۔ یعنی دنیا مومن کامل کے واسطے قیدخانہ ہے۔ احکام شرعی میں اسکے حرکات وسکنات مقید ہیں۔ اور کافر کے لئے جنت ہے اگرچہ مفلس ہی ہو۔ تو بھی آزاد ہے جیسے حبش کے لوگ آزاد ہونگے۔

باب ما جاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر **قولہ** یقول ثلث اقسم علیہن واحدثکم حدیثا۔ یعنی تین خصلت بیان کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں۔ کیونکہ لفظ مستبعد ہیں۔ اور پھر حدیث بیان کرونگا۔

باب ما جاء فی ہم الدنیا **قولہ** انما یکفیک من جمیع المال خادم ومرکب فی سبیل اللہ وانا اجد فی الیوم قد جمعت۔ یعنی آپ نے یہ اندازہ کفایت کا بیان کیا تھا۔ اور میں آجکل اپنے گھر میں اس سے زیادہ پاتا ہوں۔

باب ما جاء فی تقارب الزمن۔ یعنی بسبب بے برکتی زمانہ بہت جلد گذریگا۔ ورکام

کچھ بھی نہ ہوگا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ بسبب کثرت مشاغل دنیاوی کے لوگوں کو معلوم نہ ہوگا۔

صفحہ باب ماجاء فی قصر الامل قوله وضع يده عند قفاه ثم بسطها یعنی ہاتھ کو گدی جانب بہت دور کرکے بتایا۔

صفحہ باب ماجاء فی ... قوله ثم فرق بين يديه. یعنی ہاتھ کو ایکدوسرے پر رکھا۔ گویا بتایا کہ افسوس وہ مر گیا قوله قال ان كنت تحبني فاعد للفقر یعنی اگر تو مجھکو دوست رکھتا ہے تو ایک گھوڑے کو ہتھیار فقر کی لڑائی کیلئے تیار رکھ۔ کیونکہ فقر میرے دوست کیطرف سیل سے بھی زیادہ تیز آتا ہے۔ قوله يدخلون الجنة قبل اغنيائهم بخمسمائة۔۔

باب ما جاء فی معیشة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوله قال كنا ننفخه فيطير منه ما طار یعنی اس وقت آٹے کو چھانتے نہ تھے بلکہ آٹے کو پھونک مار کر اڑا لیتے تھے جو کچھ بھوسی دم کی ہوا سے اڑ جاتی پھر اسکو پانی ڈالکر گوندھ لیتے تھے۔

صفحہ باب ما جاء فی معیشة اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوله ما نأكل الا ورق الحبلة والسمر یعنی ببول کی پھلی اور بیج قوله واصبحت بنو اسد يعزروني بالدين مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ تکالیف سہنے اٹھائیں اب بنو اسد مجھکو دین کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں۔ یہ اسوقت فرمایا جب انکو حضرت عمر نے کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا ہے اور وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ سعد کو نماز پڑھنی ہی نہیں آتی۔ قوله ... هذا السمر یعنی پیڑ ببول کے جسکو تم جانتے ہو۔ شاید یہ کہو کہ کوئی اور ... تم کہاں سے ہو گئے۔ قوله ... یعنی اگر ایسی بات ہے تو میں ... ڈوبا قوله وعليه ثوبان ممشقان۔ یعنی گیرو کے رنگے ہوئے۔ قوله فتمخط في احدهما۔ یعنی ایک کپڑے میں ناک صاف کی۔ پھر کہا واہ واہ ابوہریرہ کتان میں ناک صاف کرتا ہے ... یہ ہے کہ کسی وقت ایسی حالت دیکھ چکا ہے۔

صفحہ باب ماجاء فی الریاء والسمعة قوله من يرائي يرائي الله به۔ یعنی خدا ... یعنی لوگوں کے دلوں میں اسکے ریا کو ظاہر کردے گا۔

صفحہ باب ذی حاجۃ وشدۃ قولہ و بعضہم یستثنون ... یعنی ...
چاہئے کہ وہ لوگ اس سے خالی ہوں باوجود حاجت اور کمی ذات کے۔ ...

صفحہ باب حضرت محمد ... اسکو باب ...
آدمی کو نہ ہونا چاہیے کہ وہ اوسکے حقوق دبا بیٹھے۔ حضرت ... اپنی بیوی ...
حقوق میں قاصر ہو کر تمام رات عبادت میں گذارتے تھے۔

باب ... حضرت عائشہ کی حدیث میں و سلم علیکم ... سے جیسے
خطوط میں رسم ہے کہ اخیر میں ملحدہ کرتے ہیں۔ قولہ ... یعنی ...

صفحہ باب ... قولہ ... یعنی تین پیشی ہونگی ایک
کہ لوگ انکار کرینگے کہ ہمارے پاس تیری دعوت نہیں آئی۔ دوسری وہ کہ جسمیں ...
کے مقر ہونگے اور عذر کرینگے۔ تیسری وہ کہ صحف دئے جاینگے۔

صفحہ باب ... فی ... الصراط ... ولیت
باعتبار درجے کے ہے۔ یعنی اول اصل تدقیق کی جگہ صراط ہے پھر میزان پھر حوض
کیونکہ ضرورت کے درجات اسی ترتیب سے ہیں اور باعتبار وجود واقعی اور زمانے کے معاملہ
بالعکس ہے۔ کیونکہ اول حوض ہوگا اسوقت جبکہ لوگ میدان حشر میں گھبراتے ہونگے پھر
آنحضرت صلعم حساب کیواسطے شفاعت کرینگے اور اسکا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ بعد حساب و
کتاب کے میزان قائم ہوگی۔ بعد وزن کے لوگ صراط پر جاوینگے۔ پھر آنحضرت صلعم شفاعت
کرینگے جو کہ خاص اپنی امت کیواسطے ہوگی اور یہ شفاعت صغریٰ ہوگی۔

باب ... فی الشفاعۃ قولہ فی صعید واحد فیسمعہم الداعی وینفذہم البصر یعنی
ایک میدان صاف میں کہ اگر کوئی پکارے تو سب کو آواز پہونچے۔ اور اگر کوئی دیکھے تو نظر
سب پر نفوذ کرسکے۔ یہ خوبی ... اس میدان کی ہے کہ کوئی ... اور ... اس
میدان میں نہیں ہے۔ قولہ فیقول یا محمد ادخل من امتک الخ اصل یہ ہے کہ یہاں درمیان
کا قصہ متروک ہے۔ اسلئے کہ یہ دعا آنحضرت صلعم کی قبولیت اور شفاعت ... سے
اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ حساب شروع ہوگا بعدہ میزان اور پھر صراط اور حوض سے ہوکر ...

میں یہ حکم ہوگا۔ محشر اذ جیں من مثیث من احتساب علیہ من الباب الایمن قوله وهم
[illegible] یعنی داہنے دروازے سے انکو داخل کرو اور یہ لوگ اور دوسرے
[illegible] دوسرے دروازوں میں بھی حق مرور میں شریک رہینگے قوله مصرعین۔ مصراع
[illegible] قوله حتی یجد لشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم۔ یعنی جنت
[illegible] کے میری امت میں سے بنو تمیم سے بھی زیادہ لوگ جنت میں
[illegible] ہے۔
[illegible] قوله ینتحون بالمتنعمات۔ یعنی میری طرف سے
[illegible] مسکنت کے۔
[illegible] قوله [illegible] والسیبین۔ بصیغۃ التثنیۃ، عام اور داخل
[illegible] واشتد وکہلی گئی تھیں۔ گذرتے تھے کہیں
[illegible] صرف یہ تھا بعض میں ذو۔ قوله فعقت من
[illegible] قوله [illegible] دونوں بصیغہ امر کسی
[illegible] یعنی حضرت گھر میں تشریف لیے
[illegible] حضرت نے خود بیان کیا۔ قوله عقب لحمه بعودة۔ یعنی جمع کا بدل
[illegible] باقی فقرات قوله ان لکل شیٔ سترة وفترة
[illegible] کا [illegible]۔ اگر صاحب تیزی کا سیدھی
[illegible] پہنچ جاوے گا اور گر یسی تیزی کی کہ لوگوں
[illegible] قوله [illegible]۔ کیونکہ آدمی کی زندگی
[illegible] کا سامان کرتا ہے
[illegible] علم سمجھنے سنی بھی یہ ہے۔ قوله
[illegible] ڈرایا گیا اس حال میں کہ کسی
[illegible] قوله وقد رأست علی تلفون
[illegible] کہ اسکو رات دن پر تقسیم کیا جاوے، خلاصہ

یہ ہوگا کہ پندرہ دن جو بس مخشیو تو بہت شک وقت ہوتے۔ [illegible]
اسلوط کے سے سحر کا بیان مقرر کرتے ہے اور حضرت بلال [illegible] اور حضرت [illegible]
صاحب ترمذی کو حضرت بلال کے قول میں اٹکے نہوے سے شبہ ہو گیا ہے کوئی [illegible]
بات نہیں۔ ظاہر حدیث کے علاوہ سفر پر دال نہیں اور ثبوت وقت کا لیں بہت [illegible]
محمل یہ ہے کہ یہ قصہ ابتدا اسلام کا حالت سفر میں ہوا ہے۔ [illegible]
حضرت بلال کی بغل میں آجاتا تھا جس سے خوب کھلے ہوئے اور حضرت [illegible]
پندرہ روز تک دیتے رہے ہوئے۔ قولہ [illegible]
بقرۃ۔ بکرہ بلاغ کو کہتے ہیں قولہ [illegible]
[illegible] حضرت جابر [illegible] عبداللہ [illegible]
سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا۔ کہا ہاں پہلے ہم بھی یہی سمجھتے تھے مگر جب وہ [illegible]
ہمکو اسکی قدر معلوم ہوئی کہ وہ ایک ہی بہت کچھ تھا۔ قولہ کیف [illegible]
صلعم نے سوال کیا کہ اگر تمہارا ایسا حال ہو جاوے کہ فجر کو ایک [illegible] پہنو اور شام کو دوسرا
اور ایک رکابی کھانے کی اٹھائی جاوے اور ایک رکھی جاوے تو تم کیسے ہوگے یعنی [illegible]
سے اچھے ہوگے یا نہیں۔ قولہ [illegible] اور میں نے نہیں سوال کیا
تھا مگر اس خیال سے کہ کوئی کھلی جاوے۔ اور جب گھر لیجا دیتے تو ضرور کچھ نہ کچھ [illegible]
قولہ ما رأینا قوما ابذل من کثیر واحسن مواساۃ من قلیل یعنی جیسے کوئی قوم بستی نہیں
دیکھی کہ زیادہ میں سے بہت خرچ کریں اور کم میں سے بھی مواساۃ یعنی مدد کرتی ہو اس قوم انصار
سے بڑھکر۔ قولہ حتی لقد خفنا۔ اور یہاں تک کہ ہم ڈر گئے کہ کہیں ان احسانات کا اجر حضرت
انہیں کو دیگا کیونکہ ہم اسکی کوئی مکافات نہیں کرتے کہ ہمکو بھی کوئی اجر ملے۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر دعا کرتے رہو گے تو تمکو بھی ملیگا۔ ورنہ صرف انہیں کو دیگا قولہ علی کل قریب [illegible]
حرام ہے ہر قریب پر جو کہ لوگوں کے واسطے قریب رہے اور معاملات بہم آسانی سے کرے۔
قولہ ولم یر مقدما رکبتیہ یعنی کبھی حضرت صلعم کے زانوے مبارک نشست میں اپنے جلیس سے
بڑھے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ قولہ کامثال الذر یعنی مثل چیونٹی کے آدمی کی صورت

میں **قولہ** یحدث حدیثا۔ اسکے آخر محذوف ہے۔ یعنی میں اگر اس حدیث کو یک دو تین چار سات تک سنتا تو کبھی نہ بیان کرتا مگر بہت دفعہ سنی تھی اسلئے بیان کرتا ہوں۔ **قولہ** و کانت جنت منہ شقیقۃ۔ سریہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جو کہ وطی کیواسطے مخصوص ہو۔ **قولہ** ما کنت اسمعہ الخ یہ صرف انکی احتیاط کا حال بیان کردیا ہے کہ اگر کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو کسر النفسہ یہ کلمہ کہتے ”ونداہم“ یعنی میں نہیں جانتا۔

صدے **باب** ماجاء فی غرف الجنۃ **قولہ** اھل لا یرون الآخرین یطوف علیھم المؤمن۔ یعنی ہر گوشہ میں بیبیاں ہونگی کہ مومن ان سے وطی کریگا اور دوسرے گوشے کی بیبیاں نہ دیکھینگی۔ اور مذکر ضمیر باعتبار لفظ اہل کے عائد کیگئی ہے۔

صد **باب** ماجاء فی صفۃ ثیاب اھل الجنۃ **قولہ** وقال بعض اھل العلم الخ یعنے یوں ذکر آیا ہے کہ بین درجتین کے ماتہ عام کا فاصلہ ہوگا۔ اور یہاں خمسمائۃ فرش کو فرمایا۔ فرش کے خمسمائۃ ہونیکے معنے کردے کہ فرش درجوں میں ہونگے۔ اور درجونکا فاصلہ پانسو کا فاصلہ ہوگا۔ باقی تطابق یوں ہو گا کہ مفہوم عدد معتبر نہیں ہے۔

صدے **باب** ماجاء فی سوق الجنۃ **قولہ** وما فیھم من دنی ای خسیس علیھم۔

صدے **باب** ماجاء فی خلود اھل الجنۃ والنار **قولہ** ثم یطلع علیھم رب العالمین بصورۃ یعنی اسطرح طلوع کرینگے کہ کوئی پہچان نہ سکیگا کیونکہ یہ مقتضائے بشریت ہے کہ انکی قوت متخیلہ میں ہر یک معلوم کی صورت ہوتی ہے۔ علی ہذا خدا تعالے کو انسان اپنی متخیلہ میں ایک صورت سے جانتا ہے ہر چند اس صورت پر قرار نہیں۔ وہ اسکو دفعہ کرتا ہے جب اسکے بغیر دیکھیگا تو نہ پہچان سکیگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ فرشتہ ہوگا۔ **قولہ** وھو یامرھم ویثبتھم۔ یعنی خدا ہی انکو حکم کرتا ہے کہ اپنے معبود ونکے پیچھے جاؤ۔ اور وہی ثابت رکھتا ہے وہ اسکی نہ مانتا ہے۔

صدے **باب** ماجاء ان للنار نفسین **قولہ** اخبروا **قولہ** التسعی لی۔ کیونکہ جنت میں بیٹھنے کی ہی جگہ نہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ تیری تمنا دنیا سے دس اضعاف اور ہیگی۔

ابواب الایمان

صفحہ **باب** ماجاء فی حرمت ... **قوله** لاقاتلن من فرق بین الصلوة والزكوة
یہ مقاتلہ ان لوگوں سے تھا جو کہ زکوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مختص جانتے
تھے۔ اسکا جواب یوں بھی ہوسکتا تھا کہ فرض زکوۃ قطعی ہے اور قطعیات کا انکار کفر ہے۔ مگر ان کو
جواب دیا کہ آپ کے نزدیک نماز کا منکر کافر ہے اور حاصل یہ ہے کہ فقط کلمہ سے نہ بچی خارج ہے
تماہو جو انکر فی الصلوۃ فہو جواب فی الزکوۃ۔۔

صفحہ **باب** ما جاء فی الاسلام الخ **قوله** شهادة ان لا اله الا الله اس میں اشعار
ہے کہ اسلام فعال جوارح کا نام ہے کیونکہ شہادت منہ سے کہدینے کا نام ہے۔

باب ما جاء فی وصف جبریل الخ **قوله** فان لم تكن تراه فانه يراك۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ دو صورتیں ہیں جیسا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ مگر
اسکی تقریر یوں بھی ہو سکتی ہے فان لم تكن تراه درحقیقت پہلی ہی شق کا بیان ہے دوسری
صورت کوئی نہیں۔ کیونکہ جب یوں فرمایا تعبد الله كانك تراه۔ ہر چند کانک فرمایا تھا مگر تاہم
وہم گیا کہ ہم اسکو کیونکر دیکھ سکتے ہیں اسکا ثبوت کردیا کہ اگر تو اسکو دیکھ نہیں سکتا تو وہ تجھکو
دیکھتا ہے۔ جب کسی شخص کا خوف ہوتا ہے اگر یہ خائف اسکو خود دیکھے جب ہی ڈرتا ہے،
اور اگر ایسی صورت ہے کہ وہ شخص مخوف عنہ خائف کو دیکھے اور یہ نہ دیکھے تو بھی ویسا ہی ڈرتا
ہے۔ پس بتلادیا کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے بس ایسے ہی ڈر کر عبادت کر کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے
ہر چند وہ حجاب میں دیکھ رہا ہے مگر کانك تراه، کے منافی نہیں۔ پس کانک تراہ کا وہم دور
ہو گیا۔ اور دلیل اسکی یہ ہے کہ نفی میں یوں نفرمایا۔ فان لم تكن تراه فانه يراك ۔۔ اگر یہ دوسری
صورت ہوتی تو پہلے کی نفی ہونی چاہیے۔ اور بعض روایات میں یوں آیا ہے۔ تعبد الله
كانك تراه ۔ یہ روایت بھی موید ہے کہ یہ وہم ناشی کا دفع ہے۔ دوسری صورت اور اہل
عرفان اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ یہ کان تامہ ہے یعنی اگر تو موجود ہوگا تو اسکو دیکھ لیگا۔

اس تقریر میں بھی کانک تراہ کا ثبوت ہے۔ اس میں وہم تھا کہ یہ درجہ کیونکر حاصل ہو سکتا
صفحہ ۵ **باب** مَاجَاءَ فِیْ اِضَافَةِ الْفَرَائِضِ اِلَی الْاِیْمَانِ **قوله** اٰمرکم بِاَربعٍ۔۔ بہ حدیث
کے نزدیک چار چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی ہے۔ اور باقی تین چیزیں متروک ہیں
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ صرف ایمان کا بیان ہے۔ علی ہذا صاحب ترمذی کے نزدیک یہ ذکر
ہے ورنہ ترجمۃ الباب کی مطابقت نہیں ہوتی۔ اور جزئیت فرائض لازم نہیں آتی۔ اور بعض
کہتے ہیں کہ چاروں یہاں بیان کر دی گئیں۔ یہ ترمذی کی عبارت میں ہو سکتا ہے کیونکہ
اسکی روایت میں چار چیز سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر جہاں بعض روایات میں صوم بھی ہے
اسوقت پانچ بھی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اسکی تاویل کرتے ہیں۔ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ تو
حضرت نے ایک حرف سے زیادہ کیا ہے۔ مگر بعض روایات میں حج بھی آیا ہے۔ اگرچہ اس
جگہ کہتے ہیں کہ قبل نزول حج کے تھے۔ مگر وہاں کوئی تدبیر نہیں بن سکتی لہٰذا ہر قول محدثین
کا معلوم ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ محدثین ایمان کامل میں داخل کرتے ہیں
اور متکلمین نفس ایمان بمعنے تصدیق سے خارج کرتے ہیں۔

باب فِیْ اسْتِکْمَالِ الْاِیْمَانِ وَالزِّیَادَةِ وَالنُّقْصَانِ۔ **قوله** اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اس سے کمال اور دوسری حدیث سے کہ اسمیں ناقصات فرمایا کمال اور نقصان اور زیادتی
معلوم ہو گئی۔

صفحہ **باب** لَا یَزْنِی الزَّانِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ **قوله** وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِی الزِّنَا۔ اس کلام اور اگلی حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ
کافر نہیں۔ اور پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر ہو جاتا ہے پس ضرور ہو کہ پہلی حدیث میں
تاویل کی ہے کہ کمال کی نفی ہے۔

باب مَاجَاءَ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا۔ **قوله** اِنَّ الدِّیْنَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ ابن حجر
لکھتا ہے کہ یہ امر بعد حضرت کے سو ڈیڑھ سو برس تک ہو چکا ہے۔ کہ جوق جوق مسلمان
ہو کر حجاز میں آئے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت نے امام مہدی کے وقت کی
خبر دی ہے۔ مگر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اسوقت میں دین شام کو جاویگا۔

ابواب العلم

صہ۳ باب۔ ما جاء فی ذہاب العلم قولہ ثکلتک امک زیاد ان کنت لاعدک من فقہاء اہل المدینۃ یعنی میں تجھکو مدینے کے فقہا میں سے شمار کرتا تھا یہ تو نے کیسی بات دریافت کی ہے۔ کیا نہیں دیکھتا کہ توریت وانجیل یہود ونصاریٰ کے پاس نہیں سو کیا ہونا انکو کیا مفید ہے۔ ہذا حدیث حسن غریب قولہ قال شداد ... قال ابو عیسیٰ

صہ۱ باب۔ ما نہی عنہ ان یقال عند حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ اذا روی ہذا الحدیث علی الانفراد بین حدیث محمد بن المنکدر ... علی متصلین یعنی جب ابن عیینہ اس حدیث کو الگ بیان کرتا ہے تو محمد بن المنکدر کی حدیث کو مرسل بیان کرتا ہے۔ اور سالم کی حدیث کو متصل بیان کرتا ہے۔ اور جب دونوں کو علی الاجتماع بیان کرتا ہے تو دونوں کو متصل بیان کرتا ہے۔ جیسے اصل روایت میں موجود ہے۔

باب۔ ما جاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل۔ یعنی بنی اسرائیل سے کوئی قصہ یا کوئی اور امر شریعت سابقہ کا بیان کرنے کو پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا کہ فتنہ نہ ہو جاوے، پھر جب معلوم کیا کہ اسلام پختہ ہو گیا تو اجازت دیدی۔

صہ۳ باب۔ الاخذ بالسنۃ قولہ فقال رجل ان ہذہ موعظۃ مودع۔ یعنی ایک آدمی نے کہا کہ یہ نصیحت رخصت کرنے والے کی سی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہمکو وداع کرتے ہیں۔

صہ۳ باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ قولہ غیر محمد بن العلاء ولا ادری کیف ہو ... لا ادری اہو صحیح ام لا قولہ حتی النملۃ فی جحرہا، ملائکہ کے ذریعہ سے خداوند کریم نموت کو علم دیتا ہے۔ یا یہاں کے نملہ سلسلہ وہاں کے نملہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور یا یہ کلیۃً دعا کرتے ہیں۔

ابواب الاستیذان والاداب

صفہ۹۳ **باب** ماجاء فی التسلیم علی النساء **قولہ** قال ثم تکلم فیہ ابن عون فروی
عن ہلال بن ابی زینب عن شہر بن حوشب۔ یعنی ابن عون نے اسمیں کلام کیا ہے پر اس
روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکو کہیں سے توثیق ہو گئی ہوگی۔

صفہ۹۳ **باب** ماجاء فی تسلیم الراکب علی الماشی **قولہ** والقلیل علی الکثیر یعنی قلیل
عدد کثیر عدد پر سلام کریں اسلئے کہ اگر وہ کریں تو ایک بڑا شور و غل ہوگا۔

باب الاستئذان قبالۃ البیت۔ یعنی گھر کے سامنے ہو تو اذن طلب کرنا۔

باب التسلیم قبل الاستئذان **قولہ** قال عمرو واخبرنی بہذا الحدیث۔ اسمه عمرو بن سفیان
اس روایت میں عمرو بن عبداللہ اور کلدہ کا واسطہ نہیں ہے۔

صفہ۹۴ **باب** کراہیۃ طروق الرجل اہلہ لیلا۔ یعنی سفر سے اپنے گھر میں رات کو وقت
بے کہے سنے چلا آنا۔

باب کیف یکتب الی اہل الشرک **قولہ** ان ابا سفیان اخبرہ ان ہرقل ارسل الیہ فی
نفر من قریش وکانوا تجارا بالشام۔ یعنی جبکہ ابو سفیان ایک جماعت قریش کیساتھ تجارت
کے واسطے شام کو گئے تھے اسوقت ہرقل بادشاہ روم نے انکی طرف آدمی بھیجکر بلایا پس وہ
آئے اور انسے کچھ باتیں کیں اور ایک خط منگوایا جو کہ آنحضرت صلعم نے ارسال فرمایا تھا۔

صفہ۹۵ **باب** ماجاء فی کراہیۃ ان یقول علیک السلام مبتدیا۔ یعنی کراہت
اس بات کی کہ ابتداءً علیک السلام کہے۔ ہاں مقابلہ میں مجیب کے لئے ہے جو کہ وعلیک
السلام کہتا ہے۔ کیونکہ اسمیں علیک مقدم کرنا جائز ہے۔ **قولہ** اذا سلم سلم ثلثا۔ یعنی
اسطرح فرماتے السلام علیکم اور فعل تین مرتبہ۔ اور صاحب مجمع البحار کے نزدیک جو معنے
ہیں وہ بھی صحیح ہیں۔

باب ماجاء فی قبلۃ الید والرجل **قولہ** عن تسع آیات۔ ممکن ہے کہ وہ تسع آیات

ہوں جو کہ توریت میں ہیں۔ اور لا تعدد ق. ایک امر زائد بنی طرف سے بیان فرمایا ہو۔ اور دد عا بہ ان لا یزال من ذریتی نبی۔ یعنی حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی کہ میری اولاد میں سے ہمیشہ نبی ہوتے رہیں اور آپ انکی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اسکا حضرت داؤد پر افترا تھا کیونکہ اسکا ثبوت کہیں نہیں ہے۔

صفہ باب مَاجَاءَ کَیْفَ تَشْمِیْتُ العَاطِسِ. **قولہ** عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ. ام پر سلام کرنے سے غرض یہ تھی کہ تیری ماں پر سلام جسنے تجھے ایسی تعلیم دی ہے۔ یا یہ کہ جیسا لوگوں پر سلام کرنیکو بد جانتے ایسے ہی میں بھی بد جانتا ہوں اسکو جو میری سنت میں تغیر کرے۔ **قولہ** ابن ابی لیلیٰ عن اخیہ. یہاں ابن ابی لیلیٰ کے دادا کیطرف نسبت کردی ورنہ درحقیقت یہ عیسیٰ کا بھائی اور عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کا بیٹا ہے۔

صفہ باب مَاجَاءَ فِی کَرَاهِیَةِ قِیَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ **قولہ** فقام عبد اللّٰہ بن زبیر و ابن صفوان.. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیمی قیام جائز ہے۔ اور حضرت معاویہ نے اسیواسطے منع فرمایا کہ ایسا نہ ہو تمہارے کرنیسے میں عادی ہو کر اس حدیث کا مورد بنجاؤں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیام کرنے والوں کو گناہ ہوتا ہے اسیواسطے اسکا عذر اپنی جانب سے بیان کیا یہ نہ کہا کہ یہ جائز نہیں ہے۔

باب مَاجَاءَ فِی کَرَاهِیَةِ فِی ذٰلِکَ **قولہ** اشتمال الصماء.. اسکی یہ بھی صورت ہے کہ کندھے کے ایکطرف چادر ڈالکر نیچے سے نکالدے۔ اور دوسری طرف کندھا کھلا رہے۔

صفہ باب مَاجَاءَ فِی الرُّخْصَةِ فِی اتِّخَاذِ الْاَنْمَاطِ.. انماط رنگ کی چادر کو کہتے ہیں۔ **قولہ** الرجل حق بصدر دابتہ یعنی رجل اپنے دابہ پر آگے بیٹھنے کا مستحق ہے۔

باب مَاجَاءَ فِی النَّهْیِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَی النِّسَاءِ الخ **قولہ** عن مولیٰ عمرو بن العاص. یعنی عمرو بن العاص کے مولی سے روایت ہے کہ مجھکو عمرو بن العاص نے حضرت علی رض کے پاس بھیجا کہ جاکر میرے واسطے اجازت لاؤ کہ اسماء زوجہ علی رض کے پاس جاؤں پس حضرت علی رض نے اذن دیدیا بیشک کہ جب عمرو بن العاص اپنے کام سے فارغ ہوکر اسماء کے پاس سے لوٹکر آئے مولی نے عمرو بن العاص سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت علی رض سے کیوں

ذن مانگا باوجودیکہ وہ انکی رشتہ دار تھیں جواب دیا۔

صفہ باب ما جاء فی تحریم النسب۔ قولہ غیر معمر یعنی معمر کے سوا کسی نے

سعید بن ربیعہ کو نہیں ملایا صرف اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔

باب ما جاء فی تحریم الواصلة۔ یعنی بیاہ کی بابت عرب میں عادت تھی کہ آدمیوں کے بالوں کی چوٹی بنتی تھی عورتیں خرید کر اپنے بالوں میں ضم کرتی تھیں اسکی حرمت اسیواسطے ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نفع جائز نہیں۔ اور غیر آدمی کے بال ضم کرنے جب جائز ہیں کہ دھوکا مقصود

ہو ورنہ وہ بھی حرام ہیں۔

باب ما جاء فی ذکر هیئة مباشرة الرجل الرجل والمرأة المرأة۔ قولہ لا تباشر المرأة المرأة حتی تصفها۔ یعنی عورت عورت سے مباشرت نہ کرے اس غرض سے کہ اپنے خاوند سے اسکی خوبی بیان کرے گویا اسے دیکھ رہا ہے۔ جیسے کہ جب اسنے بیان کیا کہ اس عورت کا بدن ایسا نرم ہے اور فلاں جگہ ایسی ہے تو اسکے خاوند کو عشق ہو جاویگا۔ اور یہ مفضی الی الفتنہ ہے۔

صفہ باب ما جاء فی دخول المخنث۔ قولہ حلیلتہ ای منکوحتہ ۔۔ ++++

صفہ باب ما جاء فی ذکر هیئة لبس المعصفر قولہ معصفر۔ یعنی گیروا۔

باب ما جاء فی ثوب الاصفر قولہ کانتا ربیبتین وفیہ جدة بینهما امرأة۔ یعنی تھیں وہ دونوں ربیبہ قیلہ کی اور قیلہ انکے باپ کی نانی تھی۔ وبظاہر ثابت ہے صغیرہ جدہ و قیلة بنت مخرمة تكون الربيبة بمعنى صحيح معروف ان هذه تمر وكان ابوهما زوجها و ليس كذلك من طرق منه ... معدو ... معوى ويكون ... الى عُليبة فيكون فى ... بحر ... قولہ ... معنی ... علیہ ... فرخ فرخ یعنی دو ... ۔

صفہ باب ... قولہ ... یعنی ... کہا مسعود نے دیکھا حضرت عمر نے ... ہوگیا۔

باب ما جاء فی الشوم۔ یعنی نحوست جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں چیز کی نحوست سے

سے یوں ہو گیا تو زادو رعا سمجھا ہو پس بموجب حدیث کے خود دوسری حدیث میں ... منع
مخصوص ہے اور یوں بھی وجہ تعلیل ہے کہ شوم سے مشتبہ ہو تی ... خوشی ساتھی ہیں
سو وہ نئی شوم مجھنے والے ہیں اس میں جو فرمایا ہے وہ شوم بتلاتا نہیں ہے۔ ... تین چیز
کی تخصیص اسلئے ہے کہ ان میں زیادہ ہوتا ہے **قولہ** ... دینار ... سفیو
ابن دینار بھی کہتے ہیں۔

باب ... المولود ... کے معنے یہ ہیں کہ جب مولود پیدا
ہو بلکہ آدھا دن میں نام رکھدیا جاوے۔ مگر بعض روایت ترک کر دی اور اس حدیث سے
یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عقیقہ کے ساتھ تسمیہ ہو جاتا ہے۔ ... شعر ... سیوطی
ہے کہ عقیقہ کا ارادہ ہو اگر اسکا ارادہ ہو تو اولی یہ ہے کہ عقیقہ تک تاخیر رہے۔

باب ... **قولہ** ... اسلئے نہ کہ ممانعت نہیں کہ
بدفالی ہوتی ہے کیونکہ وہ تو خود احادیث میں ممنوع ہے۔ بلکہ اسلئے ہے کہ بعض اوقات
کی اجابت اس قسم کی ہوتی ہے کہ اسمیں دعا درجہ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ پس ممکن ہو
کہ شاید یہ کلام اسی وقت کے مطابق ہو جاوے اور بے برکتی ہو جاوے ... کی
صورت بھی ہے اسلئے اجتناب بہتر ہے۔

باب ... **قولہ** ...
لوگ اشعار میں آنحضرت صلعم کی مذمت کرتے تھے حضرت حسان بن ثابت ان کو جواب دیا کرتے
تھے۔ **قولہ** ... قراءة الشعر **قولہ** ... **قولہ** ...
کانت عمرة القضاء۔ خلاصہ اعتراض حاشیہ کا یہ ہے کہ شہادت عبداللہ بن رواحہ کی غزوہ جنگ
موتہ میں ہوئی اور جنگ موتہ عمرة القضاء کے بعد ہوئی۔ **قولہ** ... درست پڑھتے
تھے **قولہ** ... ویاتیک بالاخبار من لم تزود ... یعنی ... ... نہیں دیا جاتا ... یعنی
زمانہ کیونکہ زمانہ کی گردش سے خود بخود حالات اور خبر معلوم ہوتے ہیں ... ...

ابواب الامثال

باب ما جاء فی مثل اللہ عز وجل لعبادہ قولہ علی کنفی الصراط یعنی راستے
کی دونوں جانب میں دو دیواریں ہیں ان میں کھلے ہوئے دروازے کھلے ہیں۔ اور دروازوں پر پردے
ہیں اور ایک داعی ہے ولاان دروازوں کے سرے پر کھڑا ہے اور ایک بلندی پر کھڑا ہے اور
رستے میں ہر ایک دروازے میں سے داعی ہے کہ اپنی طرف بلاتا ہے اور اوپر کا داعی منع کرتا ہے
دروازے کو داعی واعظ یہ ایک فرشتہ ہے اور دروازے کے داعی شیاطین ہیں کہ خدا کی حدود میں جاکر
داخل کرتے ہیں قولہ حدثنا محمد بن بشار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ الجن کو حضرت
عبداللہ بن مسعود حضرت صلعم کے ہمراہ تھے اور لیلۃ الجن چھ دفعہ ہوئی ہے ممکن ہے کہ
آنحضرت صلعم کا وضو نبیذ سے اسی رات میں ہو پس ترمذی کا اعتراض باقی ہیں اس طرح پر کہ
حضرت عبداللہ بن مسعود ہمراہ نہ تھے مندفع ہوا۔ اور یہ لوگ جو پہلے آئے تھے جن تھے اور
حضرت صلعم کی خدمت میں بواسطے گئے تھے۔ اور یہ محض حضرت کی تلاش میں آئے تھے۔ قولہ
[illegible] یعنی [illegible] ہیں آپ کو بہتر [illegible] سے یعنی سویا نہیں۔

باب ما جاء فی مثل المؤمن القاری للقرآن وغیر القاری قولہ فاستقیمہ
[illegible] موخر سے ورنہ وقت فی یعنی کا ضمیر ہے۔ کما لا یخفی،

باب حدثنا [illegible] قولہ [illegible] سکو کہتے ہیں کہ جیسی آو زبیٹھی ہوئی ہو۔

باب ما جاء [illegible] قولہ فجعلت الدواب والفراش یقعن فیہا،
یعنی [illegible] کی تھی دواب اس میں گرنے لگے۔ الغرض پہلی مثال میں
[illegible] ایک بیت کو دوسری بیت سے تشبیہ دیگئی ہے۔ قولہ وانتم تقحمون، صحیح
یہ ہے کہ [illegible] مقدم ہے۔ [illegible] بمعنے شبہ نشین۔

ابواب فضائل القرآن

صہ باب ماجاء فی فضل [illegible] قولہ [illegible] حدیث [illegible]
اس بات کی نفی کہ ان سور کا ثواب تہائی خود نہیں آسکتی کیونکہ ب حدیث سے معلوم ہو کہ ایک
آیۃ الکرسی جو کہ بدرجہا بقرہ اور آل عمران سے چھوٹی ہے سب سے بڑی ہے
تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ دو سورتیں چھوٹی نہیں بڑی ہیں۔

صہ باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص قولہ [illegible]
میں گمان کرتا ہوں کہ اسوقت حضرت کا گھر کو جانا اسواسطے تھا کہ شاید کوئی وحی آسمانی قرآن
نازل ہوئی ہوگی پھر آکر پڑھا وعدہ کرینگے۔ قولہ [illegible] اس حدیث
سے یہ لازم آتا ہے کہ تکرار سورہ اور تعدد فرائض میں جائز ہو کیونکہ حضرت نے سکو دخول
جنت کی بشارت دی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ دخول جنت کی بشارت سکی محبت پر ہے
ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو اس فعل سے منع فرما دیا ہو۔ کیونکہ اگر اجازت ہوتی تو ضرور
صحابہ اسپر عمل کرتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسکی خصوصیت ہو اسکی بھی یہی دلیل ہے [illegible]

صہ باب حدثنا احمد قولہ ما اذن اللہ بعبد یعنی نہیں کان لگاتا اللہ تعالیٰ
عبد کیلئے کسی چیز میں کہ عمدہ ہو دو رکعت سے کہ پڑھے اسکو عبد۔ قولہ وما تقرب العبد یعنی
نہیں قرب عباد کا اللہ کیطرف بمثل اس چیز کے کہ نکلی ہے وہ اللہ سے یعنی کلام الٰہی۔

ابواب القراءات

صہ قولہ ھو کانت عندہ یعنی ابن عباس اور عمرو بن العاص میں جب جھگڑا ہو
تو اسیوقت کعب الاحبار یہودی سے تائید کیواسطے دریافت کیا کہ توریت میں یہ قصہ کیونکر ہے
تاکہ اسکے معنیٰ کی مناسبت سے معلوم ہو جاوے کہ یہاں کونسا لفظ چاہیئے۔ گر ابن عباس

کے پاس ابی بن کعب تک روایت ہوئی تو کعب الاحبار کیطرف اس تحقیق میں کیوں محتاج ہوتے یہ جھگڑا ابتداء میں ہوا تھا اور کعب الاحبار حضرت عمر رض کے زمانہ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ فافہم

صفحہ **باب** ما جاء ان القرآن انزل علی سبعة احرف ۔ اصل یہ ہے کہ قرآن شریف اصل میں قریش کی زبان پر اترا تھا۔ جب آنحضرت صلعم نے مشاہدہ فرمایا کہ زبان قریش فصیح ہے اور ہر ایک شخص زبان قریش کا تلفظ نہیں کر سکتا بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے عرض کرایا حکم ہوا کہ ہر ایک شخص کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنے کا مجاز ہے۔ اور اسوقت عرب میں سات زبانیں تھیں اور اکثر لغت میں بھی فرق تھا جب حضرت عثمان رض کا زمانہ ہوا اور باہم قرآن شریف میں بہت اختلاف ہونے لگا اسوقت حضرت عثمان رض نے باجماع صحابہ لغت قریش کو جاری کیا تاکہ یہود و نصاری کیطرح قرآن شریف میں تحریف نہ ہونے لگے۔ اور اسوقت لغت قریش کا پڑھنا چنداں دشوار نہ تھا کیونکہ تعلیم پرانی ہو چکی تھی۔ اور سات قرات متواترہ صرف لغت قریش ہی میں ہیں۔ **قولہ** اقرأنیہا رسول اللہ ہکذا انزلت ۔ باعتبار مآل کے فرمایا کیونکہ اصل نزول لغت قریش میں ہوا تھا بعدہ جبکہ اوروں کی اجازت ہو گئی تو گویا وہ بھی انزلت ہو گیا۔

ابواب تفسیر القرآن

صفحہ **قولہ** ومن سورة فاتحة الکتاب ۔ یہ معطوف ہے فی الذی یفتتح القرآن بہ ہذہ لی ۔ یعنی یہ میرے ساتھ مختص ہے۔ اور ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ یہ عبد میں اور مجھ میں مشترک ہے۔ و اس سے آگے کا مضمون اخیر تک عبد کے ساتھ مختص ہے **قولہ** ما خاف علی مطیتہ الشرق ۔ گمراہ غیب ہے۔

صفحہ سورة البقرة **قولہ** دخلوا متزحفین ۔ یہ درحقیقت تبدل کی تفسیر ہے **قولہ** حبۃ فی شعرۃ یعنی حبۃ فی حبۃ شعیرۃ **قولہ** ولا لعنتہ ۔ اری کل حی ۔ اصل یوں ہے کہ وہ یوں سمجھتے تھے کہ جب اللہ تعالی نے من شعائر اللہ ۔ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ طواف و سعی عبادت ہے۔ اور چونکہ امر صورت میں خبر کی ہے اس سے معلوم ہو

کہ یہ بھی واجب ہے کیونکہ امر استحباب کیلئے ہے، اور اباحت کیلئے جب ہوتا ہے کہ کوئی قرینہ صارفہ صیغہ حقیقی سے موجود ہو، اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے اور [illegible] ہے۔ خدا نے اس وجوب کو صراحت سے دور کر دیا معلوم ہوا کہ مستحب ہے۔ اگر سعی کرے تو ثواب ہے ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رد کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے وجوب کو ثابت کیا بطواف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ جب حضرت سے طواف ہوا اور کبھی ترک کرنا ثابت نہیں ہوا اور تمام مسلمین نے کیا، اور سعی کے ترک پر دم بھی ہے کہ دم دینا آتا ہے، اور وعید اور جو بدون واجب کے نہیں ہو سکتا تو معلوم ہوا کہ واجب ہے اور عروہ کا اشتباہ غلطی بیان کیا کہ تیرا یہ قول کا جناح ہونا نفی وجوب کیلئے ہے جب ہو سکتا ہے کہ ان لا یطوف ہوتا۔ کیونکہ تیرے نزدیک بھی مسلم ہے کہ پہلے وجوب ہو گیا تو ہو پھر بھی ہو گیا کیونکہ واجب کے کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ترک پر گناہ ہوتا ہے۔ باقی رہا اگر عروہ یوں کہتا تو گنجائش تھی کہ جب وجوب شعائر اللہ سے ثابت ہو گیا تو نفی جناح کی بیچ پھر لا جناح کا کیا فائدہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا فائدہ بیان کیا کہ [illegible] اساف و نائلہ نام صفا مروہ پر رکھے تھے انکو لوگ پوجتے تھے۔ اور مکہ مدینے کے درمیان مناۃ دریا کے کنارے پر رکھا تھا انکو انصار لوگ مانتے تھے۔ مدینے کے لوگ پہلے صفا و مروہ میں سعی نہیں کرتے تھے کہ یہ انکے بت کی جگہ تھی۔ جب اسلام شائع ہوا اہل مکہ و مدینہ دونوں سعی صفا مروہ کو جاہلیت سے جان کر گناہ سمجھتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے [illegible] کر دیا۔ ہر چند وجوب اسکا من شعائر اللہ سے مستفاد ہو سکتا تھا مگر وہاں اشارۃ النص سے مستفاد ہوتا تھا یہاں عبارۃ النص سے سمجھا دیا تاکہ تاکید ہو جاوے۔

ف ۱ قولہ ولقد سمعت رجالا من اھل العلم الخ حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمن بن حارث نے کہا کہ یہ اسکی تقریر اہل علم سے سنی ہے وہ بھی اسکے قریب ہے مگر اس میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔

ف ۲ قولہ فمن تطوع یعنی یہ دونوں امر زائد ہیں، لیکن حج میں داخل نہیں مگر اس سے نفی وجوب کی لازم نہیں آتی، ومن تطوع خیرا... کا سبب متصل [illegible] اسی امر کو

[illegible] بھی فرد تیح ہوں ۔ ورنہ قیام غیر مرتبط ہوگا ۔ مختصراً قطر رہ ای قبل وقت الافطار
[illegible] یعنی جو شخص افطار کرکے بغیر کھانا کھائے سوتا اور پھر کھاتا تو کھانا حرام
[illegible] قولہ [illegible] تفسیر کے بعد سپر استشہاد بیان فرمایا کہ خدا نے فرمایا
[illegible] ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ دعا بھی عبادت ہے ۔ اسلئے کہ وعید بغیر عبادت کے نہیں
[illegible] ممکن ہے کہ دعا عبادت نہ ہو ۔ اور یہ وعید عبادت کیلئے ہو ۔ تو جواب اسکا
[illegible] غیر مرتبط ہو جاویگا ۔ ربط جب ہی ہو سکتا ہے کہ دعا کو فرد عبادت
[illegible] ہو جاوے ۔ قولہ [illegible] یعنی جو کچھ فرمایا تھا وہ سفیان کو یاد نہیں رہا ۔
[illegible] روایت میں آیا ہے کہ فرمایا تو عریض القفا ہے ۔ اور
[illegible] ہے کہ تیرا تکیہ بہت بڑا ہے کہ دونوں خیط سکے نیچے آگئے ہیں ۔ بعض
[illegible] کہا کہ تو بے وقوف ہے کیونکہ جسکی بڑی گردن ہوتی ہے وہ
بیوقوف [illegible] ہے ۔ کیونکہ [illegible] اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرتے بلکہ
[illegible] مطلب نہیں سمجھے ۔ قولہ وعلی ہذا مصر ۔ لشکر مختلف تھا جو
[illegible] افسر تھے ۔ اور ایک جماعت پر فضالہ افسر تھے ۔
[illegible] نے کہا اے لوگو تم اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہو درحال
[illegible] اسلام بہت ہو گئے ہیں ۔
[illegible] کی ضرورت نہیں قولہ لا ادری [illegible]
[illegible] قولہ [illegible] یہ مضاف الیہ کی
[illegible] قولہ [illegible] عزت پوری ہو جاوے یا یہ کہ آیا
[illegible] ہو جاوے [illegible] لف اولی نہیں ہے
[illegible] سے بھی خطبہ کرتا ہے ۔
[illegible] قولہ [illegible] جواب دیتے ہیں کہ مستقل
[illegible] حاصل کرتے ہیں ۔ حالت بیکسی میں [illegible] مددگار

تہا۔ قولہ فقلت لا و یہ آنحضرت صلعم سے بات [illegible] حدیث افک [illegible] حضرت
عائشہ رض کلام الٰہی میں داخل سمجھ گئیں۔ قولہ [illegible] یعنی [illegible]
ہوتے اسکو خواہش دلی سے مگر اسطرح پر کردیتے [illegible] خود شرم [illegible] ہوتے

صفحہ ۱۲۳ قولہ [illegible] میں [illegible]
کبھی کسی چیز سے نہیں ہوتا۔

صفحہ ۱۲۴ سورۃ [illegible] قولہ [illegible]
کے یعنی اپنے دربان سے کہا کہ اسے [illegible] خلاصہ تقریر ابن عباس رض کا یہ ہے کہ فرشتہ پر
چونکہ مقتضائے بشریت سے مواخذہ نہیں بلکہ بشر پر مواخذہ ہے کہ کسیکو دھوکا دیکر خوش ہو
چنانچہ لگا دئے گیا تہا۔

صفحہ ۱۲۵ سورۃ النساء قولہ نزلت ہذہ الآیۃ فما لکم فی المنافقین فئتین۔ یعنی تم
لوگ بغیر نزول وحی کے دو فریق کیوں ہوئے ہو بلکہ قطعی قتل پر متفق ہونا چاہیے۔ ہرچند
علم الٰہی اسیطرح ہوا کہ انکو قتل نکیا جاوے بلکہ مدینہ خود نکال دیگا۔ مگر تمہیں اپنی رائے سے
مناسب نہیں۔

صفحہ ۱۲۵ قولہ فہولاء الفاظ [illegible] یہاں [illegible] ولی [illegible] بحث سے
خارج ہیں کہ انکی [illegible] کا ثبوت [illegible] ہے۔ قولہ ترض فخذی۔ یعنی میری ران بوجھ کے [illegible]
پھٹنے لگی۔ کیونکہ آنحضرت صلعم وحی کیوقت ثقیل ہوجاتے تھے قولہ وکم قال رجل۔ یعنی
یہی لفظ ہوں یا جیسے رجل یعنی فرد من الناس [illegible] کہتے ہوں۔

صفحہ ۱۲۶ قولہ وکان بنو ابیرق [illegible] یعنی جسوقت مدینہ میں پوچھتے
تھے۔ اسوقت بنو ابیرق نے کہا کہ تمہارا چور لبید ہے اور حال یہ ہے کہ لبید ہم میں آدمی مسلمان
تہا۔

صفحہ ۱۲۷ قولہ الشک من ابی عیسیٰ۔ یعنی ترمذی کو شک ہوا جو کچھ استاد نے کہا تھا
وہ ٹھیک یاد نہ رہا قولہ [illegible] یعنی جب سدفہ کے پاس گیا تو حسان بن ثابت
نے اشعار میں اسکی مذمت لکھی۔ پس سدفہ نے اسکا اسباب اپنے سر سے اٹھا کر بطحا میں ڈالدیا

اور کہا کہ تو میرے وسطے حسان کے شعر کو تحفہ بنا باہے کہ تیرے سبب سے اسے میری مذمت
کہی مجھے مجھ بنا نبوت کی قولہ امر بحالہم ... آخر سے مراد آخر حقیقی نہیں ہے
بلکہ مراد یہ ہے کہ فرائض کے باب میں یہ آخر نازل ہوئی ہے۔ قولہ ما انفق منذ خلق
السموات والارض یعنی کسقدر خرچ کیا جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا قولہ وکان عرشہ
علی الماء یعنی اسوقت سے عرش پانی پر تھا۔

صفحہ ... سورۃ ... قولہ ... پہلے آنحضرت صلعم نے
بنو اسرائیل کا قصہ بیان کیا بعدہ اپنی امت کی طرف خطاب کر کے کہدیا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم رائی
پا جاؤ گے جبتک اپنے سر کو دیکھکر ... نہ ہو۔

صفحہ ... قولہ ... یعنی تحمل اطاعت کیا ہو قولہ یری الناس منہا غیری و
غیر عدی ... یہ ہے کہ جب کوئی شخص سفر میں جاوے اور اسکو موت آ جاوے تو چاہیے
کہ دو آدمی کو اپنی قوم سے وصیت کر دے۔ اور اگر اپنی قوم کے نہوں تو اور قوم کو کر دے۔ وہ
لوگ اس متوفی کے عزیزوں کو سب اسباب دیدینگے۔ اگر بالفرض اولیاء متوفی کسی چیز کو اسکے اسباب
میں سے نہ پاویں تو وہ ... شاہد گذاریں۔ اگر انکے پاس شاہد نہیں تو یہ لوگ جو کہ سب
اسکا اسے ... قسم کھاویں اسوقت ... بعدہ اگر وہ گم شدہ چیز بکتی ہوئی
... کسیطرح ... متوفی مدعی ہو کر دعوی کریں۔ اگر ... کہے کہ میں نے
یہ چیز ... وغیرہ کے تو وصی لوگوں سے اسی سبب
... اگر ثبوت پہنچ گیا فبہا ورنہ تو لیا ... علم کے موافق
قسم ... دو آدمی قسم کھاویں کہ ہمارے مورث نے اسکو ہبہ وغیرہ سے
... وصی لوگوں
... معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو چاہیے کہ
... اولیاء متوفی ... ثبوت ... کے پیچھے
... اسباب
... آنحضرت صلعم کی خدمت میں دعوے

پیش کیا۔ یہ لوگ منکر ہو کر قسم کھا گئے پس شہادت نہ تھی [illegible]
ایک مدت کے وہ پیالہ مکہ میں ملا [illegible] تمیم داری [illegible]
عدی و تمیم داری سے ایک ہزار درہم کو خریدا ہے جب ان سے دریافت ہوا تو [illegible]
کہ ہمنے تمہارے مورث سے خرید لیا تھا سو اسکے گواہ نہیں [illegible] شہادت [illegible] ہو نہ
سکی [illegible] متوفی کی طرف سے عمرو بن العاص [illegible] ایک شخص نے قسم کھالی
کہ ہمارے مورث نے انکے فروخت نہیں کیا لہذا وہ جام [illegible]
بائع نے عدی اور تمیم داری سے رجوع کیا۔ مگر یہ لوگ بھاگ گئے تھے جب یہ آیت نازل
ہوئی تو یہ دونوں ڈر گئے اور تمیم داری نے جاکر [illegible] پانسو درہم [illegible]
اور کہا کہ باقی پانسو عدی سے لیجیے۔ انہوں نے نالش کرکے عدی سے باقی [illegible]
اس حدیث سے جو ظاہر مفہوم ہوتا ہے وہ واقعہ اصلی کے خلاف ہے لہذا اسکی تاویل کرلی
چاہئے اسطرح پر کہا ہے کہ جیسے کسی مقام کی بات یاد آئی وہ ذکر کردی [illegible] صورت یہ
ہے کہ جب قصہ بیان کرنا شروع کیا وضعوا البیّنۃ عندہ تک مرتب بیان کیا۔ بعدہ [illegible]
کا قصہ ذکر کردیا جبکہ وہ جام بکتا ہوا پکڑ گیا اور انکے شراء پر شہادت نہ پیش کرسکی [illegible] متوفی کے
وہ جام قسم کھا کر لے لیا۔ اور بائع ثانی روپیہ کیواسطے انکے پیچھے پڑا اور یہ لوگ بھاگ گئے اور
جب مسلمان ہوئے اور معلوم ہوا کہ ہم اس آیت کا مورد بنتے ہیں تو اس [illegible] کو آکر روپیہ دیا
اور باقی پانسو روپیہ عدی کے ذمہ اسکو بتلا دیا جنے نالش کرکے اس سے چھوڑے [illegible]
قولہ فنزعت [illegible]۔ [illegible] کا متمم ہے یعنی پانسو اس سے لے گئے اور ثبوت اسکا
یہ ہے کہ اولیاء نے پہچان کر اپنا پیالہ لے لیا تھا۔ انکو قیمت دینے کے خریدنے میں جھوٹے ہوئے۔
[illegible] عمرو بن العاص۔ یہ اسوقت کا قصہ ہے جبکہ پیالہ پکڑا گیا اور انکے پاس شراء کا ثبوت
نہ تھا۔ [illegible] اور الیھم اور اخبرھم کی ضمائر بل بیالہ کیطرف [illegible] جمع شخص کیطرف
راجع ہیں۔ اور قولہ ثم [illegible] رسول اللہ [illegible] و قولہ فحلف [illegible] کا متمم ہے۔ اور اسکے
پیچھے ورثہ بعض اسماء ترتیب بیان شدہ کا ثبوت اگلی حدیث میں ہے۔
صد ۱۳۲ قولہ یعنی جیسے حجتہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا جواب تعلیم کردیا

اور شفعاء ،، شفعی قولہ یعنی عدد سے بس تجسیم کو اس قول میں بیان کیا ہے۔

صفحہ ۱۳۳ قولہ اخر سورۃ انزلت سورۃ المائدۃ، یعنی آخر سورہ کا جو کہ تمام نازل ہوئی ہیں کیونکہ ،، اذا جاء ،، تمام نازل ہوئی تھی۔ اور سورۃ مائدہ ہوئی ،، الیوم اکملت لکم دینکم ،، کی تمام نازل ہوئی تھی۔ اسکے بعد کوئی سورۃ پوری نازل نہیں ہوئی صفحہ ۱۳۳ قولہ فقال النبی صلعم انہا کائنۃ ولم یات تاویلہا بعد ،، یعنی آنحضرت صلعم نے ،، من تحت ارجلکم ،، الی آخرہ پڑھکر فرمایا کہ خبردار دوسری شق یعنی ،، او یلبسکم شیعا ،، تو ہونے والی ہے۔ اور ابھی تک اسکا مصداق نہیں ہوا ہے بلکہ میرے بعد ہوگا حضرت معاویہ رض کے زمانے میں اسکا تحقق ہوا۔ قولہ سد اعظم خلقہ مابین السماء والارض ،، یعنی اسکی خلقت کی بڑائی ،، ما بین السماء والارض کو پر کرنے والی تھی۔

صفحہ ۱۳۳ قولہ من سرہ ان ینظر الی الصحیفۃ التی علیہا خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلیقرأ ،، یعنی جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس صحیفہ کو جس پر آنحضرت صلعم کی مہر ہو وہ اسی آیت کو پڑھ لے۔ گویا یہ ایسی آیت ہے گویا صحیفہ محمدیہ مہر شدہ ہے کنایہ ہے پختگی سے۔ قولہ ثلث اذا خرجن الخ طلوع شمس اور خروج دابہ کی ترتیب سے اختلاف ہے۔ بہرکیف متصل ہونگے۔ ایکدن یہ اور ایکدن وہ طلوع شمس اور خروج دابہ میں کچھ اشکال نہیں ہے کہ اسوقت بیان نفع نہ دیگا۔ مگر دجال میں بہت اشکال ہے کیونکہ دجال حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں ہوگا اور اسکے بعد مدتوں تک طلوع شمس میں وقفہ ہے اور طلوع شمس تک برابر توبہ قبول ہوتی رہے گی۔ پس تاویل یہ کیجاوے کہ مجموع مراد ہے۔ یا یوں کہا جاوے کہ دجال کو بھی ایسے ہی شمار کر لیا کہ اسوقت کا کفر اسقدر راسخ ہوگا کہ پھر توفیق توبہ کی نہوگی۔ بہرکیف ،، لا ینفع نفسا ایمانہا ،، صادق آتا ہے دجال کیوقت کوئی راغب نہوگا۔ اسلئے مفید نہوگا۔ اور دابہ اور طلوع کے وقت اگر کوئی ارادہ بھی کریگا جب بھی نافع نہوگا۔

صفحہ ۱۳۳ سورۃ الاعراف ،، قولہ فساخ الجبل یعنی دھنس گیا پہاڑ۔

سورۃ الانفال قولہ ثم لا تعمہ من ورائہ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ آنحضرت

کے پیچھے سے چپٹ گئے یہ اسپر وال نہیں کہ ابوبکرؓ علم ہوں علّو وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
مقام خوف میں تھے اور حضرت ابوبکرؓ مقدم رجا میں، ہر ایک مقام کا علیحدہ مقتضا ہے

صفحہ ۱۳۳ قولہ قیل لہ علیک العیر لیس دونہ شیئ۔۔ اس قصہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب
شام کی طرف تجارت کے لئے مع قافلہ جایا کرتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خیال ہو
کہ انکو لوٹنا چاہیے اسلئے جاسوس مقرر کیا کہ بوقت واپسی قافلہ آنحضرت صلعم کو اطلاع دیں
جب واپس آئے جاسوس نے خبر دی کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض ہمراہیوں کو جو کہ حاضر
تھے ہمراہ لیا اور باقی لوگوں کو اطلاع نہیں دی جس سے بہت لوگ مختلف ہوئے تھے اور ابوسفیان
کو بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے تعاقب میں ہیں اسلئے وہ راستہ کاٹ
کر دوسری طرف ہو لیا اور ایک شتر سوار کو ابوجہل وغیرہ کی طرف روانہ کیا کہ مسلمان ہمکو
لوٹنا چاہتے ہیں۔ ابوجہل لشکر ہمراہ لیکر مدد کو آیا۔ بمقام بدر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا مقابلہ ہوا مسلمان غالب آئے اور کفار بھاگ گئے اور قریب ستر آدمی کے پکڑے گئے
اسوقت صحابہ نے کہا علیک العیر یعنی آپ قافلہ ابوسفیان کو بھی پکڑ لیجئے وہ بھی یہاں
قریب ہے۔ اس قافلے میں اور آپ میں کوئی حجاب نہیں ہے۔ حضرت عباسؓ نے
قید میں سے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے احدی الطائفتین کا وعدہ
کیا ہے اور وہ پورا ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی۔ قولہ من یقول
هذا الا ابوهريرة الآن۔ یعنی اب ابوہریرہ کے سوا کون ہے سے روایت کرنے والا کون
ہے۔

صفحہ ۱۳۵ سورۃ التوبہ قولہ غیر بخس من عمل الجاہلیة۔۔ یعنی جو شخص قبل سود
لے چکے ہوں خیر لیکن آیندہ کو سود نہ لیویں۔ صرف اصل لیویں سوائے عباس بن عبد المطلب
کے کہ وہ اصل بھی نہ لیگا۔ بلکہ جو سود لینا ہے وہ اصل میں شمار کر دیا جاویگا۔ قولہ دم
ابن ربیعة۔۔ اصل میں یہ دم ایاس بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کا ہے کہ وہ مقتول
ہوا تھا لیکن بعض روایات میں یہ دم باپ کی طرف منسوب ہے۔ اور بعض میں دادا کی
طرف، کوئی تعارض کی بات نہیں ہے۔ قولہ ثم دعاہ۔۔ کے معنے یہ نہیں ہیں کہ حضرت

بوبکر رضہ کو طلب فرمایا تہا ورنہ اگلی حدیث سے تعارض ہوگا۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ خط کے ضمن میں
بلایا یعنی خط میں انکو یہ مضمون لکھا۔
صفحہ ۹۳ **قولہ** الفلان یوم کذا وکذا ۔ یعنی اسکے دن شمار کرکے بتاتے کہ فلان روز یہ کہتا
تھا اور فلاں روز یوں کہتا تہا **قولہ** اعطی قمیصہ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ
قمیص عوض میں دیا تہا کیونکہ اس شخص نے حضرت عباس رضہ کو بوقت رہائی قید کے قمیص
دیا تہا وہ چونکہ قد آور آدمی تھے اور کسی کا قمیص انکے بدن کے برابر نہیں آتا تہا۔ **قولہ** تماری
الرجلان فی المسجد الذی اسس علی التقوی ۔ مسجد قبا کا اسس علی التقوی کا فرد ہونا
مسلم فریقین تہا بلکہ اسکے حق میں آیت نازل ہوئی ہے۔ نزاع اسمیں تہا کہ مسجد نبوی بھی
ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسجدی یعنی میری مسجد بھی اب ایسی صورت میں پہلی
روایت اور اس روایت میں تعارض نہ رہا **قولہ** فلم اتخلف ۔ یعنی میں کسی غزوہ میں
تبوک تک غائب نہیں رہا سوائے بدر کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی متخلف بدر
کو عتاب نہیں کیا تہا اسلئے کہ قافلے کے ارادے پر نکلے تھے۔ اور جب قریش اپنے قافلے کی
فریاد کو پہنچے تو راستہ میں بلا وعدہ مقابلہ ہوگیا تہا اور مجھکو اپنی بقا کی قسم ہے کہ آنحضرت
صلعم کے سب مشاہد میں سے بدر اشرف تہا اور میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ لیلۃ العقبہ کی جگہ
بدر میں حاضر ہوتا اسلئے کہ وہ لیلۃ العقبہ ایسا وقت تہا کہ اسمیں ہم اسلام پر مضبوط ہوئے
تھے اسکی اصل یہ ہے کہ نبوت کے سال لوگ چھ آدمی حج کو آئے ہوئے تھے انہوں نے مقام عقبہ پر
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخفی طور پر بیعت کی تھی اور یہ بھی وعدہ کیا تہا کہ ہم آپ
کی مدینہ میں خبر گیری کرینگے دوسرے سال بارہ آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ تیسرے سال ستر
آدمیوں نے کی اور کعب بن مالک انہیں بارہ آدمیوں سے کے تھے جنہوں نے دوسرے سال
بیعت کی تھی پس وہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم بدر سے واپس تشریف فرما
ہوئے میں حاضر خدمت مبارک ہوا اس وقت آپ کے چہرۂ مبارک پر ایک خوشی معلوم
ہوتی تھی یہاں سے آگے قصہ محذوف ہے۔ وہ یہ ہے کہ کعب بن مالک اور دو شخص
متخلفین پر آنحضرت صلعم بہت ناراض ہوئے یہاں تک کہ یہ لوگ نادم ہو کر چلے آئے

اور پچاس دن تک اپنے گھر میں نادم ہو کر بیٹھے رہے اور صحابہ نے ان لوگوں سے سلام بھی ترک کر دیا تھا۔ چونکہ ان تین آدمیوں نے آنحضرت صلعم کے سامنے سچ سچ عرض کر دیا تھا اسلئے خدائے تعالے نے ان تین کی توبہ قبول کر لی اور باقی اسی آدمی بوجہ نا راستی معتوب ہی رہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا" الآیہ اسوقت آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ "ابشر یا کعب بن مالک بخیر یوم اتی علیک" الخ باقی قصہ مذکور ہے۔ بعد اختتام کلام آنحضرت صلعم کے کعب بن مالک نے عرض کیا کہ میں اپنی توبہ کے قبولیت کے شکریہ میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ سچ ہی کہا کروں اور اپنا سب مال خدا کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ رکھ بھی لے، انہوں نے بموجب ارشاد کے خیبر کا حصہ رکھ لیا باقی سب صدقہ کر دیا الخ **قوله** فوجدت آخر سورة براءة مع خزيمة بن ثابت " انہوں نے یہ التزام کیا تھا کہ ہر ایک صحابی کے سینے میں سے آیات کو حفظ کرتے تھے اور صحابہ کے مکتوبات کو بھی لیتے تھے۔ حتی کہ دوسرے کو آیت مکتوبہ کوئی نہیں ملی سوائے آخر سورۂ براءۃ کے کہ یہ آیت صحابہ سے یاد ملی مگر کسی سے مکتوب نہ ملی سوائے خزیمہ بن ثابتؓ کے چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ایک آدمی کی شہادت بجائے دو آدمی کے رکھی تھی۔ اسلئے زید بن ثابتؓ نے انکے مکتوب کو بجائے دو مکتوب کے تصور کیا۔ علیٰ ہذا جب حضرت عثمان رض کے وقت میں قرآن شریف مرتب ہو تب بھی یوں ہی ہوا کہ آخر آیت سورت کی زبانی تو بہت لوگوں سے ملی مگر مکتوب صرف خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی تھی۔

صـ۳۰ **قوله** وقال للرهط القرشيين الثلثة یعنی رہط قریشیین سے جو کہ تین آدمی تھے کہا کہ اگر زید بن ثابت کے ساتھ جو کہ بنی ہذیل میں سے ہے اختلاف ہو تو الخ

صـ۳۰ **قوله** فاخبرني عبيد الله بن عبد الله یعنی عبد اللہ بن مسعود رض کو زید بن ثابتؓ کا نسخ مصحف پر معلوم ہوا اور کہا کہ اے گروہ مسلمین تعجب کی بات ہے کہ میں نسخ مصحف سے معزول کیا جاؤں اور کتابت مصحف کا متولی وہ شخص ہو جو کہ میرے اسلام کے وقت کافر کی پشت میں تھا۔ اور اسی وجہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ نے اپنے شاگردوں سے

کہاکہ سے اہل عراق بیت مصحفوں کو اپنے پوشیدہ کرو۔ اور غلول اسکو کہتے ہیں کہ غنیمت میں سے اپنے پاس رکھ لے۔ خدائے تعالے نے فرمایا ہے کہ جو شخص غلول کرے قیامت کے دن اپنے غلول کو لئے ہوئے آویگا۔ بہتر ہے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے پاس مصحف بھی ہو۔ ذکر کرتے ہیں کہ اسکے علاوہ سے پہلے مصاحف غصب کر لیئے گئے اور حضرت عبداللہ کو حضرت عثمانؓ نے طلب فرمایا تشریف فرما ہوئے اور قرآن شریف ہمراہ لائے مگر نہ دیا اسلئے حضرت عثمان نے سپاہیوں سے کہکر چھنوا لیا کہتے ہیں کہ ایسے جھگڑے میں کوئی چوٹ آگئی تھی کہ اسی میں انتقال ہو گیا۔ اور مصحف حضرت ابن مسعودؓ کو نہ شامل کرنے میں یہ وجہ تھی کہ یہ اپنی رائے سے نہ ملتے تھے اور یہ کام اتفاق کا تھا۔

صفحہ ۱۳۲ سُوْرَۃُ الْہُوْد قولہ تحتہ هواء وماتحته هواء۔ دونوں ما نافیہ ہیں۔

صفحہ ۱۳۲ قولہ قیل عمرو عبدالرحمن بن ابی لیلی عن عمر صغیر یعنی ابن ابی لیلی بوقت شہادت عمر چھ برس کے تھے وہ انسے روایت کرتے ہیں کیونکہ چھ سال کا لڑکا کوئی بات یاد کر لیتا ہے مگر معاذ بن جبلؓ حضرت عمرؓ کی خلافت میں اس سے ایک دو سال پہلے شہید ہو چکے ہیں اسلئے ان سے سماع نہیں ہو سکتا ہے۔ قولہ قال لخلفۃ غازٍ فی سبیل اللہ فی اھلہ بمثل ھذا حتی تمنی انہ لم یکن اسلم الا تلک الساعۃ حتی ظن انہ من اھل النار۔ یعنی آنحضرت صلعم نے اسکو فرمایا کہ تو غازی فی سبیل اللہ کے پیچھے ایسا کر رہا ہے یہانتک کہ ابو الیسر نے آرزو کی کہ کاش میں اب مسلمان ہوتا تاکہ میرے پہلے گناہ جبط ہو جاتے اور حالت اسلام میں مجھکو ایسی حرکت پیش نہ آتی۔ یہانتک اثر ہوا کہ اپنے آپ کو ظن کر لیا کہ میں اہل نار سے ہوں۔ آنحضرت صلعم کو معلوم تھا کہ فلاں غازی اس عورت کا خاوند اسکے گھر میں خلیفہ بناکر چھوڑ گیا ہے۔

سورۃ یوسف قولہ ورحمۃ اللہ علی لوط انہ حضرت لوط پر خدا کی رحمت ہو کہ اس وقت رکن شدید کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔ یعنی یہ فرماتے تھے کہ کاشکے کوئی میری قوم کا ہوتا تاکہ میری اسوقت مدد کرتا اور یہ غیر قوم کیطرف مبعوث ہوئے تھے۔ اسکے بعد خدائے تعالے نے کل الیسق دعا قبول کی کہ کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی طرف کیونکہ اپنی قوم میں ہونے سے بوجہ قرابت کے کوئی نہ کوئی مددگار ہوہی جاتا ہے۔

صفہ سورۃ رعد قولہ فقالوا فاخبرنا عما حرم اسرائیل علی نفسہ الخ یہود نے یوں کہا کہ ہمکو بتلائیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کر لیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا خداوند تعالی سے نذر مانی تھی کہ جو چیز مجھکو زیادہ محبوب ہے وہی اپنے اوپر حرام کردونگا۔ اگر مجھکو صحت مرحمت ہو۔ جب شفا عنایت ہوئی تو معلوم کیا کہ کون چیز مجھکو زیادہ محبوب ہے جسکو حرام کردوں معلوم ہوا کہ اونٹ کا دودھ اور گوشت مجھکو بہت محبوب ہے۔ اسلئے اسکو حرام کردیا انکی شریعت میں جائز تھا۔

سورۃ ابراھیم قولہ قال فخبرت بہ ابا العالیۃ۔ حماد نے کہا کہ میں نے ابو العالیہ سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ شعیب نے راست کہا۔ قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض زمین کے دو تبدل ہیں ایک ذاتی دوسرا صفاتی۔ صفاتی تو میدان حشر میں ہوگا۔ اور ذاتی یہ ہوگا کہ زمین کی روٹی بناکر جنتیوں کو کھلائی جائیگی۔ اسلئے کہ بعض ملکوں میں کوئی میوہ ہوتا ہے۔ اور بعض آخر میں نہیں ہوتا۔ زمین جامع سب لذت کی ہے۔ جب روٹی بنکر جنتیوں کو کھلائی جاویگی تو ہر ایک کو ہر ایک میوے کی لذت آجاوے گی اور یہاں آیت میں تبدل ذاتی مراد ہے۔ حضرت عائشہؓ کو یہ وہم ہوا کہ جب مسئلہ یوں ہے کہ پہلے بمجرد دخول جنت کے ہی بہشت کو زمین کی روٹی کھلائی جاوے گی تو روٹی پہلے تیار ہونی چاہیئے۔ اور جب زمین کی روٹی پہلے بنیگی تو اس وقت میں لوگ کہاں ہونگے۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ اس وقت لوگ زمین پر نہ ہونگے بلکہ پل صراط کے کنارے پر ہونگے کیونکہ وہ جہنم کا پل ہے۔ اور جہنم اسقدر بڑا ہے کہ اسکے پل کا کنارہ یعنی اسکی دیوار کی منڈیر اسقدر ہے کہ سب لوگوں کو کافی ہے۔

صفہ ۱۲۹ سورۃ بنی اسرائیل قولہ حسبتہ۔ قال مضطرب۔ راوی کہتا ہے کہ فاذا رجعن تک مجھکو تعداد یاد ہے آگے ظن ہے کہ مضطرب کہا تھا یا کوئی اور لفظ اسکے ہم معنے۔ قولہ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن یہ بھی فتنہ ہے کیونکہ فہم میں نہیں آتا کہ وہ کون شجرہ ہے جو اسی آگ میں سبز ہے اور جلتا نہیں ہے۔

صفحہ قولہ فی الروح من عربی، وہ لوگ اس جواب کو سنتے تسلیم کر گئے کہ کسی کتاب میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

صفحہ قولہ دل شعبہ یقول قد استتہ یعنی سفیان نے تشریح کر دی کہ "قد اقیمہ" کے معنے میں قد استتہ۔ اور شیخ کا روی کہتا ہے کہ کبھی مسعر نے یا حماد نے "قد قولہ" کی جگہ قد دعہ کہا ہے قولہ دل توجہ فیہ الکعبہ۔ عشتمر عشرہ۔ یہ فرض حذیفہ کا مذہب تھا کہ جہاں حضرت نماز پڑھتے تھے وہاں نماز پڑھنی واجب ہے۔ اور اوزاعی کے نزدیک بھی مسلم ہوگا ورنہ تردید کرتے۔ قولہ حطوہ عند بصرہ، یعنی جہاں اسکی نظر پہنچتی تھی وہاں قدم پہنچتا تھا۔ یہ کنایہ ہے سرعت سیر سے قولہ ولا فخر، یعنی میں فخر سے نہیں کہتا ہوں بلکہ اظہار شکر نعمت کا کرتا ہوں قولہ فیفزع الناس ثلث فزعات، یعنی تین گھبراہٹ ہونگی۔ ایک دفعہ گھبرا وینگے اور کوئی تدبیر سوچینگے پھر گھبرا وینگے اور کوئی تدبیر کرینگے۔ علی ہذا تیسری دفعہ گھبرا کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے۔ قولہ قال سفیان لیس عن انس الا ہذہ الکلمۃ یعنی سفیان نے کہا کہ اس ابو سعید خدری کی روایت میں اور کوئی لفظ سوائے اس کلمہ کے نہیں۔ باقی اسکے لفظ اس روایت میں متروک ہیں۔

سورۃ کہف قولہ فانی بارضک السلام، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری اس زمین میں سلام کہاں سے آیا یہاں سب لوگ کفار ہیں اور سلام علامت ایمان کی ہے۔ قولہ قال ہذہ اشد من الاولی آپ نے فرمایا کہ یہ مخالفت پہلے سے سخت تھی کیونکہ اس میں کہا کہ الم اقل لک لفظ لک کا زیادہ کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلی دفعہ صرف نسیان تھا۔ دوسری دفعہ نسیان مع الشرط تھا۔ یعنی شرط کر دی تھی کہ اب اگر پوچھوں تو مفارقت کر دیجئے گا۔ ان دو دفعہ کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ واقعی علم الٰہی تجھ میں منحصر نہیں ہے اور ان علوم سے مجھکو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ میں صاحب شریعت ہوں اور یہ وقت وہ متضاد صاحب شریعت کو مضر ہے۔ ورنہ ہر وقت امت کے گناہ دیکھکر بدد عا کر دیا کرے۔ تو حضرت موسیٰ جیسے صاحب جلال کو اسلئے عمداً تیسری دفعہ اعتراض کیا کہ کسی طرح جلد موافقت کر دیں۔

صفحہ ۱۲۴ **قولہ** قال علی بن المدینی حججت حجا ولیس لی ھمۃ الا ان اسمع من سفیان یذکر فی ھذا الحدیث الخبر حتی سمعتہ یقول حدثنا عمرو بن دینار وقد کنت سمعت ھذا من سفیان فیہ ذلک ولم یذکر الخبر۔ علی بن المدینی کہتا ہے کہ میں حج کو گیا اور میرا قصد حج کا یہی تھا سننے کہ سنوں سفیان سے کہ وہ اس حدیث میں عمرو بن دینار سے حدثنا یا اخبرنا کا لفظ ذکر کرے تاکہ وہم انقطاع مندفع ہو جاوے یہانتک کہ میں مکہ میں پہنچا اور سفیان کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ حدثنا عمرو بن دینار۔ اور حال یہ ہے کہ میں نے پہلے یہ روایت سفیان سے سنی تھی اور وہ اس وقت حدثنا، اخبرنا، ذکر نہیں کرتا تھا۔ الرقمۃ۔ ہم جو رسے پن کو کہتے ہیں جو کہ چارپایوں کے پاؤں میں ہوتا ہے۔ الشامۃ۔ ایسے تل کو کہتے ہیں جو کہ چوٹ وغیرہ کا داغ ہوتا ہے۔

صفحہ **سورۃ الحج قولہ** وعرفوا انہ عند قول یقولہ، یعنی صحابہ نے معلوم کیا کہ حضرت کچھ فرما رہے ہیں **قولہ** فیقول یا آدم ابعث بعث النار۔ آدم علیہ السلام کو کہے گا کہ آگ کا لشکر بھیج۔ **قولہ** من ذریۃ ابلیس یعنی یہ جان لو کہ ستر جیسے کہ ہیں یا عتبار بعض بنی آدم کا بنایا جاوے۔ یعنی بنی آدم سے وہ آدم مراد ہیں جو کہ بنی ابلیس کے تابع ہیں۔

صفحہ **سورۃ النور قولہ** کان رجل یحمل الاساری، یعنی ایک آدمی تھا مکہ شریف میں مسلمان قیدیوں کو چوری سے نکالکر مدینہ منورہ میں پہنچایا کرتا تھا۔ **قولہ** وکانت صدیقۃ لہ، یعنی جاہلیت کے زمانے میں اسکی آشنا تھی۔

صفحہ **قولہ** اما بعد اشیروا، بعد حمد وصلوٰۃ کے میں تم سے مشورہ پوچھتا ہوں کہ انکے حق میں کیا کرنا چاہیئے۔ اصل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کسی غزوہ سے واپس آتے تھے ایک روز قریب مدینے کے فروکش ہوئے اور چلتے وقت رحیل کو پکارا ہر ایک شخص تیار ہوا۔ حضرت عائشہ رضہ کچھ تھوڑی دور پیشاب کے واسطے گئی تھیں وہاں انکا ہار گلے میں سے ٹوٹ کر گر گیا وہ اسکو ڈھونڈنے لگیں اور یہ معمول تھا کہ حضرت عائشہ ہودج میں بیٹھ جاتی تھیں۔ اور ایک خادم اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھکر چلا دیتا۔ حسب معمول خادم نے سمجھا کہ حضرت عائشہ رضہ ہودج میں بیٹھ گئی ہونگی وہ لیکر چلا گیا۔ حضرت عائشہ رضہ وہاں سے فارغ ہو کر آئیں دیکھا کہ قافلہ چلا گیا۔ اس غم میں بیٹھ رہیں کہ خود بخود کوئی آکر آنحضرت صلعم کیطرف

لیجی وے گا۔ اس خیال میں لیٹ رہیں۔ بسبب صغر سنی کے نیند آگئی سو گئیں۔ آنحضرت صلعم نے
ہر روز ایک آدمی کو فرماتے تھے کہ وہ پیچھے آتا رہے اور فرو کو خوب تلاش کرتا آئے کہ کوئی چیز نہ رہ جائے
اس روز صفوان بن معطل کی نوبت تھی۔ جب صبح ہوئی دیکھا کہ کوئی عورت لیٹی ہے۔ اس نے
آکر دیکھا۔ حضرت عائشہ رہ نے پردہ کر لیا۔ اس نے اونٹ بٹھا دیا۔ حضرت عائشہ رہ سمجھ گئیں
اور ہودج میں بیٹھ گئیں وہ لیکر چلا آیا۔ الغ قافلہ سے ہیں دوپہر کے قریب پہنچے۔ عبد اللہ بن ابی
منافق نے دیکھ لیا اور اتہام لگانا شروع کیا۔ حسان بن ثابت خزرجی اور مسطح اور حمنہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی سالی بھی اس میں شریک تھیں۔ **قولہ** کذبت اما واللہ الخ جب
سعد بن معاذ نے کہا اسی وقت سعد بن عبادہ خزرجی نے اسکے مقابل میں اٹھکر کہا کہ اگر کوئی
تیری قوم کا ہوتا تو ہرگز یہ بات نہ کرتا۔ اب چونکہ ہماری قوم کے لوگ حسان بن ثابت وغیرہ
اس میں شریک ہیں اسلئے تو ہماری ضد سے کہتا ہے۔ تجھکو کیا حق ہے کہ تو قتل کرے۔ ہم
خود قتل کرینگے۔ **قولہ** فلا یحولہم منہما اللہ منی۔ یعنی ناگہانی حال یہ تھا کہ میری والدہ
کو کچھ بھی رنج نہیں ہوا تب۔ **قولہ** وانتہرھا بعض اصحابہ۔ یعنی حضرت علی رہ نے اسکو
ڈانٹکر کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سچ کیوں نہیں کہتی ہے **قولہ** اسقطوا لہا بہ۔ یہاں تک
کہ صحابہ نے اسکو بسبب حضرت کے بہت برا بھلا کہا۔

صفہ ۱۴ **قولہ** ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ۔ حضرت ابو بکر پہلے مسطح کو بوجہ قرابت
کے کچھ دیا کرتے تھے۔ اس حادثہ کے بعد قسم کھالی کہ اب کچھ نہ دونگا۔ اس آیت میں ان
کی قسم کی تردید نازل ہوئی ہے۔ **قولہ** وأمر برجلین وامرأۃ۔ اس میں اختلاف ہے کہ
منافق کو بھی حد لگائی گئی تھی یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حد لگائی گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ
بوجہ مصلحت کے یا پہلے اسپر ثبوت کامل نہ تھا نہیں لگائی گئی۔

سورۃ الشعراء **قولہ** فعض وکم۔ خاص لوگوں کو کہا درمطلق قوموں کو کہا **قولہ** یا صباحاہ
چونکہ رسم تھی کہ غنیم اکثر رات کو قریب صبح کے پڑتا تھا اسلئے اسی لفظ سے پکارتے
تھے۔ اب مطلق ہوگیا کہ جب کسی امر عظیم کے واسطے جمع ہوتو یہی لفظ بولتے ہیں۔

سورۃ القصص **قولہ** لولا ان تعیرنی بہ قریش انما یحملہ علیہ الجزع لاقررت بہا عینک

یعنی اگر مجھکو قریش لوگ اسطرح پر طعن نہ دیتے کہ اسکو جزع نے یعنی گھبراہٹ نے ایمان پر برانگیختہ کیا ہے تو البتہ تیری آنکھیں اس کلمے سے ٹھنڈی کرتا۔

صـ **سورۃ الاحزاب** **قولہ** خطر خطرۃ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھول گئے اور سجدہ سہو کیا۔ جو منافق لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا کہ پیغمبر میں دو دل ہیں ایک ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور ایک صحابہ کے ساتھ اسلئے متردد ہو کر نماز میں بھول جاتے ہیں۔ **قولہ** قال عمی انس بن النضر سمیت بہ۔ یعنی وہ چچا میرا ہمنام تھا۔

صـ **قولہ** انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس۔ اصل یہ ہے کہ یہ آیت حقیقت میں ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سیاق میں انہیں کا ذکر ہے۔ ورنہ عبارت غیر مرتبط ہو جاوے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کملی میں لپیٹنا اس غرض سے تھا کہ خدائے تعالیٰ انکو بھی اس میں داخل کرے گویا شفاعت کرتے تھے۔ اور اسی وقت سے چند مہینے تک اہل بیت کہکر پکارا کہ لوگ انکا دخول بھی جان لیں۔ اور ام سلمہ سمجھ گئیں کہ مختص ہے ان لوگوں کیساتھ۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ تو داخل ہے اور اپنی عمدہ جگہ پر ہے اور دوسری تقدیر خلاف سوقِ کلام کے ہے۔ **قولہ** ولو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاتما شیئا۔ یعنی اگر حضرت مخفی کرتے تو اسکو مخفی کرتے اسلئے کہ اس میں لوگ طعن کرتے تھے کہ اپنی بہو کے ساتھ نکاح چاہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ زید و زینب میں ناموافقت تھی اور طلاق دینی چاہتا تھا۔ مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کرتا تھا آپ یہی فرماتے تھے کہ تو اپنی بیوی کو روک رکھ اور خدا سے ڈر اور دل میں حضرت ارادہ رکھتے تھے کہ اگر طلاق دیگا تو میں نکاح کرونگا۔ خدا نے ظاہر کر دیا۔ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ۔ وچھپائے رکھتے تھے آپ اپنے دل میں اس چیز کو کہ خدا جسکو ظاہر کرنے والا ہے۔ اور آپ لوگوں سے یعنی طعن سے ڈرتے ہیں۔

صـ **قولہ** ذاتی رجلین۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اٹھنا چاہا اس غرض سے کہ لوگ چلے جاویں جب وہ نہ گئے تو حضرت عائشہ رض کے گھر کو چلے گئے۔ اور جس کام کو گئے تھے اس سے فارغ ہو کر آئے اور دیکھا کہ ویسے ہی موجود ہیں۔ پھر حضرت

انکو ویکھکر دلیر ہو گئے۔ تب انہوں نے سمجھ لیا جھٹ پٹ بھاگ گئے۔

صفہ قولہ و عبد اللہ بن زید الذی کان اُری النداء بالصلوٰۃ - یعنی عبد اللہ بن زید جسکو خواب میں اذان دکھائی گئی تھی - قولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان "یعنی ملائکہ اپنے پروں کے جب خضوع ہو کر بسبب فرمان خدا کے اور حال یہ ہے کہ وہ زنجیر ہے یعنی فرمان الٰہی اس قسم کا مسلسل معلوم ہوتا ہے کہ گویا زنجیر پتھر پر جیسے وہ ایک آواز مسلسل دیتی ہے۔ قولہ فیدموت علیہ شہوب قولہ فیقذفون الی ذویہم - یعنی رمی کئے جاتے ہیں تو اس خبر مسروقہ کو قذف کرتے ہیں اگر پہلے بیان سے جل گئی تو خیر ورنہ وہ خبر نیچے سے مسلسل چلی آتی ہے۔

صفہ سورۃ الصافات قولہ کان موقوف یوم القیامۃ - یعنی نہیں کوئی داعی ہو گا۔ کسی چیز کا سوائے خدا کے مگر وہ مدعو کے ساتھ لازم کر دیا جاوے گا - جو جسکا تابع ہو گا وہ اپنے متبوع کے پیچھے لگا دیا جاوے گا۔

سورۃ ص قولہ و عدلی ذنب مجلس رجل - یعنی ابو طالب کے نزدیک ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ چھٹی ہوئی تھی ابو جہل اٹھکر اس جگہ جا بیٹھا تاکہ حضرت کو مانع ہو - ابو طالب نے کہا آنے دو۔

صفہ سورۃ الزمر قولہ فصعق من فی السموٰت "غرض اس کلام سے اس صحابی کی تعلیم ہے کہ ایسا مشورہ نہ ہونا چاہئے - اگر اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو افضل البشر کہا تو اس قسم کی بات نہیں کہ اسپر زد و کوب کیجائے - آخر ان میں فضیلت جزئی تو موجود ہے۔

صفہ سورۃ الشوریٰ قولہ فقال سعید بن جبیر قربیٰ آل محمد "خلاصہ یہ کہ سعید بن جبیر نے اس استثنا کو متصل بنایا ہے - یعنی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا ہوں مگر یہ اجرت کہ میرے اہل بیت کے ساتھ مودت کرو۔ حضرت ابن عباس نے اسکو رد کر دیا کہ تو نے آنحضرت صلعم کیلئے اجرت مقرر کر دی اور حال یہ ہے کہ انبیاء پر تبلیغ واجب ہے۔ اسپر کوئی اجرت نہیں ہو سکتی بلکہ اسکا مطلب اور ہے۔ اور یہ استثنا منقطع ہے۔ اور یہاں الا بمعنے لکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں

یعنی چونکہ تم لوگوں میں عادت ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار گو بعیدی کا ہو اسکے ساتھ بھی صلہ رحمی کرتے ہو اور تجھے ایسا کوئی نہیں کہ میرے بطن سے کہیں نہ ملتا ہو بس وہی صلہ رحمی میرے ساتھ بھی کرو اور مجھکو ایذا مت دو کیونکہ میں اجرت تو نہیں طلب کرتا ہوں لیکن مودت ذوی القربے چاہتا ہوں۔

صفحہ قولہ ان فیہ لمعتبرا۔ یعنی تحقیق اس میں عبرت کا مقام ہے۔ اور وہ اسی گھر میں قید تھا جو کہ اسے خود بنایا تھا۔ فقلت الحمد للہ الذی یعنی میں نے کہا اے بلال تو ایسا نازک دماغ تھا کہ بغیر غبار کے بھی ناک بند کر لیتا تھا۔ شکر ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اس تیری نخوت کا کفارہ کر دیا۔ بلال نے بھی حدیث سنا کر تصدیق کر دی۔

صفحہ سورۃ الدخان قولہ وجعل یخرج من الارض کھیئۃ الدخان۔ جب اس شخص نے آکر بیان کیا کہ ایک واعظ سورۂ دخان کا وعظ کرتا ہے۔ اور دخان جو کہ قریب قیامت کے ہوگا اس سورۃ کو اسکی شان میں بیان کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ناراض ہوئے کہ سورۂ دخان میں اس دخان کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ یہ دخان ہو چکا ہے جبکہ حضرت صلعم نے تنگ ہو کر بد دعا کی تھی اور لوگوں کو بسبب گرسنگی اور ضعف کے ایک دخان معلوم ہوتا تھا۔ درحقیقت یہ دخان حقیقی دخان نہ تھا۔ اور ممکن ہے کہ حقیقی بھی ہو۔ بہرکیف اس سورۃ میں اس دخان کا ذکر نہیں جو کہ علامتوں میں سے ہے۔ قال منصور ھذا القول ربنا اکشف عنا العذاب الخ۔ اعمش نے کوئی ثبوت اس امر کا ذکر نہیں کیا مگر منصور نے اپنی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اسکا ثبوت بھی بیان کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ دخان وہ دخان ہوتا جو کہ قریب قیامت کے ہوگا۔ تو خداوند کریم یوں کیوں ارشاد فرماتا۔ ربنا اکشف عنا العذاب۔ اسلئے کہ اس دخان کے وقت کوئی فرد بشر نہ ہوگا کہ خدا کو جانتا ہو۔ اور نہ خدا اس دعا کی کسی کو توفیق دیگا اور آگے اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ اگر ہم کشف کرینگے تو تم پھر اسیطرح کرو گے۔ بھلا وہ دخان کشف کیونکر ہوگا وہ تو ہلاکت کے واسطے آویگا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دوسرے دخان سے انکار نہ تھا۔ صرف انکار یہ تھا کہ وہ مورد اس سورۃ کا نہیں ہے۔

سورۃ الاحقاف قولہ فبتنا بشر بیتۃ ما بات بھا قوم۔ یعنی ہمنے ایسی بری رات گذاری کہ
کسی قوم نے نہ گذاری ہوگی۔ قولہ وسألوہ الزاد وکانوا من جن الجزیرۃ۔ یعنی انہوں نے
آنحضرت صلعم سے کھانا طلب کیا کیونکہ جن جزیرے کے تھے۔ یہاں کے باشندے نہ تھے
قولہ تعالیٰ کل عظم لم یذکر علیہ اسم اللہ یقع فی اید یکم اوفر ما کان لحما۔ یعنی جو ہڈی کہ جسپر
بسم اللہ نہ پڑھی جاویگی وہ تمکو ملیگی اس حال میں کہ اسپر گوشت بہت ہوگا۔ اسکی دو تقریریں
ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت نے انکو علامت حلال اور حرام کی بتلائی۔ یعنی تمکو ہڈی دو قسم کی
ملے گی۔ ایک وہ کہ جسپر گوشت زیادہ ہوگا۔ یہ وہ ہڈی ہوگی جو کہ کفار بغیر نام خدا کے قتل
کرکے حیوانات کو کھا دیتے اور وہ ہڈی تمہارے اوپر حرام ہوگی اسکو مت کھانا۔ اور اسکی علامت
یہ ہے کہ اسپر گوشت زیادہ ہوگا۔ اور جسپر گوشت کم ہو وہ سمجھ لینا کہ ذبیحہ مسلم کی ہڈی ہے
اسکو بے شک کھالینا۔ دوسری تقریر اسکی یہ ہے کہ جو مسلمان لوگ بوقت کھانے کے
طعام پر بسم اللہ نہیں پڑھتے اسمیں برکت کم ہوتی ہے۔ اور بقیہ برکت ہڈی پر رہجاتی ہے
اس ہڈی پر تمکو زیادہ گوشت ملیگا۔ اور جس ہڈی پر کم گوشت ملے وہ وہ ہوگی کہ جسپر بسم اللہ
پڑھی جاتی ہے بہرکیف وہ دونوں کھانی جائز ہیں۔ مگر بہتر ہے متقی لوگ زیادہ گوشت والی
سے احتراز کریں۔

صفحہ سورۃ الفتح قولہ ما احقک بان ینزل فیک قرآن۔ تو بہت لائق ہے
اس بات کے کہ قرآن شریف تیری شان میں نازل ہو۔ اور تیرے واسطے قرآن میں لوح
نازل ہو۔

سورۃ الحجرات قولہ وما ذکر ابن الزبیر جدہ۔ یعنی ابابکر۔ یعنی ابن زبیر نے حضرت عمرؓ
کا حال بیان کیا کہ وہ اسقدر آہستہ بولتے تھے۔ مگر اپنے نانا ابوبکرؓ کا کچھ ذکر نہ کیا قولہ
فکیف لکم الیوم۔ یعنی ابو سعید خدریؓ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ نبی جسپر وحی نازل
ہوتی تھی اور وہ صحابہ خیار امت، انکا یہ حال تھا۔ کہ انکے حق میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
اگر نبی تمہاری رائے پر چلے تو تم ہلاک ہوجاؤ۔ بھلا آجکل اگر ہم تمہاری رائے پر چلیں تو کیا
حال ہو۔

صفحہ سُوْرَۃُ الذّاریات قولہ وفی الحمیر یہ سفعت ،، یعنی آپ خبیر حقیقۃ الحال
پر گئے کیونکہ میں خبیر ہوں مجھے آپ نے دریافت فرمایا عرض کرتا ہوں۔ غرض آنحضرت صلعم
کے اس دریافت کرنے سے یہ ہے کہ اس قصہ میں سے جو امر بدون وحی کے نہیں معلوم ہو سکتا
وہ بھی اسکو بتاؤں اور وہ آخیر میں فرمایا قولہ وذکر ندم یوسف علیہم الریح۔ یعنی ہوا کے
خزانے میں سے صرف اسقدر سوراخ کیا گیا تھا۔ قولہ یریدان یبعث عمرو بن العاص
وجہا۔ یعنی لوگوں نے کہا کہ حضرت ارادہ کرتے ہیں لشکر و بن العاص کو دشمن کے مقابلے
میں امیر بنا کر بھیجیں۔ غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ پہلی حدیث سے ابو وائل کے استاذ
کا حال نہیں معلوم ہوا تھا صرف یوں کہا تھا عن رجل عن ربیعۃ۔ یہاں پر بیان ہو گیا کہ وہ
شخص حارث بن یزید بکری تھا۔ اور پہلی روایت میں اور بڑا قصہ محذوف تھا۔

سُوْرَۃُ النجم قولہ فراش من ذھب یعنی سفیان نے کہا کہ اسپر پروانہ سونے کا تھا اور
سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلا دیا کہ اسطرح اڑتا پھرتا تھا۔ قولہ قال ویحک
ذلک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ ،، جب عکرمہ نے اعتراض کیا کہ خداوند کریم فرماتا ہے ،،
لا تدرکہ الابصار ،، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ تجھکو ہلاکت ہو یہ اس وقت ہے
جب نور مطلق اور رویت خاصہ کو دیکھتے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ نور مقید کو ابصار دریافت کر سکتی
ہیں۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک رویت بصری ثابت ہے مگر رویت حقیقی نہیں
ہے۔ مگر انکے قول سے کہ فرمایا راٰہ بقلبہ ،، معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت قلبی تھی۔ اور اصل تحقیق
اسکی یہی ہے۔ بہرکیف حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ میں نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ
وہ نور مطلق کے رؤیت بصری کو منع کرتی ہیں۔ اور اسکے قائل ابن عباسؓ بھی نہیں بلکہ
اور اگر رؤیت حقیقی کے قائل ہیں تو رؤیت قلب سے کہتے ہیں اسکی منکر حضرت عائشہؓ
بھی نہیں ہیں۔

صفحہ ۱۶ سُوْرَۃُ القمر قولہ فلقۃ من وراء الجبل فلقۃ دونہ ،، یعنی ایک ٹکڑا پہاڑ کے
کے اُدھر تھا اور ایک اِدھر اور بیچ میں پہاڑ حائل تھا تاکہ خوب منکشف ہو جاوے۔ قولہ
فانشق القمر بمکۃ مرتین ،، یعنی شق ہوا قمر مکہ میں دو ٹکڑے اور مرتین یعنے دو ٹکڑے کے سبب

سُوْرَۃُ الواقعۃ قولہ موضونۃ سُرُرٍ (بحث خیر) اس پر اس آیت سے استدلال لائے اس آیت
سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو دخول جنت ہوا اور نار سے رہائی ہو وہ اعلیٰ درجے کی مراد کو پہنچ
گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر ایک سوط کی جگہ جنت میں ملے تو رہائی کے واسطے کافی ہے۔ اسپر
صادق آتا ہے۔ فمن زحزح عن النار۔ اور جسقدر درجے رہائی کار کے ہیں سب دنیا و مافیہا سے
بہتر ہیں۔

ص۳۳ سُوْرَۃُ الحدید قولہ وفسّر بعضہم [illegible] الحدیث۔ یہ سلیمان تیمی
کے نزدیک ہے کہ خدائے تعالیٰ خود عرش پر ہے اور اسکا علم سب جگہ ہے۔ اسلئے ایسی
تاویل کی کہ ایسی جگہ پر نازل ہو کہ جہاں علم خدا کا پہنچ ہے اور حال یہ ہے کہ خدا کے علم کا
ذات سے الگ ہونا باعث نقص ہے۔ مگر جہاں علم محیط ہے وہاں ذات بھی محیط ہے البتہ
ممکنات میں یہ ہوتا ہے کہ احاطہ علم ذات کے احاطے سے زیادہ ہوتا ہے۔

سُوْرَۃُ المجادلۃ قولہ خوف من ان اصیب منہا شیئا الخ یعنی اس خوف سے کہ میں کسی
رات کو بی بی کے پاس پہنچوں پس شروع رہوں یہانتک کہ دن نکل آوے۔ اور میں
اس امر پر قادر نہ تھا کہ نکل ہوں۔ اور کفارہ ظہار دلوایا گیا تھا۔ اسلئے کہ وطی تو رات کو کی تھی
قولہ فتی خفف اللہ عن ھذہ الامۃ۔ حضرت علی رض نے جب صدقہ سرگوشی آنحضرت صلعم
کی ایک شعیرہ بڑھایا خداوند تعالیٰ نے معاف فرمایا اسلئے فرماتے تھے رضی خفف اللہ عن
ھذہ الامۃ۔ وجہ اسکی یوں ہوئی تھی کہ لوگ آنحضرت صلعم سے علی رؤس الحاضرین سرگوشی
کرتے تھے ابتدائے اسلام تب سمیں دوسرے لوگوں کو شبہ ہوتا تھا اسلئے خداوند تعالیٰ نے
نے صدقہ مقرر فرمایا تھا تاکہ لوگ بسبب خرچ ہونے مال کے سرگوشی ترک کردیں۔

ص۳۳ سُوْرَۃُ الممتحنۃ قولہ ھم قرابات یحمون بہا اھلیہم۔ یعنی جسقدر آپ کیساتھ
مہاجرین ہیں مکہ میں انکی قرابتیں ہیں اس سبب سے انکا مال واسباب مکہ میں محفوظ رہتا
ہے میں نے پسند کیا جبکہ میں انکی قرابت میں نہیں ہوں۔ کہ ایک علاقہ محبت کا ان میں
پیدا کروں جسکے باعث میری قرابت کے لوگوں کی وہ لوگ حفاظت کریں۔ اصل میں یہ
شخص بڑے پختہ مسلمان تھے صرف بغرض مذکورہ بالا یہ نکال لکھدیا تھا کہ آنحضرت

تمہارے اوپر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ مدعا تو معلوم تہا کہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم
سے وعدہ نصرت کا کیا ہے میرے لکھنے سے کچھ حضرت کا نقصان نہیں ہوتا ہے۔

صفحہ قولہ فما یدریک لعل اللہ اطلع علیٰ اہل بدر الخ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
اے عمر تجھکو کیا معلوم ہے تحقیق اللہ تعالیٰ کو اہل بدر کا حال معلوم ہوگیا ہے اور پھر مغفرت کردی
معلوم ہوا کہ یہ گناہ اسکا بھی معاف ہوگیا ہوگا۔ کیونکہ خدا کو وعدے سے پہلے ہی معلوم تہا
کہ فلاں شخص ایسا ہے اور یہ کرے گا پھر بھی بخشدیا۔

صفحہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ خدا تعالےٰ نے فرمادیا کہ
کیوں کہتے ہو جو کچھ نہیں کرتے ہو ایسے عمل کا سوال کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ جسے پہلے جہاد
نازل کیا ہے اسمیں سستی کرتے ہو۔

سورۃ المنافقون قولہ فقال لی ما اردت الیٰ ان کذبک رسول اللہ صلعم۔ یعنی میرا ارادہ
اس کلام سے ثبوت کا کچھہ نہ تہا مگر یہ کہ آنحضرت صلعم تیری تکذیب کرینگے۔

صفحہ قولہ فکسع رجل من المہاجرین رجلا من الانصار۔ یعنی چوتڑ پر اور ایک
لکڑی بھی ماری پس اسمیں اور اول میں تدافع نہ رہا۔

صفحہ سورۃ التحریم قولہ تحدثنا ان غسان تنعل الخیل۔ یعنی ہم کلام کیا کرتے
تہے کہ غسان جو ایک قوم کا رئیس ہے ہرقل بادشاہ روم کیطرف سے چڑھائی کرنے والا ہے
قولہ استانس۔ یعنی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ فرمائیں تو میں بیٹھ جاؤں۔

صفحہ سورۃ الحاقہ قولہ رعال۔ یعنی برکوی قولہ سمعت یحیی بن معین یقول
الاموی عبد الرحمن بن مسعود ان ہذا یعنی یحیی بن معین کہتے ہیں کہ کیوں نہیں عبد الرحمن جمع
کرتے ہیں کہ لوگ اسنے حدیث سند کرلیویں۔

سورۃ الجن قولہ قال لما قام یصلی الخ یعنی جبکہ حضرت کو دیکہا کہ صحابہ نماز میں انکا قدم
کرتے ہیں تو کہا کہ جبکہ کھڑا ہو عبد اللہ نماز کے واسطے قریب تہا کہ وہ لوگ حلقہ ہو کر اسپر گر پڑیں۔

سورۃ المدثر قولہ فترۃ الوحی۔ فترۃ الوحی کا وہ زمانہ ہے کہ ایکدفعہ وحی نازل ہوکر کئی برس
تک بند ہوگئی تہی۔

صفہ قولہ انی سائلھم عن تربۃ الجنۃ۔ یعنی انسے جنت کی مٹی کا سوال کرونگا اور یہیں آنحضرت صلعم نے بجائے خود شرح کردی ہے کہ دیکھو جو کچھ میں کہتا ہوں وہ بھی اپنی کتاب کی روسے یہی جواب دینگے۔ جب آئے تو آنحضرت صلعم نے تھوڑی دیر ٹھہر کر بتایا کہ روٹی یعنی مٹی روٹی سی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ " الخبز من الدرمک " یعنی جیسے میدے کی روٹی ہوست ہوتی ہے۔ اور یہ جواب ناقص ہے جیسے تمنے کہا خیزہ باقی رہا پہلے آیا ہے کہ جنت کی مٹی مشک کی سی ہوگی اور اسکے معنے یہ ہونگے کہ باعتبار خوشبو کے مثل مشک کے ہوگی۔

سورۃ عبس قولہ ولعول اتری ما اقول باسا۔ اور حضرت صلعم اس کافر سے یوں کہہ رہے تھے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسمیں کچھ تجھکو شک تو نہیں ہے۔ وہ کہتا تھا کہ نہیں اور حضرت کو اسکے اسلام کا گمان تھا اسلئے اعراض کیا۔

صفہ سورۃ البروج قولہ اذا صلی العصر ھمس۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص انبیاء میں تھا اسکو اپنی امت کی کثرت بہت اچھی معلوم ہوئی اور دل میں کہا کہ دیکھئے اب میرے بعد کون انکا خبر گیراں ہوگا۔ اتفاقاً انکی امت سے کوئی گناہ سرزد ہوا خداوند کریم نے اختیار کا فرمان کیا۔ سو مناسبت یہ ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم عصر کے بعد آہستہ کچھ دعا کیا کرتے تھے کہ خدا کرے میری امت پر ایسی حالت نگذرے

صفہ سورۃ الغاشیۃ ... یعنی آپ صرف یہ دولانیوالے ہیں۔ آپ انکے دارو غہ اور ذمہ دار نہیں ہیں کہ انکی ظاہری باطنی صفائی کا آپ سے سوال کیا جائے کہ اگر کوئی منافق رہا تو آپ سے مواخذہ نہیں وہ معاملہ عند اللہ رہا۔

سورۃ الشمس قولہ مثل ... یعنی جیسے ابو زمعہ عرب میں بڑا سردار گذرا ہے

سورۃ الم نشرح قولہ قال بینما ... عند البیت بین النائم والیقظان۔ یہ معراج کے وقت کا ذکر ہے۔ مگر معراج کے ... آیا ہے کہ ام ہانی کے گھر میں حضرت سوتے تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند البیت بین النائم والیقظان تھے۔ اور جب شرح صدر ہو تو ہوش تمام ہوگئی تھی ... فلا یقول احد شق النسمۃ ... کے یہ

معنے یہ ہیں کہ میں نے تین میں سے ایک کو جو کہ اسلام میں [illegible] [illegible]
ایک روایت اور آئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں درمیان [illegible]
سوتے تھے کہ یہی واقعہ ہوا۔ وہاں [illegible] اور ایک [illegible]
المتقدمہ یعنی انہیں جو کہ سوتے ہیں [illegible] وہاں حدثنا من الثلثۃ سے حضرت صلعم [illegible]
اسوقت سوال و جواب کر کے چلے گئے۔

صفحہ سُوْرَۃ لتسئلن قولہ ثم لتسئلن [illegible]۔ حضرت زبیر نے کہا یا رسول اللہ
وہ کونسی نعمت ہے جسکے بارے میں [illegible] اور حال یہ ہے کہ ہمکو
سوائے ان دو کالی چیزوں کے یعنی کھجور اور پانی کے سوائے اور کچھ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب
ہے کہ وہ نعمت ہو جاویگی۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے فرمایا سیکون یعنی قریب ہے
کہ سوال ہوگا اور یہ دونوں بھی نعمت میں انکے نعمت ہونے کا کام مت کرو۔ اور یہی دونوں
تقریریں اس حدیث میں بھی ہو سکتی ہیں جسمیں ثم لتسئلن عن النعیم کا ذکر ہے۔

صفحہ سُوْرَۃ النصر قولہ فقال ما تقول فی [illegible] یہ تعریض کہ کہ مقصود
معلوم ہے کہ جس اعتبار سے دریافت کرتا ہوں۔ اور عبد الرحمن بن عوف ابن عباسؓ سے قرآن
شریف پڑھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ اس سورت سے آنحضرت صلعم کی اجل مراد سمجھے گئے
کیونکہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جب مسلمان دین الہی میں فوج فوج داخل ہوں اسوقت آپ
تسبیح اور استغفار کرکے چلے جائے۔ پھر ہمارا دنیا میں رہنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ بھی یہی مطلب
سمجھے تھے مگر صرف غرض یہ تھی کہ لوگوں کو ابن عباسؓ کا علم معلوم ہو جاوے۔

سُوْرَۃ الاخلاص قولہ انسب لنا یعنی کفار نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ آپ اپنے خدا کا
نسب بیان کیجئے۔ قولہ باب حدثنا محمد بن بشار [illegible] اس حدیث [illegible] حدیث کی مناسبت
صرف والناس کے ساتھ ہے۔

ابواب الدعوات

ص باب ما جاء فی الدعوات اذا اوی الی فراشہ قولہ فطعن بیدہ ،، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رد کرنے سے بعض لوگ اس امر پر استدلال لاتے ہیں کہ نقل بالمعنی ممنوع ہے ۔ جواب اسکا یہ ہے کہ بے شک مقام ادعیہ میں منع ہے اسلئے کہ دعا کے معنا سماعی بلفظ ہوتے ہیں۔

ص قولہ ھذا عندنا مثل حدیث الزھری عن سالم عن ابیہ ،، یعنی جیسے ہمارے نزدیک وہ حدیث بہت مقبول ہے تو جس میں زہری عن سالم عن ابیہ کی سند ہو ایسے ہی یہ بھی مقبول ہے۔

باب منہ قولہ قم من آل زبیر ،، آل کا لفظ مقحم ہوتا ہے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ زبیر کے گھر کا دارو غہ۔

ص باب ما یقول اذا خرج مسافرا قولہ ومد شعبۃ ،، یعنی شعبہ نے اپنی انگلی سے اشارہ کرکے بتا دیا۔

ص باب حدثنا قتیبۃ قولہ عبد الرحمن بن ابی الرجال ،، ابو الرجال اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ انکے بیٹے دس کے قریب تھے۔

ص قولہ قال شعبۃ وھو علی حینئذ السبابۃ تعنی والتی ،، یعنی شعبہ نے کہا کہ میرا ظن یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انگشت کو انگلی سبابہ اور وسطے کے درمیان رکھکر ڈالدیا تہا۔

ص قولہ قال فی حضر من استقبال لیلک واستدبار نہارک ،، حضرت ام سلمہؓ کو وقت اذان مغرب کے اسکا ارشاد فرمایا تہا کہ اسوقت پڑھا کرو ۔ چنانچہ دوسری روایت میں نص ہے

ابواب المناقب

ص باب ما جاء في فضل النبي صلعم قوله فجعلوا مثله مثل نخلة في كبوة۔
یعنی مثل ایسی بیان کی جیسے کھجور کسیقدر بلند جگہ پر ہو یعنی باعتبار نسب کے بہت عمدہ کہا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب کھجور بہت اونچی جگہ پر ہو پھل اسکا عمدہ نہیں ہوتا سببے کہ اسکو درستی کی کمی سیرابی حاصل نہیں ہوتی۔ اور جو کہ بہت نیچی جگہ پر ہو اسکا پھل شیریں نہیں ہوتا بوجہ کثرت پانی کے عمدہ وہی درخت ہوتا ہے کہ جو متوسط ہو۔ قوله شيئا اي جاء قوله جاء العباس الى رسول الله صلعم وكانه سمع شيئا۔ یعنی حضرت عباس آنحضرت صلعم کیطرف آئے اور حال یہ ہے کہ انہوں نے کچھ سنا تھا کہ لوگ انکو برا کہہ رہے تھے آپنے تسکین فرمادی کہ میں ایسا ہوں اور یہ میرے چچا ہیں قوله ادم بين الروح والجسد۔ اگر اسکے یہ معنے لئے جاویں کہ خدا کے علم میں تو عام ہے سب انبیاء کے لئے، آپکی کیا تخصیص ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اور انبیاء کی نبوت کا ظہور عالم جسمانی میں ہوا۔ اور میری نبوت عالم ارواح میں بھی تھی۔ یعنی اسی عالم میں ارواح کی تربیت کرتا تھا۔

ص قوله ورأيت حدق طيرٍ خضر محبلا۔ یعنی ان جانوروں کی بیٹ میں نے دیکھی ہے کہ سبز اور متغیر ہو چکی تھی۔ بتادیا کہ میں قریب قصہ اصحاب الفیل کے پیدا ہوا تھا۔

باب ما جاء في بدء نبوة النبي صلى الله عليه وسلم قوله ان هذا النبي خارج في هذا الشهر۔ یعنی ہمکو خبر ملی ہے کہ یہ نبی جسکا چرچا آجکل ہو رہا ہے ظاہر ہونے والا ہے اس مہینے میں۔ یہ ترجمہ اسلئے کیا گیا کہ انہوں نے حضرت کو دیکھکر اشارہ نہیں کیا تھا اور نہ حضرت اسوقت نبی تھے۔

ص قوله هل خلفتوا احدا هو خير منكم۔ راہب نے دریافت کیا کہ آیا تمہارے پیچھے کوئی آدمی زیادہ عقلمند ہے یا سب لوگ تمہاری طرح احمق ہیں۔

ص باب ما جاء في خاتم النبوة قوله مثل زر الحجلة۔ یعنی مثل چپر کھٹ کی گھنڈی

کے۔ اور قتل میں مثل سبب کے کہا تھا۔ وہاں بہ علت وصفی اور ہیئت کے مراد ہے۔

صفحہ ۲ **مناقب** ابی بکر الصدیق **قولہ** برأت الی کل خلیل من خلہ۔ یعنی میں ہر خلیل کی خلت سے برات ظاہر کرتا ہوں کہ سوائے خدا کے کسی کے ساتھ خلت کا درجہ نہیں ہے۔ **قولہ** ولکن ود و اخاء ایمان۔ یعنی میں اگر خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن محبت اور اخوت ایمانی سب کے ساتھ ہے۔

صفحہ ۲ **قولہ** یا علی اتبعتھا۔ عمدہ توجیہ یہ ہے کہ اے علی تو خبر دے میں خود خبر دوں تیری خبر سے بسبب زیادتی واسطے کے ایک احتمال ناشی ہوگا۔ اور میری زبان سے سننے میں یقین کامل ہوگا اور انکو اعلیٰ درجے کی خوشی حاصل ہوگی۔

صفحہ ۲ **قولہ** انکن لانتن صواحب یوسف۔ یعنی مصر کی عورتیں جیسے کہ یوسف [illegible] سے [illegible] ہوتی تھیں اور دل میں اپنا مطلب مدنظر تھا کہ جب وہ اسکے ساتھ بدکام کریگا [illegible] بھی جاوینگی [illegible] حضرت عائشہؓ کا بھی مقصود یہ تھا کہ میرے باپ سے [illegible] ہو جاوے ایسا ہو کہ لوگ کہیں کہ [illegible] باپ ایسا سبز قدم تھا جب وہ امام ہوا تو حضرت صلعم [illegible] انتقال کر گئے اور میرے پاس اس عنوان میں ظاہر کرتی ہے [illegible] تعریض حضرت عائشہؓ [illegible] حضرت حفصہ کو معاون ہونے کے باعث [illegible] جیسے وہ عورتیں یوسف علیہ السلام [illegible] تم مجھکو [illegible] کرو۔

صفحہ ۲ **قولہ** [illegible] آنحضرت صلعم نے یہ قصہ بنی اسرائیل کے وقت [illegible] بے شک قبل قیامت کے [illegible] وقت [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے [illegible] رشد فرمایا۔

[illegible] **مناقب** [illegible] **قولہ** [illegible] یعنی میں [illegible] آنحضرت صلعم کے نزدیک کسقدر ہے۔ **قولہ** [illegible] اور [illegible] اسکے

کہتے تھے کہ ایسے مقام میں سنتا تھا جہاں درندوں کی گذرگاہ تھی ... یوم فتنہ ہے چونکہ
جب فتنہ برپا ہوتا ہے اور قتل وقتال جاری ہوتا ہے اس دن لاشوں کو سبب کثرت کے
کوئی دفن نہیں کرتا تھا صرف درندے کھاتے تھے۔ بہرکیف ان دونوں میں کوئی مخالفت
بکری وغیرہ کی نہیں کرتا تھا۔ اور ... سے ... مراد ہے ... قرآن مجید میں ... ہے۔

صفحہ۳ **مناقب** عثمان بن عفان قولہ ... بیعۃ الرضوان ... بیعۃ
الرضوان وہ بیعت ہے جو آنحضرت صلعم نے حدیبیہ میں لی تھی اسوقت ان لوگوں نے بیعت
کی تھی اور اسوقت حضرت عثمانؓ کو بطور سفارت کے مکہ شریف میں بھیجا تھا۔ جب انکو واپس
آنے میں دیر ہوئی لوگوں نے گمان کیا کہ شاید حضرت عثمانؓ کو قید کر لیا ہے اسوقت یہ بیعت
لی تھی اسوقت حضرت عثمانؓ غائب تھے۔

صفحہ۳ **مناقب** علی بن ابی طالب قولہ ... دار الھجرۃ۔ یعنی مجھکو دار الہجرۃ
مدینہ منورہ تک سوار کر کے لے گیا حضرت ابوبکرؓ نے غار سے پہلے دو سانڈنیاں پرورش کرائی
تھیں جب غار میں جاکر مخفی ہوئے تھے تو پہلے کسی خادم کو کہہ گئے تھے کہ فلاں روز جسوقت
ہم کو حکم ہو جاوے ان سواریوں کو لانا۔ چنانچہ اسنے وقت معہود پر حاضر کیں۔ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ ایک میرے ہاتھ فروخت کر۔ انہوں نے عرض کی کہ نذر کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم
نے فروخت پر اصرار کیا اسبات کا لحاظ رکھ کر انکو تسلیم کرنا پڑا۔ قولہ ترکہ الحق ومالہ صدیق یعنی سچ بولنے
نے انکو اس درجہ تک پہونچا دیا ہے کہ اسکا کوئی دوست نہیں رہا ہے اکثر لوگ سچ سے برا
مان جاتے ہیں قولہ خاصف النعل یعنی جوتا گانٹھنے والا۔ آنحضرت صلعم نے اپنا جوتا حضرت
علیؓ کو گانٹھنے کو دیا تھا۔

صفحہ۳ قولہ قال ... یعنی حضرت معاویہؓ نے سعد سے کہا کہ تجھکو کیا چیز مانع
ہے کہ تو کبھی حضرت علیؓ کے حق میں کچھ نہیں کہتا ... ما ذکرت ثلثا ... یعنی جبتک
مجھکو وہ تین چیزیں یاد ہیں جو کہ آنحضرت صلعم نے اسکے حق میں کہی ہیں ہرگز برا بھلا نہ
کہونگا اور وہ ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھکو ایک بھی ملے البتہ مجھکو سرخ اونٹوں سے زیادہ ہے۔
باب ... قولہ قال بعث النبی صلعم یوم حنین ... یوم ... یعنی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی منگل کے دن مستعد اور قابل صلوۃ کے ہوگئے یعنی مسلمان ہوگئے ورنہ مطابقت نہوگی۔ کیونکہ بعد بعثت کے چند سال کے بعد نماز فرض ہوئی تھی حضرت علی آنحضرت صلعم سے پہلے کیسے پڑھنے لگے۔

صفحہ ۲ مناقب الزبیر قولہ یوم الاحزاب قال من یاتینا بخبر القوم۔ خندق کے دن جبکہ بنو قریظہ نے کفار کو برانگیختہ کرکے حضرت سے قتال کرایا تھا آپکو یہ تحقیق منظور تھی کہ کوئی خندق سے باہر جاکر خبر لاوے کہ بنو قریظہ بھی ہمراہ ہیں یا نہیں۔ انکا ہمارے ساتھ معاہدہ ہے اسپر قائم رہے یا نہیں۔ اسوقت کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ سوائے زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے کہ وہ گئے۔ قولہ صبیحة الجمل یعنی اس دن صبح کو جبکہ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار ہوکر حضرت علیؓ کے مقابلے کو گئی تھیں۔ قولہ بعث اربعین الفا ای باربعین الف درہم فالاضافة۔۔

مناقب سعد بن ابی وقاصؓ قولہ ما جمع لاحد یعنی اس دن۔

صفحہ ۲۱۹ قولہ فی المسجد فی الرحبة۔ رحبہ یعنے چبوترہ۔ قولہ ہم یقولون یعنی حاضرین لوگ کہتے تھے کہ یہ خدا وند تعالے نے اس لکڑی کا عوض دکھلایا تھا۔

صفحہ ۲۲۲ مناقب عبد اللہ بن مسعودؓ قولہ وما نری حینا الا ان عبد اللہ بن مسعود رجل من اهل بیت النبی صلعم الخ یعنی نہیں دیکھتے تھے ہم ایک مدت تک مگر یہ کہ عبد اللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلعم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ بوجہ اسکے کہ وہ اور انکی والدہ اکثر آنحضرت صلعم کے گھر آیا کرتے تھے۔ قولہ حتی یتواری منا یعنی جبتک وہ ہمارے روبرو ان سب امور میں حضرت کے ساتھ قرب پاتے تھے یہانتک کہ گھر چلے جاتے پھر اسوقت کا حال خدا جانے۔ قولہ خذوا القرآن من اربعة من ابن مسعود الخ ان چاروں کی خصوصیت کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ پڑھا تھا۔ یا یہ وجہ ہے کہ قرات سبعہ بہت تھے باقی دوسرے قرات سے بے بہرہ تھے یا یہ وجہ ہے کہ انکے پاس قرآن مجید مکتوب بھی تھا اور حافظ بھی تھے بخلاف دوسروں کے کہ انکے پاس قرآن شریف مکتوب نہ تھا۔

صفحہ ۲۲۳ مناقب اسامة بن زیدؓ قولہ طعنت وهبط الناس۔۔ آنحضرت صلعم نے انکو

فوج کا افسر بنا کر مسیلمہ کذاب کیطرف ارسال کیا تھا جب پہلے روز لشکر قریب مدینہ کے اترا واسطے
میں آنحضرت صلعم پر مرض موت غالب ہوگیا اور انکی والدہ ام ایمن نے پیغام بھیجا کہ تم واپس چلے
آؤ۔ آنحضرت صلعم کی طبیعت بہت علیل ہے جب حاضر ہوئے آنحضرت صلعم میں بولنے کی
طاقت نہ تھی اُنپر آنحضرت صلعم ہاتھ پھیرتے تھے اور اٹھاتے تھے گویا دعا کا اشارہ تھا۔

صفحہ ۲۲۳ **مناقب** عبد اللہ بن عباس **قولہ** رأی جبرئیل مرتین۔ جو
انکی اصل حقیقت ہے وہ صرف آنحضرت صلعم نے ہی دو دفعہ دیکھی ہے یعنی انہوں نے دو دفعہ
ایسی ہیئت میں دیکھا ہے کہ دوسرے نے اس شکل میں نہیں دیکھا۔

صفحہ ۲۲۳ **باب** من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم **قولہ** تسبق یمینہ شہادتہ
یعنی جہل اسقدر شائع ہو جائیگا کہ کبھی قسم شہادت سے پہلے ہونگے اور کبھی بالعکس۔ ترتیب
شرعی سے بالکل ناواقف ہونگے ورنہ چاہیے یوں کہ شہادت قطعہ پہلے ہو۔

صفحہ ۲۲۳ **قولہ** انی اذن لمبذرۃ۔ یک دفعہ حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ سے حالت
حیات آنحضرت صلعم میں دریافت کیا تھا اسوقت انہوں نے انکار کیا تھا کہ میں آنحضرت صلعم
کا سر ظاہر نہیں کرتی۔ پھر جب انتقال کے بعد دریافت کیا تو کہا کہ ہاں اب بتاتی ہوں اور یہ
قول دوسری دفعہ کا ہے۔ وانی اذن لمبذرۃ۔ یعنی بتحقیق اب میں البتہ بھید ظاہر کرنیوالی ہوں
اب مخفی نہ رکھونگی۔

صفحہ **قولہ** ان جبرئیل جاء بصورتہا۔ یعنی جبرئیل علیہ السلام قبل نکاح حضرت عائشہ
کی تصویر کھینچکر آنحضرت صلعم کے پاس لائے تھے کہ یہ تمہاری بی بی ہوگی دنیا اور آخرت میں۔
قولہ استعملہ علی جیش ذات السلاسل۔ آنحضرت صلعم نے جب ذات السلاسل پر لشکر
ارسال فرمایا اسوقت بوجہ ہوشیاری اور واقفیت اور چالاکی وہاں کے انکو امیر بنا کر بھیجا
تھا۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضہ کو بھی ہمراہ کر دیا تھا۔ وہاں لشکر رات کو پہنچا۔ عمرو بن العاص
نے رات کو حکم دیا کہ کوئی شخص رات کو آگ نہ جلاوے حتی کہ چراغ تک کی بھی ممانعت کرائی
اور برف پڑ رہی تھی حضرت عمر رضہ نے حضرت ابوبکر رضہ سے شکایت اس امر کی کی۔ پس حضرت ابوبکر
نے انکو منع کر دیا کہ خاموش رہو مخالفت امیر کی عمدہ نہیں جب صبح قریب ہوئی تو

عمرو بن العاص نے دعا دے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام جھٹ پٹ غالب ہو گیا۔ لوگ سمجھ گئے کہ واقعی انکی عقلمندی تھی ورنہ برابر کی لڑائی ہو جاتی۔ جب وہاں سے لوٹ آئے تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید میں سب سے آنحضرت صلعم کے نزدیک عمدہ ہوں لہذا مجھکو سب کا میر بنایا ہے اس امر کی تصدیق کی غرض سے دریافت کیا آنحضرت نے اور دو لوگوں کا نام لینا شروع کیا جب تین آدمیوں کا نام آنحضرت نے لیا اور انکا نہ لیا تو سمجھ گئے کہ میں افضل نہیں ہوں اسکی کوئی وجہ خاص تھی۔

صفحہ۲ فضل ابی بن کعب۔ قولہ قرأن الدین عند اللہ الحنیفیة۔ یعنی التناقض ہے۔ قولہ ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ۔ یعنی جو شخص نیک عمل کریگا خدا اس عمل کو نہ چھپاویگا بلکہ اسکا عوض دیگا۔

فضل الانصار وقریش قولہ فانہم ما علمت۔ یعنی تحقیق وہ جہانتک میں جانتا ہوں۔

صفحہ۲۲ قولہ قال ابو سعد۔ یہ سعد قبیلہ بنی ساعدہ سے تھے۔ قولہ عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ انہ کان یقول رأیت الظبا ترتع۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں حرم حقیقی ہونا چاہیئے۔ لیکن امام صاحب یوں جواب دیتے ہیں کہ فہم راوی معتبر نہیں ہے۔ الفاظ حدیث کو دیکھنا چاہیئے۔

صفحہ۲ فضل مکہ قولہ عن عبد اللہ بن عدی بن حمراء الخ یہ اسوقت کا قصہ ہے جبکہ آنحضرت صلعم حدیبیہ سے واپس کردئے گئے تھے غار کا قصہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت ابن عدی ہمراہ نہ تھے۔

صفحہ۲۳ فضل العرب قولہ الملک فی قریش والقضاء فی الانصار۔ پہلا امر بصورت خبر وجوب کے واسطے ہے کیونکہ قریش مستحق امامت کے ہیں۔ اور دوسرا امر باعتبار استحباب کے ہے۔ کہ قضا کا عہدہ انصار کو دینا اولیٰ ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں اسکی تائید ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکی خیر کے واسطے ارشاد فرمایا ہے۔ اور والاذان فی الحبشة یا یہ مستند فرمادیا کہ حضرت بلال مؤذن آنحضرت صلعم کے تھے۔ گویا حبشہ کو اسی امر کا فخر ملگیا کہ اذان حبشہ میں ہوئی۔ ... لیکن خداوند تعالیٰ بنی اسد کو اس قسم کی عزت دیگا کہ لوگ انکی قرابت ... فی نصف ودی حسنة۔ قولہ وهو بمرة تلمة حباء

[illegible] کہ حضرت [illegible]

منقول ہے۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ سب حاضر حضرت [illegible]

کے چہرۂ مبارک سے تا دیر [illegible] نہیں ہوئے

صفحہ ۳ قولہ فقال [illegible] یعنی [illegible]

مختلف [illegible] ہیں [illegible]

ہیں۔ خواہ یہ [illegible] قولہ [illegible]

كتاب العلل

صفحہ ۵ قولہ [illegible]

صفحہ ۶ قولہ [illegible]

جو شخص [illegible]

ہیں [illegible]

اور [illegible] معلوم ہوا [illegible]

چاہیے [illegible]

بیان کرنی چاہیے [illegible] فقرہ کی ماقبل کے ساتھ کیا مناسبت ہے۔ قولہ [illegible]

[illegible] حضرت جعفر [illegible] لوگوں کا ذریعہ ہے [illegible]

ذکر ہوئی ہے [illegible] حضرت عبداللہ بن مبارک سے

کتاب [illegible] میں نقل کی [illegible] ہیں [illegible] ہوں۔

قولہ [illegible] سے معلوم ہو کہ جعفر احادیث بیان کرتا

ہے تمام [illegible] کرتا ہے۔ مجھکو شک ہو گیا کیونکر ہو سکتا ہے کہ جعفر

کے اور شاگردوں کے پاس علم ہے وہ [illegible] کے پاس ہے۔ اور یہ بھی کیونکر ہو سکتا

ہے کہ کراماً کاتبین کی طرح لازم رہا ہو۔ کہ سب احادیث اسی سے سنی ہوں۔ لہٰذا میں اسے

حدیث بیان کرنے کو حلال نہیں سمجھتا ہوں۔

صفحہ ۲۳ قولہ لیس ھو ممن ترید۔ یعنی وہ اس درجہ کا نہیں جیسا تم دریافت کرتے ہو۔ کیونکہ تشدید کے درجے کا پوچھتے ہو اور وہ عفو کے درجہ کا ہے۔ اور کہتا تھا کہ میرے اشیاخ ابوسلمہ اور یحیی بن عبدالرحمن ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ عفو کے درجہ میں ہیں۔

قولہ لو شئت ان القنہ لفعلت۔ یحیی نے کہا کہ اگر میں چاہتا تو اسکو تلقین کر سکتا تھا تلقین کے معنے اصطلاح محدثین میں یہ ہیں کہ کسی راوی کو خلاف اسکی روایت اور تحقیق کے دھوکا دیکر اگر تسلیم کرادیں تو اسکو مان لیوے۔ اور یہ علامت وہم کی ہے اور قصور حفظ کی۔ **قولہ** عبث بسبعۃ الاف۔ یعنی تو پیچھے کو پہلے کر۔ کیونکہ لفظ وہی ہوتے ہیں اور باقی سب معنے۔ معلوم ہوا کہ نقل بالمعنے جائز ہے۔

صفحہ ۲۳ قولہ حدثنا ابوبکر عبدالقدوس وحدثنا ابو الولید قال سمعت۔ قال کی ضمیر بعتبر ہر واحد کے ابوبکر اور ابوالولید کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ دوسرے نسخہ اسکا مؤید ہے۔ قولہ وکیع اکبر فی القلب و عبدالرحمن امام۔ یعنی وکیع کی میرے دل میں بہت بڑائی اور عظمت ہے ہرچند کہ عبدالرحمن امام ہے اور اس کے حق میں عمرو بن نبہان سے صفت ذیل میں منقول ہے۔ اور اس عبارت کے ختم پر حدثنا کا لفظ غلط ہے قال ابو عیسی ہونا چاہئے

صفحہ ۲۴ قولہ قال یحیی فعلت فی نفسی لا ادری ایہما اعجب امرا۔ یحیی کہتا ہے کہ جب ابن جریج ہشام بن عروہ کے پاس کتاب لایا اور انہوں نے اجازت دی اس وقت انہوں نے اس قسم کی تقریر کی جس سے میں نے اپنے دل میں یوں کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں سے یعنی قراءۃ الاستاذ اور اجازت بالکتاب میں سے کون برگزیدہ ہے۔ لیکن یحیی کی اپنی رائے اسکے خلاف تھی۔ چنانچہ ذیل میں معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریج کی روایت عن خط ہو اس وجہ سے ضعیف کہا کہ وہ اس کتاب کی اجازت لیکر روایت نقل کرتا ہے۔ قولہ یقول لا تعجبون من سفیان بن عیینۃ۔ یہ کہتا ہے کہ سفیان بن عیینہ سے تعجب نہیں کرتے ہو کہ میں نے جابر جعفی کو اس سبب سے چھوڑدیا بوجہ اس کے کہ سفیان نے اس سے ہزار سے زیادہ حدیثیں

نقل کرکے اس کی تضعیف کی ہے۔ پھر وہ خود ہی جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ سفیان متعدد سند سے جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں کیا معلوم کہ ان کی مرسل شاید بے راوی سے ہو اور یہاں مطلق مرسل جو متصل نہ ہو منقطع کو اس کی بحث ہے۔

صفحہ ۲۳ وقد نشأ غیرہ عن حدیث الاعمش۔ یعنی سب ہم سے اس کی ثقاہت بیان کی ہے۔ تنبّت۔ باب تفعیل سے ہے۔ قولہ کان عطاء بعد ما یحدثنی الحدیث عن عبد اللہ احفظ لہم۔ ابو زبیر کہتا ہے کہ عطا مجھکو جابر کی طرف مقدم کرتا ہے تاکہ ان سے یاد کرکے ان کو سنادوں۔ قولہ کل حدیث یروی لا یکون فی اسنادہ الخ

ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلق حسن کی تعریف ہے۔ اور یہ غلط ہے کیونکہ اس کی حد میں یہ بھی ماخوذ ہے یروی من غیر وجہ اور یہ حسن لذاتہ میں شرط نہیں ہے۔ اور اس حد میں شذوذ اور اتہام بالکذب کی نفی ہے۔ اور حسن لذاتہ میں سوء حفظ کی بھی نفی ہونی چاہئے۔ ایک قید کا وجود اور ایک کا عدم اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ تعریف اس حسن کی ہے جو کہ اس کتاب میں حسن لغیرہ آئی ہیں۔ حسن لذاتہ کی یہ تعریف نہیں ہے۔ اور غریب کے تین معنے ہیں۔ ان کو سب نے بیان کیا ہے۔ قولہ وروی یحیی بن سلیم۔ جواب سوال مقدر کا ہے۔ کوئی سوال کرتا تھا کہ عبد اللہ بن دینار کے درجے میں غریب نہیں ہے۔ کیونکہ نافع سے روایت آئی ہے۔ تقریر جواب کی یہ ہے کہ ہر چند یحیی سے روایت آئی ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے۔ یحیی کو وہم ہوا ہے۔

صفحہ ۲۳ قولہ حدثنا ابو کریب وابو ہشام الرفاعی وابو السائب والحسین بن الاسود۔ یہ حدیث مثال اس غریب کی باعتبار بخاری کے ہے۔ اس کی سند میں ابو اسامہ کے نیچے سوائے ابو کریب کے اور کوئی نہیں ہے۔

صفحہ ۲۳ قولہ حدثنا محمد بن بشار۔ یہ تمہید ہے اگلی حدیث کی کہ اس میں سائب اور عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا میں تفرد ہے۔

صفحہ ۳۲ قوله هذا الذی استغرب من حدیثك بالعراق. یعنی کیا ہے وہ چیز
جو کہ تیری حدیثوں میں سے عراق میں لوگ غریب جانتے ہیں۔ فقط۔

تم تقریر الترمذی الذی نقله [illegible] المولوی [illegible] محمد التهانوی [illegible]
[illegible] العجلی وقت تدریس بحضرة قطب [illegible] شیخ المحدثین
امام المتقین مولانا رشید احمد گنگوهی [illegible]
[illegible] ذی القعدة سنة ۱۳۰۹ تسع وثلثمائة والف فی قریة
گنگوه فی بیت [illegible] محمد [illegible]
[illegible]
[illegible] سنة [illegible] عشرة وثلثمائة [illegible]

فہرست ابواب تقریر جامع الترمذی جلد اول

صفحہ	ابواب	صفحہ	ابواب
۱	باب [illegible]	۳	باب ما جاء فی [illegible]
۱	باب [illegible]	۴	باب [illegible]
۱	باب [illegible]	۴	باب ما جاء فی [illegible]
۱	باب ما جاء فی [illegible]	۵	باب ما جاء فی [illegible]
۱	باب ما جاء فی [illegible]		باب ما جاء فی [illegible]
	[illegible]		باب ما جاء فی [illegible]
۳	ابواب الصلوٰة	۶	باب ما جاء فی [illegible]
	باب ما جاء فی [illegible]	۶	باب [illegible]
	باب ما جاء فی [illegible]		باب ما جاء فی [illegible]

۸	باب ماجاء فی بدء الاذان	۳۰	باب [illegible]
۹	باب ماجاء فی الترجیع	۳۱	باب [illegible]
"	باب ماجاء فی [illegible] الاقامة	۳۲	باب ماجاء فی [illegible]
"	باب ماجاء ان من اذن فهو یقیم	"	باب ماجاء فی [illegible]
"	باب ماجاء فی کراهیة الاذان بغیر وضوء	۳۳	باب ماجاء فی [illegible]
۱۱	باب ماجاء فی الاذان باللیل	"	باب ماجاء [illegible]
۱۲	باب ماجاء فی کراهیة الخروج من المسجد	"	باب ماجاء فی [illegible]
"	باب ماجاء فی الاذان فی السفر	۳۴	باب ماجاء [illegible]
"	باب ماجاء فی فضل الاذان	"	باب ماجاء فی رجل [illegible]
"	باب ماجاء فی کراهیة ان یاخذ المؤذن علی الاذان اجرا	"	باب ماجاء فی الصلوة [illegible]
"	باب ماجاء فی فضل الصلوات الخمس	۳۵	باب ماجاء اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة
۱۳	باب ماجاء فی فضل الجماعة	"	باب ماجاء فیمن تفوته الرکعتان [illegible]
"	باب ماجاء فیمن سمع النداء فلا یجیب	"	باب [illegible] صلوة [illegible]
۱۵	باب ماجاء فی الرجل یصلی وحده ثم یدرک الجماعة	"	ابواب الوتر
"	باب ماجاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیه مرة	"	باب ماجاء فی الوتر [illegible] واحدة
۱۶	باب ماجاء فی فضل الصف الاول	"	باب ماجاء فی الوتر بخمس
"	باب ماجاء فی اقامة الصفوف	"	باب ماجاء فی الوتر [illegible]
"	باب ماجاء فی کراهیة الصف بین السواری	"	باب صلوة الضحی
۱۷	باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعه رجال ونساء	"	باب ماجاء فی صلوة [illegible]
"	باب من احق بالامامة	"	باب ماجاء فی فضل الصلوة علی النبی ﷺ
۱۸	باب ماجاء فی ترک الجهر ببسم الله الخ	"	ابواب الجمعة
"	باب من رأی الجهر ببسم الله الخ	"	باب ماجاء فی الاغتسال یوم الجمعة
"	باب فی افتتاح القراءة بالحمد لله الخ	"	باب ماجاء من کم یؤتی الی الجمعة
"	باب ماجاء انه لا صلوة الا بفاتحة الکتاب	"	باب ماجاء فی الرکعتین اذا جاء والامام یخطب
۱۹	باب ماجاء فی التأمین		ابواب العیدین

باب في صلوة العيدين قبل الخطبة
باب ما جاء في التكبير في العيدين
ابواب [illegible]
[illegible]
باب من عجل ... زكوة
باب ما جاء في فضل الصدقة | ٣٤
ابواب الصوم
[illegible]
باب ما جاء في تحفة ...
باب ما جاء في ثواب ...
[illegible]
باب ما جاء في ... الامام ...
[illegible]

٣٩ باب ماجاء في [illegible]
" باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء في [illegible]
٤٠ باب ما جاء في [illegible]
" باب [illegible] الرخصة [illegible]
" ابواب الجنائز
" باب ما جاء في عيادة المريض
٤١ باب ما جاء في المشي خلف الجنازة
" باب ما جاء في [illegible] الجنازة
" باب ما جاء [illegible]
" باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء في [illegible]
٤٢ ابواب النكاح
" باب ما جاء في تزويج الابكار
" باب ما جاء لا نكاح الا بولي
٤٣ باب ما جاء في مهور النساء
" باب ما جاء في [illegible] له
" باب ما جاء لا يجمع [illegible] على [illegible]
" باب ما جاء في القسمة للبكر والثيب
٤٤ باب ما جاء في الزوجين المشركين
" ابواب الرضاع
" باب ما جاء في لبن الفحل
" باب ما جاء في شهادة المرأة الواحدة في الرضاع
٤٥ باب ما جاء في المرأة تعتق ولها زوج
" ابواب الطلاق واللعان

باب [illegible]
٤٦ باب ما جاء في [illegible]
باب [illegible]
باب [illegible]
باب ما جاء في [illegible]
٤٧ باب ما جاء في [illegible]
" ابواب البيوع
باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء في [illegible]
باب ما جاء في النهي عن [illegible] في بيع
٤٨ باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء [illegible] بالخيار
" باب ما جاء في المصراة
٤٩ باب [illegible]
" باب [illegible]
" باب ما جاء [illegible]
٥٠ باب ما جاء في كراهية عسب الفحل
" باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء في العارية مؤداة
" باب ما جاء في [illegible]
" باب ما جاء من الرخصة في [illegible]
" باب ما جاء في النهي عن بيع الخمر
" باب ما جاء في بيع [illegible]
٥١ ابواب الاحكام
" باب ما جاء في [illegible]

٥١	باب ما جاء [illegible]	″	باب في [illegible]
″	باب ما جاء [illegible]	″	**أبواب السير**
٥٢	باب ما جاء في [illegible]	″	باب [illegible]
″	باب ما جاء في [illegible]	″	باب هل [illegible]
″	باب ما جاء في [illegible]	″	باب [illegible]
٥٣	**أبواب الديات**	″	باب في [illegible]
″	باب ما جاء في [illegible]	″	باب ما جاء في طعام المشركين
″	باب ما جاء في [illegible]	″	باب ما جاء في قبول هدايا [illegible]
″	باب ما جاء في العفو	″	باب ما جاء في الغزو [illegible]
″	باب ما جاء فيمن يقتل نفسه [illegible]	″	باب في [illegible]
	باب ما جاء في حكم ولي القتيل		باب ما جاء في بيعة [illegible]
″	باب ما جاء في دية الجنين [illegible] عبد أو أمة	″	باب ما جاء في كراهية المقام بين أظهر [illegible]
٥٤	باب ما جاء لا يقتل مسلم بكافر	″	باب ما جاء في [illegible]
″	باب ما جاء في القسامة	٥٧	باب ما جاء في [illegible]
″	**أبواب الحدود**	″	باب ما جاء في وصية [illegible]
	باب ما جاء في التلقين في الحد	″	**أبواب فضائل الجهاد**
	باب ما جاء في تحقيق الرجم	″	باب ما جاء في [illegible]
٥٥	باب ما جاء في [illegible] الرجم	″	باب ما جاء من [illegible]
″	باب ما جاء في [illegible] الستر	″	باب في الغدو والروح في سبيل [illegible]
″	باب ما جاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا	″	باب فضل الشهداء
″	باب ما جاء فيمن يقع على البهيمة	٦٠	باب ما جاء في [illegible]
٥٦	باب ما جاء في حد اللوطي		باب ما جاء في [illegible]
″	**أبواب النذور والأيمان**	″	باب ما جاء في [illegible]
″	باب من يحلف بالمشي ولا يستطيع	″	باب ما يستحب من الخيل
″	باب كراهية النذور	″	باب ما جاء في [illegible]

٦ ابواب اللباس
باب ما جاء فی ذیول النساء
باب [illegible]
باب [illegible]
باب الاحتباء بالثوب

فہرست جلد ثانی

٦٢ باب من قتل نفسه بسم وغیرہ
" باب ما جاء فی السعوط واللدود
" باب ما جاء فی کراهیة الرقیة
" باب ما جاء فی العسل
" ابواب الفرائض
" باب ما جاء فی میراث الاخوة من الاب والام
" باب میراث الجدة
" باب ما جاء فی میراث [illegible]
٦٤ باب ما جاء فی [illegible]
" ابواب الوصایا
" باب ما جاء ان النبی صلعم لم یوص
" باب ما جاء لا وصیة لوارث
" باب ما جاء فی الرجل یتصدق
" باب ما جاء فی النفقة
٦٥ ابواب القدر
" باب ما جاء فی الشقاء
" باب [illegible] الاعمال [illegible]
" باب ما جاء کل مولود یولد علی الفطرة
" باب ما جاء لا عدوی ولا هامة [illegible]

٦٠ باب ما جاء فی [illegible]
ابواب الفتن
باب ما جاء فی [illegible]
[illegible]
" باب [illegible]
باب ما جاء فی [illegible]
٦٤ باب [illegible]
باب ما جاء فی تغییر [illegible]
باب [illegible]
" باب [illegible] النبی صلعم
باب ما جاء فی رفع الامانة
" باب ما جاء فی [illegible]
" باب ما جاء فی الاثرة
٦٦ باب ما جاء [illegible]
" باب ما جاء فی [illegible]
" باب [illegible]
" باب ما جاء فی قول النبی صلعم
" باب ما جاء فی [illegible]
" باب ما جاء فی الخسف
باب ما جاء فی الخلافة
٦٠ باب ما جاء [illegible] من قریش
" باب ما جاء فی المهدی
" باب ما جاء فی الدجال
باب ما جاء فی علامات خروج الدجال
٦ باب ما جاء فی فتنة الدجال

٧١ باب ما جاء في صفة الدجال
〃 باب ما جاء ان الدجال لا يدخل المدينة
〃 باب ما جاء في ذكر ابن صياد
٧٢ باب حدثنا محمود بن غيلان
〃 باب حدثنا قتيبة
٧٣ باب حدثنا ابراهيم الخ

〃 ابواب الرؤيا

〃 باب ان رؤيا المومن جزء من الخ
〃 ذهبت النبوة وبقيت المبشرات
〃 باب ما جاء في تعبير الرؤيا
٧٤ باب
〃 باب ما جاء في الذي يكذب في حلمه
〃 باب ما جاء في رؤيا النبي صلعم

٧٥ ابواب الزهد وصفة القيامة

〃 باب ما جاء في قول المنجم الخ
〃 باب ما جاء في من تكلم
〃 باب ما جاء ان الدنيا سجن للمومن الخ
〃 باب ما جاء مثل الدنيا الخ
〃 باب ما جاء في هم الدنيا
〃 باب ما جاء في تقارب الزمان
٧٦ باب ما جاء في قصر الامل
〃 باب ما جاء في الكفاف
〃 باب ما جاء في فضل الفقر
〃 باب ما جاء في معيشة النبي صلعم
〃 باب ما جاء في معيشة اصحاب النبي صلعم

٧٧ باب في الحب في الله
〃 باب حدثنا محمد بن بشار الخ
〃 باب حدثنا سويد
〃 باب ما جاء في العرض
〃 باب ما جاء في شان الصراط
〃 باب ما جاء في الشفاعة
٧٨ باب ما جاء في صفة اواني الحوض
〃 باب حدثنا ابو حصين
〃 باب حدثنا هناد
٨٠ باب حدثنا عمر بن اسمعيل الخ
〃 باب ما جاء في غرفات الجنة
〃 باب ما جاء في صفة ثياب اهل الجنة
〃 باب ما جاء في سوق الجنة
〃 باب ما جاء في خلود اهل الجنة والنار
〃 باب ما جاء ان للنار نفسين

٨١ ابواب الايمان

〃 باب ما جاء امرت ان الخ
〃 باب ما جاء بني الاسلام الخ
〃 باب ما جاء فيما وصف جبرئيل الخ
٨٢ باب ما جاء في اضافة الفرائض الى الايمان
〃 باب في استكمال الايمان والزيادة والنقصان
〃 باب لا يزني الزاني وهو مومن
〃 باب ما جاء ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود الخ

٨٣ ابواب العلم

〃 باب ما جاء في الاستيصاء لمن يطلب العلم

٨٣	باب ما نهي عنه ان يقال الخ
"	باب ما جاء في الحديث عن بني اسرائيل
"	باب الاخذ بالسنة
"	باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة
٨٤	**ابواب الاستيذان والآداب**
"	باب ما جاء في التسليم على النساء
"	باب ما جاء في تسليم الراكب على الماشي
"	باب الاستيذان قبالة البيت
"	باب التسليم قبل الاستيذان
٨٤	باب كراهية طروق الرجل اهله ليلا
"	باب كيف يكتب الى اهل الشرك
"	باب ما جاء في كراهية ان يقول عليك السلام
٨٥	باب ما جاء في قبلة اليد والرجل
"	باب ما جاء كيف تشميت العاطس
"	باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل
"	باب ما جاء في كراهية في ذلك
"	باب ما جاء في الرخصة في اتخاذ الانماط
"	باب ما جاء في النهي عن الدخول على النساء
٨٦	باب ما جاء في تحذير فتنة النساء
"	باب ما جاء في اتخاذ القصة
"	باب ما جاء في كراهية مباشرة الرجل الرجل
"	باب ما جاء في دخول الحمام
"	باب ما جاء في كراهية لبس المعصفر للرجال
"	باب ما جاء في الثوب الاصفر
"	باب حدثنا قتيبة

٨٦	باب ما جاء في الشوم
٨٧	باب ما جاء في تعجيل اسم المولود
"	باب ما جاء ما يكره من الاسماء
"	باب ما جاء في انشاد الشعر
٨٨	**ابواب الامثال**
"	باب ما جاء في مثل الله عز وجل لعباده
"	باب ما جاء مثل المؤمن القارئ للقرآن
"	باب حدثنا قتيبة
"	باب ما جاء مثل ابن آدم واجله واملة
٨٩	**ابواب فضائل القرآن**
"	باب ما جاء في آل عمران
"	باب ما جاء في سورة الاخلاص
"	باب حدثنا احمد الخ
"	**ابواب القراءات**
٩٠	باب ما جاء ان القرآن انزل على سبعة احرف
"	**ابواب تفسير القرآن**
"	سورة فاتحة الكتاب
"	سورة البقرة
٩٣	سورة آل عمران
"	سورة النساء
٩٤	سورة المائدة
٩٦	سورة الانعام
"	سورة الاعراف
"	سورة الانفال
٩٧	سورة التوبة

١٠٠ سورة هود
〃 سورة يوسف
١٠١ سورة ابراهيم
سورة بنی اسرائیل
١٠٢ سورة كهف
١٠٣ سورة الحج
〃 سورة النور
١٠٤ سورة الشعراء
〃 سورة القصص
١٠٥ سورة الاحزاب
١٠٦ سورة الصافات
〃 سورة ص
١٠٦ سورة الزمر
〃 سورة الشورى
١٠٧ سورة الزخرف
〃 سورة الاحقاف
١٠٨ سورة الفتح
〃 سورة الحجرات
١٠٩ سورة الذاريات
〃 سورة النجم
〃 سورة القمر
١١٠ سورة الواقعة
〃 سورة الحديد
〃 سورة المجادلة
١١٠ سورة الممتحنة
١١١ سورة المنافقون
〃 سورة التحريم
〃 سورة الحاقة
〃 سورة الجن
〃 سورة المدثر
١١٢ سورة عبس
〃 سورة البروج
〃 سورة الغاشية
〃 سورة الشمس
〃 سورة الم نشرح
١١٣ سورة الهكم التكاثر
〃 سورة الفتح
١١٣ سورة الاخلاص
〃 باب حدثنا محمد بن بشار
١١٤ **ابواب الدعوات**
〃 باب ما جاء في الدعاء اذا اوى الى فراشه
〃 باب ما يقول اذا خرج مسافراً
〃 باب حدثنا قتيبة
١١٥ **ابواب المناقب**
〃 باب ما جاء في فضل النبي صلعم
〃 باب ما جاء في بدء نبوة النبي صلعم
〃 باب ما جاء في خاتم النبوة
١١٦ مناقب ابي بكر الصديق رض
〃 مناقب ابي حفص عمر بن الخطاب رض
١١٧ مناقب عثمان بن عفان رض
〃 مناقب علي بن ابي طالب رض
١١٨ مناقب الزبير رض
〃 مناقب سعد بن ابي وقاص رض
〃 مناقب عبد الله بن مسعود رض
〃 مناقب اسامة بن زيد رض
١١٩ مناقب عبد الله بن عباس رض
〃 باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم
١٢٠ فضل ابي بن كعب رض
〃 فضل الانصار وقريش
〃 فضل العرب
〃 في ثقيف وبني حنيفة
١٢١ **كتاب العلل**

اعلان

یہ تقریر اپنی نوعیت میں لاثانی ہے۔ اور چونکہ اردو زبان میں ہے اسلئے جس طرح علماء کرام اس سے لطف حاصل کریں گے مشکوٰۃ شریف کے طلبا بھی اس کے فیوض سے بہرہ اندوز ہونگے اور ہر شائق حدیث بھی حسب استعداد متمتع ہوگا گو یہ تقریر جامع ترمذی کی ہے لیکن فن حدیث سے عام آگاہی، استنباط مسائل تطبیق بین الروایات اور حنفی مذہب کا درجہ، محدثین کی عظمت غرضیکہ جملہ امور مطالعہ کرنیوالے کے قلب میں جگہ کر جاتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ تحقیقات عالیہ اور تنقیحات خاصہ اس محدث یگانہ کی طرف منسوب ہیں جو اپنے زمانہ میں نہ صرف امام المحدثین اور نہ صرف الفاظ سے بحث کرنیوالے تھے بلکہ آپ کے درس میں شرکت کرنیوالے بوقت تقریر ایسا محسوس کرتے تھے کہ آپ حدیث کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ سے سنکر بیان فرما رہے ہیں۔ آپکی تقریر کے بعد جلد وہ احادیث جو بظاہر متعارض معلوم ہو رہی تھیں اپنی اپنی جگہ پر ایسی معلوم ہونے لگتی تھیں کہ ان میں مطلق تعارض نہیں تھا۔ اور فی الواقع یہی منشا صاحب حدیث کا تھا۔

طالبین حدیث کو ان انمول جواہرات کے حصول میں جلدی کرنی چاہیے کہ نہایت کوشش اور صرف کثیر برداشت کرکے آپ حضرات تک پہنچایا گیا ہے۔ باوجود ان حالات کے قیمت صرف ایکروپیہ آٹھ آنے اور مجلد کی ایکروپیہ بارہ آنے رکھی گئی ہے، تاجران اہل مطابع کو جسقدر مطلوب ہوں بنرخ تاجرانہ ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ اور خود طبع کا ارادہ نہ فرمائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

منیجر کتب خانہ انصاریہ جالندھر شہر